باب مدینۃ العلم

مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

فقیہ اعظم پبلی کیشنز
دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی لَهٗ ۞
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكْ ۞

باب مدینۃ العلم

مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ

صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری

فقیہ اعظم پبلی کیشنز
دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور (اوکاڑہ)

کتاب	مرتضیٰ، مشکل کشا، مولا علی
تصنیف	(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری
کمپوزنگ	نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیر پور شریف
اشاعت اول	جنوری 1998ء
اشاعت دوم	مارچ 2001ء
صفحات	400
مطبع	شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور
ناشر	فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیر پور شریف
قیمت	130 روپے

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى -----

[الشوریٰ ۴۲: ۲۳]

"(اے محبوب) آپ فرمایئے! میں تم سے (اس دعوت حق پر) کوئی معاوضہ نہیں مانگتا' بجز قرابت کی محبت کے" -----

اِنْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلانِ اَنِّیْ رَافِضِیْ

(نور الابصار، صفحہ ۱۱۵)

"اگر اہل بیت کرام کی محبت رفض ہے

تو جن و انس گواہ رہیں، بے شک میں

رافضی ہوں"-----

(حضرت امام شافعی قدس سرہ العزیز)

کچھ

بیاں

اپنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امن و آشتی، محبت و مودّت، اتفاق و اتحاد اور بھائی چارے کی جتنی آج ضرورت ہے، شاید پہلے کبھی نہ تھی----- مگر بد قسمتی سے ملک عزیز اس وقت فرقہ واریت کا شکار ہے----- دو فریق بر سر پیکار ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ دونوں گروہ، صحابۂ کرام اور اہل بیت عظام کے مقدس نام پر لڑ رہے ہیں----- اور "گرفتارِ محبت ابوبکر و علی" اپنی باہمی آویزش سے تاثر یہ دے رہے ہیں جیسے خدا نخواستہ اہل بیت اطہار اور خلفاء راشدین و دیگر صحابۂ کرام میں غیریت اور دوری ہو----- اس ساری کش مکش کا الم ناک پہلو یہ ہے کہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت خاموش تماشائی ہیں اور صحابہ کے ذکر کو سپاہ صحابہ اور ذکرِ اہل بیت کو اہل تشیع کے سپرد کر دیا ہے----- حالانکہ ہمارے اسلاف نے صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی مدح میں بہت کچھ لکھا اور کہا ہے-----

شورش و آویزش کی اس انتہائی مسموم فضا میں ضرورت اس امر کی ہے کہ پیغام

محبت کو عام کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ کے یاروں' پیاروں اور قرب و معیت رکھنے والوں ----- صحابۂ کرام اور اہل بیت اطہار ----- کا زبان و قلم سے ذکر خیر کیا جائے' ان کے تذکار کو حرز جاں اور ان کی محبت کو زینت ایماں بنایا جائے۔ اسی امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شاہکار نبوت' پروردۂ آغوش رسالت ----- مخزن جود و کرم ----- باب مدینۃ العلم ----- صاحب اخلاق و کردار ----- عابد شب زندہ دار ----- دلیر' بہادر' نڈر اور جانباز مجاہد ----- چوتھے خلیفۂ راشد ----- شیر خدا ----- امام الاتقیاء ----- مظہر کمالات مصطفٰی ----- سیدنا علی المرتضٰی (کرم اللہ تعالٰی وجہہ) کی بارگاہ قدس میں خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے -----

دیگر صحابۂ کرام اور خلفاء راشدین میں سے حضرت مولا علی کو یہ امتیاز اور انفرادیت حاصل ہے کہ آپ' حضور ﷺ کے قریب ترین رشتہ دار بھی ہیں اور تربیت یافتہ بھی ----- صحابی بھی ہیں اور اہل بیت کے ممتاز فرد بھی ----- ان سے محبت و عقیدت مندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام (رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین)' دونوں طبقوں کی عظمت کو دل سے تسلیم اور عملاً اس کا اقرار و اظہار کیا جائے' کہ محبت رسول کا فطری' بدیہی اور ناگزیر تقاضا یہی ہے ----- بغیر اس کے ایمان کا کوئی تصور نہیں ہے۔

اس کتاب "باب مدینۃ العلم --- مرتضٰی' مشکل کشا' مولٰی علی" کا پہلا ایڈیشن رمضان کریم ۱۴۱۸ھ میں ماہنامہ نور الحبیب کے خصوصی نمبر اور بعد ازاں کتابی صورت میں شائع ہوا' تو اسے بحمد اللہ تعالٰی بے حد مقبولیت نصیب ہوئی' ملت اسلامیہ کے تمام طبقات نے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا' اخبارات و جرائد نے جان دار تبصرے کیے اور اہل علم نے اپنے گراں قدر تاثرات سے نوازا ----- مختصر

مدت میں کتاب ہاتھوں ہاتھ نکل گئی' اب عرصہ سے نایاب تھی' احباب کے تقاضا پر دوبارہ اشاعت کا ارادہ ہوا' تو خیال آیا کہ چند مزید مباحث کا اضافہ کر دیا جائے----"باب مدینۃ العلم" کے روحانی تصرف سے قلم چلتا گیا اور بحمدہ تعالیٰ کم و بیش ڈیڑھ سو صفحات مزید بڑھ گئے' ہم نے کتاب کے حسن اور اس کی داخلی ترتیب کو بہتر بنانے کی اپنی سی کوشش کی ہے' عربی عبارات' خصوصاً آیات و احادیث کو اعراب سے مزین کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے اور یوں بحمد اللہ تعالیٰ یہ نیا ایڈیشن نئی آب و تاب کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے-----

کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے---- پہلے باب "شخصیت" میں آپ کے ابتدائی حالات' اشاعت اسلام کے لئے خدمات' فضائل و مناقب' اخلاق و کردار' عشق رسول' عبادت و ریاضت' شجاعت و بسالت' فہم کتاب و سنت' ذوقِ شعر و سخن' قضا اور فیصلہ کی قوت' حاضر جوابی' مختلف علوم میں مہارت' دور خلافت اور شہادت کا بیان ہے' نیز آپ کے حکمت و موعظت سے بھرپور ملفوظات طیبات کا انتخاب بھی پیش کیا گیا ہے-----

دوسرے باب میں خلفاء راشدین کے ساتھ آپ کے تعلق اور باہمی عقیدت و محبت کو واضح کیا گیا ہے' جس سے اہل فہم کو اس امر کا بہ خوبی اندازہ ہو سکے گا کہ صحابۂ کرام اور اہل بیت اطہار (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی تصویر' سراپا محبت اور پیکر مہر و مودّت تھے-----

تیسرے باب کا عنوان ہے "چمنستانِ کرم"---- اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی رفیقۂ حیات' جگر گوشۂ رسول' سیدۂ بتول' خاتون جنت' حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے جلیل القدر شہزادگان حضرت امام حسن مجتبیٰ اور سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تذکرۂ جلیلہ

ہے-----

جب کہ چوتھے اور آخری باب میں اہل بیت کرام کے فضائل و مناقب اور حُبِّ اہل بیت کی اہمیت کا بیان ہے----- کتاب کے آخر میں کتاب، مصنف، مطبع، جلد اور صفحہ نمبر کی تفصیل کے ساتھ مکمل حوالہ جات پیش کر دیئے گئے ہیں-----

اس پُر آشوب دور میں شاہ کار رسالت، محبّ رسول، زوج بتول اور اسلام کی نابغۂ روزگار شخصیت حضرت علی المرتضیٰ کے اخلاق و کردار اور ملفوظات طیبات کو مد نظر رکھنا، ان پر عمل پیرا ہونا اور انہیں حرز جاں بنانا نہایت ضروری ہے-----

احقر ان تمام احباب کا شکر گزار ہے، جنھوں نے کتاب کی تحریر سے لے کر طباعت تک جملہ مراحل میں معاونت فرمائی----- خصوصاً مولانا قاری محمد اسد اللہ نوری، مفتی محمد لطف اللہ نوری اشرفی اور پروفیسر خلیل احمد نوری جنھوں نے کتاب کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا اور مفید مشورے دیے-----

حضرت مولانا غلام دستگیر قادری کریمی (منڈی احمد آباد) نے بعض اہم کتابیں عنایت فرمائیں، قاری محمد فیض الکریم اشرفی اور مولانا حافظ نذیر احمد سیفی صاحب نے کمپوزنگ میں معاونت کی----- عزیز القدر مولانا صاحبزادہ محمد فیض المصطفیٰ نوری نے کمپوزنگ سے طباعت تک کے تمام مراحل کو خوش اسلوبی سے نبھایا----- علامہ محمد منشاء تابش قصوری اور علامہ احمد علی قصوری حوصلہ افزائی کرتے رہے، جب کہ مولانا عزیز احمد نوری (لاہور) اور مولانا محمد یوسف نوری نے طباعتی امور میں معاونت کی----- نیز وہ جملہ معزز کرم فرما احباب اور قارئین بھی میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں، جن کی محبتیں اور دعائیں احقر کے شامل حال رہیں----- اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو برکات و سعادت دارین سے نوازے-----

اسلام سے دوری، بے راہ روی، مادہ پرستی اور جہالت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے، حقیقی علم سے غفلت کے اس عہد میں "باب مدینۃ العلم" کی طرف رجوع اور آپ کی تعلیمات پر عمل سے ہی ہم منزل مقصود پا کر حقیقی فلاح حاصل کر سکتے ہیں-----

اللہ تعالیٰ جل و علا ہمیں اہل بیت اطہار اور صحابۂ کرام کی غلامی اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت بخشے اور ان کے صدقے دنیا و آخرت کی زندگی میں سرخرو فرمائے اور اس ملک کو امن و سکون کا گہوارہ بنائے-----

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

(صاحبزادہ) محمد محبّ اللہ نوری

یوم العرفہ، ۱۴۲۱ھ

۵/ مارچ ۲۰۰۱ء

مرتضیٰ، مشکل کشا، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

(پیش لفظ طبع اول سے اقتباس)

کتاب کی آخری سطور لکھ رہا تھا کہ سیدی و الٰہی حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کے مرید خاص محترم چوہدری محمد اسحاق نوری مدنی زید مجدہ نے لاہور سے بذریعہ فون عراق اور شام کے راستے مدینہ منورہ کی حاضری کی نوید جاں فزا سنائی۔ چنانچہ ہم بحمداللہ تعالیٰ ۲۳ دسمبر ۱۹۹۷ء کو لاہور سے روانہ ہوئے، ایک ہفتہ عراق، ایک ہفتہ دمشق اور دو ہفتے حجاز مقدس، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حاضر رہے اور متعدد انبیاء کرام علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام، اہل بیت اطہار، صحابۂ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہوں میں شرف نیاز حاصل رہا ---- اس دفعہ صرف حاضریٔ حرمین شریفین کا پروگرام تھا، مگر نجف اشرف، کربلائے معلیٰ، بغداد شریف اور شام کی زیارات کرم بالائے کرم اور بارگاہ مرتضوی میں اس ہدیۂ عقیدت کی قبولیت کی بشارت ہے۔

اسی سال (۱۴۱۸ھ) سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر میری کتاب "ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر" شائع ہوئی ہے ---- یقین محکم ہے کہ بارگاہ غوثیت مآب کی عنایات بھی شامل ہیں ---- فللّٰہ الحمد و المنۃ

(صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری

۲۷/ رمضان کریم ۱۴۱۸ھ

فہرست

اجمالی فہرست

فہرست

منقبت

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم

بندہ ہوں میں علی کا، مولا مرا علی ہے
والی مرا علی ہے، آقا مرا علی ہے

ہم نام ہے خدا کا، محبوب مصطفیٰ کا
با شانِ کبریائی، نامِ خدا علی ہے

محبوبِ حق کا پیارا، سلطان مسند آرا
وہ مرتضیٰ علی ہے، وہ مرتضیٰ علی ہے

غواصِ بحرِ عرفاں، وہ خضرِ راہِ ایماں
حق سے ملانے والا، ہادی مرا علی ہے

وہ ہادیٔ شریعت، وہ سالکِ طریقت
وہ واقفِ حقیقت، نور الہدیٰ علی ہے

چاہو جو سرِّ عرفاں، پکڑو علی کا داماں
بابِ علوم نبوی، نجم الہدیٰ علی ہے

دیدِ علی عبادت، ذکرِ علی عبادت
کیا شان ہے علی کی، کیا مرتضیٰ علی ہے

اقطاب و غوثِ عالم، در کے گدا ہیں جس کے
وہ شاہِ کشورِ دیں، صدر العلی علی ہے

مضمون لَحمُكَ سے یہ راز ہم نے جانا
خود شان مصطفائی صل علیٰ، علی ہے

سیافِ شاہِ صفدر، وہ حامیٔ پیمبر
ہر جنگ میں دلاور، شیر خدا علی ہے

اول میں بھی علی ہے، آخر میں بھی علی ہے ظاہر میں بھی علی ہے، سرِّ خفا علی ہے
مقصود ھل اتی کا، منسوب انما کا مطلوب قل کفٰی کا، ہاں مرتضٰی علی ہے
یعسوب دیں علی ہے، عین الیقیں علی ہے حبل المتیں علی ہے، معجز نما علی ہے
جو پھر گیا علی سے، وہ پھر گیا نبی سے نفس رسول اکرم، شانِ خدا علی ہے
ڈوبے جہازِ امت، یہ کب ہو اس کی ہمت ہاں ناخدائے امت، وہ باخدا علی ہے
اول سے تا بآخر، سوچے تو دل میں سمجھے لا ابتدا علی ہے، لا انتہا علی ہے
کارِ اہم سے ہمدم، ہرگز نہ کیجیو غم مشکل کشائے عالم، دستِ خدا علی ہے
اے رنج و فکر دل سے، ہو جلد دور میرے وہ دستگیر عالم، کہف الوریٰ علی ہے
محروم ان کے در سے، سائل نہیں پھرا ہے کیا با عطا علی ہے، کیا با سخا علی ہے
مشکل اڑی رہے کیوں، آفت کھڑی رہے کیوں جب وہ جہاں میں اپنا، مشکل کشا علی ہے
کہہ دو مخالفوں سے، تیغِ جفا نہ کھینچیں میرا معین و یاور، شیرِ وغا علی ہے
کیوں ہووے یاس و حرماں، کیوں ہووے دل پریشاں دارین میں ہمارا، حاجت روا علی ہے

زرغہ میں ظالموں کے پھنس کر بھی اشرفی تو
گھبرائیو نہ دل میں، حامی ترا علی ہے

اعلیٰ حضرت سید ابو احمد شاہ علی حسین اشرفی

تحائف اشرفی

ازہر بک ڈپو، آرام باغ، کراچی

۷۰-۱۹۶۹ء

باب مدینۃ العلم

مرتضیٰ، مشکل کشا، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ' اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ-----

(کنز العمال' جلد ٦' صفحہ ٤٠٣)

"جس کا میں مولیٰ (محبوب اور مددگار) ہوں' علی بھی اس کے مولیٰ (محبوب اور مددگار) ہیں-----

اے اللہ! جو علی سے محبت رکھے' تو بھی اس سے محبت فرما اور جو علی سے بُغض و عداوت رکھے' تو بھی اس سے عداوت رکھ"-----

شخصیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الاَعلٰی وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلامُ عَلٰی

سَیِّدِنَا وَ حَبِیْبِنَا رَسُوْلِهِ الْمُصْطَفٰی الْمُعَلّٰی وَ عَلٰی

خُلَفَائِهٖ اُولِی الصِّدْقِ وَ الصَّفَا خُصُوْصاً عَلٰی بَابِ

مَدِیْنَةِ الْعِلْمِ وَ الْحِکْمَةِ وَ الْهُدٰی مَوْلانَا اَبِی الْحَسَنِ وَ

الْحُسَیْنِ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی وَ عَلٰی جَمِیْعِ الآلِ ذَوِی

الْمَجْدِ وَ الْعُلٰی وَ سَائِرِ الْاَصْحَابِ التُّقٰی وَ النُّقٰی

وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَا۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

رات اپنی سیاہ زلفیں بکھیرے ہوئے تھی----- ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا----- چار سو خاموشی کا پہرہ ہے----- لوگ محوِ خواب ہیں----- پچھلی رات کا وقت ہے----- انوار و تجلیات کا سماں ہے----- رحمتِ الٰہیہ کا نزول ہو رہا ہے----- کہیں سے مسلسل صدا آرہی تھی-----

"بار الٰہا! نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے کسی قریبی عزیز کی زیارت کرا دے"-----

یہ یمن کے رہنے والے، کتب سابقہ کے عالم مثرم بن وعیب کے دعائیہ الفاظ تھے-----

✿✿✿✿✿

شہسوار مشرق کی آمد کا غلغلہ بلند ہوا----- چاند نے اپنی ردا سمیٹی-----

ستارے اپنی محفل برخاست کر گئے----- سورج کی کرنیں عالم کو منور کرنے لگیں اور ہوا کے جھونکوں میں آفتاب کی حدت رچ بس گئی----- ادھر ابو طالب کسی ضروری کام سے یمن روانہ ہو رہے ہیں----- مکہ کی سنگلاخ اور پتھریلی زمین پر چلتے ہوئے، تپتے صحراؤں سے گذرتے ہوئے، طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے ایک عرصہ بعد یمن پہنچتے ہیں-----

✿✿✿✿✿

مثرم اپنی عبادت گاہ میں مجسمۂ حیرت بنا ہوا ہے----- وہ سوچ رہا تھا کہ یہ دنیا فانی ہے----- یہاں جو آیا ہے، اسے کوچ کرنا ہے----- زندگی کے آخری لمحات سے گزر رہا ہوں اور پھر اب تو میری عمر بھی ۱۹۰ سال ہو چکی ہے----- میری دعا قبول ہو گی بھی یا نہیں؟----- آخر وہ دن کب آئے گا، جب میری دعا ثمر بار ہو گی؟----- اس کے ذہن میں ایسے ہی بے شمار سوال کروٹ لے رہے تھے-----

✿✿✿✿✿

جناب ابو طالب نے جہاں دوسرے شرفاء یمن سے ملاقاتیں کیں، وہاں مثرم کی زیارت کے لئے اس کی عبادت گاہ بھی گئے----- مثرم نے پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟-----

"مکہ سے آیا ہوں"-----

"کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟"-----مثرم نے دوسرا سوال کیا-----

"بنی ہاشم بن عبد مناف سے"-----

مثرم کو شاید اب اپنی دعا کی قبولیت کا احساس ہونے لگا تھا، تبھی تو اس نے ابو طالب کی پیشانی کو چومتے ہوئے کہا-----

"ذرا اپنا نام تو بتائیں"------

"میں ابو طالب بن عبد المطلب ہوں"------

اب تو مشرم کو اپنی دعا کی قبولیت' یقین کے سانچے میں ڈھلتے ہوئے دکھائی دینے لگی تھی------ اس نے بات جاری رکھتے ہوئے' خوشخبری دی------

"میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ عبد المطلب کی اولاد سے دو لڑکے پیدا ہوں گے' ایک نبی آخر الزماں ہو گا' جن کے باپ کا نام عبد اللہ ہو گا------ ان کی پیدائش سے تیس سال بعد دوسرے لڑکے کی پیدائش ہو گی' جس کے باپ کو لوگ ابو طالب کے نام سے پکارتے ہوں گے اور وہ لڑکا کامل ولی ہو گا"------

مشرم ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ گیا اور پھر تفصیل پوچھتے ہوئے گویا ہوا:

"کیا عبد اللہ کے ہاں لڑکا پیدا ہو گیا ہے؟"------

"کیوں نہیں' اس کی تو عمر بھی انتیس "۲۹" سال ہو گئی ہے اور ان کا نام "محمد" ہے"------ ابو طالب نے وضاحت کے ساتھ جواب دیا------

"تو پھر مبارک ہو' تمہیں اسی سال وہ فرزند دل بند عطا ہو گا جو امام المتقین اور پیشوائے مومنین ہو گا------ یہاں سے جب واپس لوٹو' تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرا اسلام عقیدت پیش کرنے کے بعد عرض کرنا کہ مشرم آپ کے نیاز مندوں میں سے ہے------ اللہ تعالیٰ کو ایک اور آپ کو اس کا آخری نبی مانتا ہے اور جب تمہارے ہاں وہ لڑکا پیدا ہو تو اسے بھی میری طرف سے سلام شوق کہہ دینا"------

مشرم نے فرط عقیدت اور نہایت محبت آمیز لہجے میں کہا------

"آخر آپ کی بات کا کیسے یقین کر لوں؟----- کوئی ایسی علامت ہو جس سے میں آپ کو صاحب کشف تسلیم کر سکوں"-----

ابو طالب نے متردّدانہ انداز میں کہا-----

"آپ خود بتائیں کہ کس طرح آپ کی تسلی ہو سکتی ہے؟----- میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے شرم سار نہیں کرے گا"-----

مثرم نے بڑے عزم اور یقین کے ساتھ کہا-----

"تو پھر یہ درخت تر و تازہ ہو جائے"-----

ابو طالب نے سامنے کھڑے انار کے خشک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا-----

مثرم نے دعا کی تو قدرتِ خداوندی کا یہ عجیب منظر نمودار ہوا کہ خشک درخت یکایک ہرسبز و شاداب اور ثمر آور ہو گیا-----[۱]

ابو طالب نے یہ کرشمہ دیکھ کر نہایت پُرامید اور شاداں و فرحاں مکہ واپسی کا سفر شروع کر دیا-----

۞۞۞۞۞

بکعبہ ولادت

صحن حرم میں حسب معمول آج بھی خاصی گہما گہمی تھی----- مرد و زن کعبۃ اللہ کے طواف میں مصروف ہیں، کچھ کعبہ میں رکھے ہوئے، اپنے خود ساختہ "خداؤں" (بتوں) کے آگے کورنش بجا لا رہے ہیں اور اپنی پیشانیاں زمین پر رکھے گڑگڑا رہے ہیں-----

ابو طالب کی اہلیہ فاطمہ بنت اسد بھی ان بتوں کو سلامی دینے کے لئے آگے بڑھیں، مگر کوشش اور خواہش کے باوجود جھک نہ سکیں---- حیرانی کے عالم میں سوچنے لگیں کہ آخر ماجرا کیا ہے؟---- ایک آدھ بار تو ایسا نہیں ہوا کہ اسے واہمہ قرار دیا جائے---- گزشتہ چند ماہ سے یہی ہو رہا ہے کہ وہ جب بھی بتوں کے آگے جھکنے کا ارادہ کرتی ہیں، پیٹ کا بچہ جھکنے سے باز رکھتا ہے---- بچہ ایسی پوزیشن اختیار کر لیتا ہے کہ ہزار کوشش کے باوجود ان "خداؤں" کی تعظیم بجا نہیں لا سکتیں---- [۲]

فاطمہ بنت اسد باہر نکل کر خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول ہو جاتی ہیں، دو تین چکر ابھی باقی تھے کہ درد زہ کی شدت کے باعث طواف روک کر کعبہ کے اندر داخل ہو گئیں اور پھر وہاں وہ بچہ پیدا ہوا، جس کی بشارت مشرم نے دی تھی اور جس کی پیشانی والدہ کے پیٹ سے لے کر مرتے دم تک کبھی بتوں کے آگے سجدہ ریز نہ ہوئی تھی[۳] مگر کائنات کے قلوب آج بھی عقیدت سے ان کے سامنے خمیدہ ہیں۔

بنا اس واسطے اللہ کا گھر جائے پیدائش
کہ وہ اسلام کا کعبہ ہے یہ ایمان کا کعبہ [۴]

کعبہ میں پیدا ہونے والا یہ بچہ وہ تھا، جو بعد میں سرخیل اولیاء اور اہل تصوف کا پیشوا بنا، جسے کائنات آج ابو الحسن، حیدر کرار اور علی المرتضیٰ (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے نام سے یاد کرتی ہے----

تاریخ ولادت

آپ کی ولادت باسعادت بعثت نبوی سے دس سال پہلے رجب المرجب کے

مہینے میں ہوئی۔۔۔۔۔ علامہ مومن شبلنجی لکھتے ہیں:

وُلِدَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِمَكَّةَ دَاخِلَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ عَلٰی قَوْلٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثَالِثَ عَشَرَ رَجَبَ الْحَرَامِ سَنَةَ ثَلَاثِيْنَ مِنْ عَامِ الْفِيْلِ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بِثَلَاثٍ وَ عِشْرِيْنَ سَنَةً۔۔۔۔۔ وَ لَمْ يُوْلَدْ فِي الْبَيْتِ الْحَرَامِ قَبْلَهٗ اَحَدٌ سِوَاهُ۔۔۔۔۔[۵]

"ایک روایت کے مطابق آپ بیت اللہ کے اندر جمعہ کے دن ۱۳/ رجب شریف ۳۰ عام الفیل (چھٹی صدی عیسوی)' ہجرت نبوی سے تیئیس سال پہلے پیدا ہوئے۔۔۔۔۔ آپ سے پہلے کسی شخص کو کعبہ میں پیدا ہونے کی سعادت نہیں ملی"۔۔۔۔۔

گھٹی

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے آپ کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا' آپ ﷺ نے اس نو مولود کو "علی" کے نام سے موسوم فرمایا اور اپنے لعاب دہن کی گھٹی سے نوازا۔۔۔۔۔

حضرت علی کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بیان کرتی ہیں:

لَمَّا وَلَدْتُهٗ سَمَّاهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَ بَصَقَ فِيْ فِيْهِ ثُمَّ اَنَّهٗ اَلْقَمَهٗ لِسَانَهٗ فَمَا زَالَ يَمُصُّهٗ حَتّٰى نَامَ۔۔۔۔۔[٦]

"جب میرے اس بچے کی ولادت ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام "علی" رکھا اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اپنی زبان مبارک نو مولود کے منہ میں ڈالی' جسے چوستے چوستے وہ سو گیا"۔۔۔۔۔

حضرت فاطمہ بنت اسد کا کہنا ہے کہ اگلے دن دودھ پلانے والی دائی کا انتظام کیا

گیا مگر علی نے اس کا اور کسی بھی دوسری عورت کا دودھ نہ پیا بالآخر حضور ﷺ نے اپنی زبان چوسائی تو علی سکون سے سو گئے----- پھر ایک عرصہ تک یہی معمول رہا-----[۷]

کفالت و تربیت

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر اللہ تعالیٰ جل و علا کا خصوصی انعام تھا کہ انہیں بچپن ہی سے رحمۃ للعالمین ﷺ کی آغوش رحمت و شفقت میں پرورش اور تربیت کی سعادت میسر آئی----- اس کا ظاہری سبب یوں بنا کہ قریش قحط سالی کی وجہ سے سخت تنگ دستی کا شکار تھے' ابو طالب چونکہ کثیر العیال تھے' ظاہر ہے انہیں مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا' رسول اللہ ﷺ نے اپنے دوسرے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو' جو خوش حال تھے' مشورہ دیا کہ ہمیں ابو طالب کا بوجھ ہلکا کرنا چاہیے----- چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت جعفر اور رسول کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کفالت اپنے ذمہ لے لی-----[۸]

یوں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے بچپن سے لے کر حضور ﷺ کے وصال تک کم و بیش تیس سال کا عرصہ حضور ﷺ کی خدمت و معیت میں رہنے کا شرف نصیب ہوا-----

حسب و نسب

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قریش مکہ کے ممتاز خاندان بنی ہاشم سے ہے----- حرم کعبہ کی خدمات' زم زم پلانے کے انتظامات اور اس کی نگرانی کے علاوہ حجاج کی رہنمائی اور راحت رسانی بھی اس خاندان کا محبوب مشغلہ تھا-----

اللہ تعالیٰ کے محبوب اور آخری رسول ﷺ کی نسبت اور بعثت مبارکہ نے اس خاندان کو چار دانگ عالم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معزز و ممتاز بنا دیا-----

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نجیب الطرفین ہاشمی اور رسول اللہ ﷺ کے سگے چچازاد بھائی ہیں' آپ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے:

علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک -----[۹]

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو خاندانی اعتبار سے رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ قرب ہے-----

حضرت علی کے والد' جناب ابو طالب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام عبد مناف ہے' بعض نے ان کا نام عمران بھی لکھا ہے' لیکن یہ اپنی کنیت ابو طالب کے ساتھ مشہور ہیں----- عمر میں حضور علیہ السلام سے ۳۵ برس بڑے تھے---- جناب ابو طالب اور حضور ﷺ کے والد گرامی حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں سگے بھائی تھے' حضور ﷺ اپنے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت میں تھے' ان کا وصال ہوا تو حسب وصیت یہ سعادت جناب ابو طالب کے حصہ میں آئی-----[۱۰]

انہوں نے نہایت شفقت و محبت سے کفالت کی ذمہ داری انجام دی----- حضور ﷺ کے اعلان نبوت فرمانے کے بعد کفار کی تمام تر سازشوں' مزاحمتوں اور دھمکیوں کے باوجود حضور ﷺ کے اس شفیق چچا نے عمر بھر آپ ﷺ کی خدمت و حفاظت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی----- بعثت نبوی کے دس برس بعد (اور ہجرت مدینہ سے تین سال قبل) جناب ابو طالب کا انتقال ہوا----- اسی سال ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال فرمایا-----[۱۱]

ان پے در پے صدمات کی وجہ سے جان عالم حضور ﷺ سخت غم گین ہوئے' اسی وجہ سے اس سال کو "عام الحزن" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے-----

والدہ ماجدہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجیب الطرفین ہاشمی ہیں' آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم وہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں' جو ایک ہاشمی کے عقد میں آئیں اور ان کے ہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت میں ہاشمی

صاحبزادے کا تولد ہوا------امام طبرانی لکھتے ہیں :

اِنَّهَا اَوَّلُ هَاشِمِيَّةٍ وَلَدَتْ لِهَاشِمِيٍّ------[۱۲]

"فاطمہ بنت اسد' ہاشمی خاندان کی پہلی خاتون ہیں' جن کے بطن سے ایک ہاشمی پیدا ہوا"------

یہ وہ خوش بخت خاتون ہیں' جنہیں حضور ﷺ نے اپنی ماں قرار دیا------ انہیں اسلام اور ہجرت مدینہ کا شرف بھی نصیب ہوا------ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

جب حضرت علی کی والدۂ ماجدہ کا وصال ہوا' تو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا :

يَرْحَمُكِ اللّٰهُ يَا اُمِّيْ بَعْدَ اُمِّيْ------

"اے فاطمہ بنت اسد! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے' میری ماں کے بعد آپ میری ماں ہیں"------

پھر آپ ﷺ نے کفن میں تبرکاً اپنا کرتہ عنایت فرمایا' قبر کی تیاری کے لئے حضور ﷺ نے حضرت اسامہ' حضرت ابوایوب انصاری' حضرت عمر بن خطاب اور اپنے غلام اسود (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کو حکم دیا' انہوں نے کھدائی شروع کی------ جب لحد بنانے کا مرحلہ آیا تو سرکار ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے مٹی نکال کر لحد کو درست فرمایا------[۱۳]

دعا بوسیلہ انبیاء

حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر تیار ہو چکی' تو آقا حضور ﷺ اس میں لیٹ گئے پھر آپ یوں گویا ہوئے :

اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے' موت اور زندگی عطا کرنے والا وہی ہے-----

اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَسِّعْ مُدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ-----

"اے اللہ! میرے اور مجھ سے پہلے نبیوں کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو(حد نگاہ تک) فراخ کر دے' بے شک تو ارحم الراحمین ہے"-----

حضور ﷺ قبر سے باہر نکلے تو آپ کی چشمان مقدس سے آنسو بہہ رہے تھے----- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

حضور! آپ نے اس خاتون کے بارے میں جو کرم نوازی فرمائی ہے' ایسا معاملہ کسی اور کے ساتھ کبھی نہیں فرمایا' اس کا سبب کیا ہے؟----- آپ ﷺ نے فرمایا:

میری والدہ کے بعد یہی میری ماں تھیں' ابو طالب جب دعوت کرتے اور گھر کے لوگوں کے ساتھ مجھے بھی شریک کرتے تو یہ خاتون میرے حصے کا کچھ کھانا بچا کر رکھ لیتیں' جسے میں پھر کسی وقت کھا لیا کرتا-----

وَ اَنَّ جِبْرِیْلَ اَخْبَرَنِیْ عَنْ رَبِّیْ اَنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَةِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْهَا-----[۱۴]

"اللہ تعالیٰ نے مجھے جبریل علیہ السلام کے ذریعے خبر دی ہے کہ یہ خاتون جنتی ہے' نیز جبریل امین نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو حکم فرمایا ہے کہ فاطمہ بنت اسد پر درود بھیجیں-----(یعنی

ان کے لئے دعائے رحمت و مغفرت کریں"-----
حضور ﷺ نے چار تکبیروں کے ساتھ جنازہ کی نماز پڑھائی' پھر خود آپ ﷺ نے حضرت عباس اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی معاونت سے انہیں قبر میں اتارا-----[۱۵]

بھائی' بہن

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چھ بہن بھائی تھے-----

۱...... طالب
۲...... حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳...... حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴...... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵...... ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۶...... جمانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

طالب

سب سے بڑے بھائی کا نام طالب تھا' اسی مناسبت سے ان کے والد کی کنیت ابو طالب ٹھہری----- طالب کو اسلام لانے کی توفیق نہ ہو سکی' یہ جنگ بدر کے موقع پر لشکر کفار میں شامل تھا اور وہیں مارا گیا-----[۱۶]

حضرت عقیل

دوسرے بھائی کا نام عقیل اور کنیت ابو یزید تھی' یہ صلح حدیبیہ سے پہلے مشرف

بہ اسلام ہوئے اور غزوۂ موتہ میں شمولیت کی-----

آپ قریش کے احوال و انساب کے بہت بڑے عالم تھے' ان مسائل میں لوگ ان کی طرف رجوع کرتے----- آپ بڑے حاضر جواب تھے----- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دور خلافت میں امیر معاویہ کے پاس چلے گئے تھے----- ایک دن انہوں نے کہا کہ اگر میں بہتر نہ ہوتا تو عقیل اپنے بھائی علی کو چھوڑ کر میرے پاس کیوں آتے ؟----- آپ نے فوراً جواب دیا :

اَخِیْ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ اَنْتَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دُنْیَایَ-----

"دینی حوالے سے میرے بھائی علی میرے لئے بہتر ہیں جب کہ دنیوی مفاد کے اعتبار سے آپ بہتر ہیں' میں دنیا کو ترجیح دے کر آپ کے پاس آیا ہوں' خدا کرے میری عاقبت بالخیر ہو"-----

حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں ہوئی-----[۱۷]

حضرت جعفر

تیسرے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں' آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور القاب الطیار اور ذوالجناحین ہیں----- یہ سیرت و صورت کے لحاظ سے حضور ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے----- انہیں غرباء و مساکین سے بہت انس تھا اور ان کی خدمت و امداد کرتے' اس لئے حضور ﷺ نے آپ کی کنیت ابوالمساکین رکھی----- آپ قدیم الاسلام ہیں' پچیس یا اکتیس افراد کے بعد دولت اسلام سے مشرف ہوئے-----[۱۸]

قریش مکہ کے مظالم سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں نجاشی کے دربار میں اسلام کی حقانیت پر نہایت اعلیٰ تقریر کی' جس سے متاثر ہو کر شاہ حبشہ نجاشی اور اس کے درباریوں نے اسلام قبول کر لیا----

بعد ازاں حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے---- آپ نے تقریباً چالیس سال کی عمر میں جمادیٰ اولیٰ ۸ھ غزوۂ موتہ کے موقع پر جام شہادت نوش کیا[۱۹]---- اس جنگ میں آپ بڑے جگرے سے لڑے' دشمنوں کی صفوں کے اندر گھس گئے' آپ کے دونوں بازو قلم ہو گئے اور جسم اقدس پر نوے زخم آئے----

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں انہیں دونوں بازوؤں کے بدلے دو پر عطا فرمائے ہیں' جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں' اسی لئے آپ کو ذوالجناحین اور الطیار کے القاب سے نوازا----[۲۰]

عجیب اتفاق

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم چاروں بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے' اسی طرح آپ کی رفیقہ حیات خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حضور ﷺ کی چاروں صاجزادیوں میں سب سے چھوٹی تھیں----

یہ بھی عجیب اتفاق ہے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بڑے بھائی طالب کی ولادت کے دس برس بعد دوسرے بھائی عقیل پیدا ہوئے' پھر عقیل کی ولادت کے دس برس بعد حضرت جعفر طیار پیدا ہوئے' پھر ان کی ولادت کے ٹھیک دس سال بعد حضرت مولا علی کی ولادت باسعادت ہوئی----[۲۱]

ام ہانی

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دو حقیقی بہنیں تھیں :

۱...... ام ہانی

۲...... جمانہ

ام ہانی کا نام فاختہ تھا---- فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئیں، حضور ﷺ نے اس موقع پر ان کے گھر چاشت کی آٹھ رکعتیں ادا فرمائیں اور ان کی سفارش پر ان کے سسرالی رشتہ داروں کو امان دی----[۲۲]

جمانہ

آپ حضرت علی کی ہمشیرہ ہیں، ان کا نکاح ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب کے ساتھ ہوا---- جمانہ کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ آپ مشرف بہ اسلام ہو گئی تھیں----[۲۳]

نام' کنیت' القاب

آپ کا نام نامی علی بن ابی طالب' لقب مرتضیٰ' اسد اللہ' حیدر کرار اور امیر المومنین ہے-----

علامہ حسین بن محمد دیار بجری نے احادیث مبارکہ کی رو سے یہ القاب تحریر کیے ہیں:

بَیْضَۃُ الْبَلْدَۃ (علاقہ کے بے تاج بادشاہ)' امین' شریف' ہادی' مہتدی' ذِیْ اُذُن وَّاعِیَۃٍ (علم و حکمت کو محفوظ رکھنے والے) اور یَعْسُوْبُ الْاُمَّۃِ (امت کے سردار)-----[۲۴]

خصوصی القاب

شب معراج اللہ تعالیٰ جل و علا نے حضور علیہ السلام سے حضرت علی کے بارے میں ان القاب سے یاد فرمایا:

سَیِّدُ الْمُسْلِمِیْنَ' وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ' قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ-----[۲۵]

"مسلمانوں کے سردار' مومنوں کے مددگار اور ایسی امت کے قائد کہ جن کے چہرے اور ہاتھ پاؤں قیامت کے دن چمکتے ہوں گے"-----

آپ کی کنیت ابو الحسن' ابو السبطین (دو شہزادوں کے باپ) اور ابو الریحانتین (دو نبوی پھولوں کے باپ' امام حسن اور امام حسین کے والد ماجد) اور پسندیدہ کنیت ابو تراب تھی---- جب آپ کو اس کنیت سے پکارا جاتا تو بہت مسرور و شاداں ہوتے' کیوں کہ یہ انوکھا خطاب آپ کو بارگاہ نبوی سے مرحمت ہوا تھا----- چنانچہ مروی ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے آپ کو مسجد نبوی میں سویا ہوا پایا' اس وقت آپ کے کندھے سے چادر سرکی ہوئی تھی اور کندھے خاک آلود تھے' حضور علیہ السلام نے آپ کے کندھوں سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا:

قُمْ اَبَا تُرَاب' قُمْ اَبَا تُرَاب------[۲۶]

"اے ابو تراب! (مٹی والے) اٹھئے' اے ابو تراب! اٹھئے"------

کرم اللہ وجہہ

آپ کے اسم گرامی کے ساتھ کرم اللہ وجہہ (اللہ تعالیٰ آپ کا چہرہ مکرم کرے اور آپ کو (مزید) عزت بخشے) کے دعائیہ الفاظ لکھے جاتے ہیں----- اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ عمر بھر کبھی کسی بت کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوئے------ جب والدہ کے شکم اطہر میں تھے تو انہیں بھی کبھی بت کے آگے نہ جھکنے دیا-----

علامہ برخوردار ملتانی لکھتے ہیں:

وَ لِذٰلِكَ يُقَالُ عِنْدَ ذِكْرِهٖ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ-----[۲۷]

"چونکہ آپ نے اپنی پیشانی کسی بت کے آگے نہیں جھکائی' اسی وجہ سے آپ کو یہ دعا دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے چہرہ (اور آپ کی

ذات) کو مزید شرف و تکریم سے نوازے"-----

کرم اللہ وجہہ کہنے کا ایک سبب بعض اساتذہ کی زبانی یہ سنا کہ حضرت علی سے عداوت رکھنے والے خوارج اور دیگر لوگ آپ کا ذکر برے الفاظ میں کرتے اور (خاک بدہن قائل) یہ کہتے سوّد اللہ وجہہ (اللہ ان کا چہرہ سیاہ کرے) تو جولباً اہل سنت نے آپ کے لئے کرم اللہ وجہہ کے الفاظ کو رواج دیا-----

حلیہ

آپ کا رنگ گندمی سفید----- آنکھیں خوب صورت' بڑی بڑی روشن اور سیاہ----- داڑھی مبارک گھنی----- بدن فربہ----- بازو پُر گوشت----- جسم گٹھا ہوا----- قد قدرے پست----- اور----- چاندی کی طرح چمکتی ہوئی صراحی دار گردن تھی----- چہرہ کیا تھا' گویا چودھویں رات کا چاند-----[۲۸]

قبول اسلام

حافظ ابن اثیر اور حافظ ابن کثیر، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے قبول اسلام کے بارے میں ابن اسحاق کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں:

جس دن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا اور حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، اس سے اگلے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے وقت آئے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت خدیجہ نماز[۲۹] ادا کر رہے تھے----- حضرت علی نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟-----

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ اللہ کا وہ دین ہے جسے اس نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے، اس کی عبادت کرنے اور لات و عزیٰ کے انکار کی دعوت دیتا ہوں-----

حضرت علی نے کہا، یہ بات اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں سنی،

جب تک ابو طالب سے اس بارے میں مشورہ نہ کر لوں، فیصلہ نہیں کر سکتا-----

رسول اللہ ﷺ علانیہ دعوت اسلام سے پہلے راز کے فاش ہونے کو ناپسند فرماتے تھے، چنانچہ آپ نے فرمایا:

اے علی! اگر تم ایمان نہیں لانا چاہتے تو اس امر کو مخفی رکھو، حضرت علی نے اس رات توقف کیا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کو داخل کر دیا، صبح سویرے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

آپ نے مجھے کل کس چیز کی دعوت دی تھی؟------

حضور ﷺ نے فرمایا:

تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ واحد ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور لات و عزیٰ وغیرہ بتوں کا انکار کرو اور اللہ تعالیٰ کے ہر شریک سے بیزاری اور براءت کا اظہار کرو-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعمیل حکم بجا لاتے ہوئے اسلام قبول کر لیا اور کئی روز تک ابو طالب سے چھپ کر حضور ﷺ کے پاس آتے رہے اور حضور ﷺ کے حسب منشا اپنے اسلام کو مخفی رکھا-----[۳۰]

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے والد نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، پوچھا، بیٹے یہ کون سا دین ہے؟-----

آپ نے کہا، ابا جان! میں اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لا چکا ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کے دین کی تصدیق کرتے ہوئے آپ کی اتباع اور معیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لاتا ہوں----- ابو طالب نے کہا:

اَمَا اِنَّهٗ لَمْ یَدْعُکَ اِلَّا اِلٰی خَیْرٍ فَالْزَمْهُ----[۳۱]

"وہ تمہیں اچھی بات کی طرف ہی بلاتے ہیں' لہذا اس پر قائم رہو"----

سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی بعثت پیر کے روز ہوئی اور میں نے (اگلے دن) منگل کو اسلام قبول کیا----[۳۲]

اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی' بعض نے اس سے کم وبیش عمر کا ذکر بھی کیا ہے----[۳۳]

آپ نے اپنے قدیم الاسلام ہونے کا تذکرہ ان اشعار میں کیا ہے----

مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ اَخِیْ وَ صِھْرِیْ

وَ حَمْزَۃُ سَیِّدُ الشُّھَدَاءِ عَمِّیْ

وَ جَعْفَرٌ الَّذِیْ یُضْحِیْ وَ یُمْسِیْ

یَطِیْرُ مَعَ الْمَلَائِکَۃِ ابْنُ اُمِّیْ

وَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَکَنِیْ وَ عِرْسِیْ

مَشُوْبٌ لَحْمُھَا بِدَمِیْ وَ لَحْمِیْ

وَ سِبْطَا اَحْمَدَ ابْنَایَ مِنْھَا

فَمَنْ مِّنْکُمْ لَہٗ سَھْمٌ کَسَھْمِیْ

سَبَقْتُکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا

صَغِیْرًا مَّا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلْمِیْ [۳۴]

"نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میرے (چچا زاد) بھائی اور سسر ہیں' جب کہ سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے چچا جان ہیں-----

حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صبح و شام فرشتوں کے ساتھ اڑ کر سیر کرتے رہتے ہیں' میرے ماں جائے بھائی ہیں-----

حضور ﷺ کی صاحبزادی (حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میری اہلیہ اور میرا سکھ چین ہیں' ہم "دو قالب یک جان" ہیں-----

ہمارے دونوں صاحبزادے (حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) احمد مجتبیٰ ﷺ کے نواسے ہیں' بھلا تم میں کون ہے' جسے ان اعزازت و اکرامات میں سے اس قدر حصہ ملا ہو-----

میں نے بچپن ہی میں اسلام قبول کر کے تم سب سے سبقت حاصل کر لی تھی' جب کہ میں ابھی اپنے سن بلوغ کو نہ پہنچا تھا"-----

علامہ اقبال کہتے ہیں-----

مسلم اول شہ مرداں علی
عشق را سرمایۂ ایماں علی

سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟----- اس سلسلے میں متعدد روایات ہیں' جن میں تین نام بہت نمایاں ہیں-----

۱ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام روایات میں

تطبیق کرتے ہوئے نہایت قرین قیاس اور مبنی بر انصاف بات کی ہے' آپ فرماتے ہیں:

مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' عورتوں میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچوں میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا-----[۳۵]

اشاعت اسلام

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، رسول اللہ ﷺ کی کفالت میں رہتے ہوئے بچپن ہی سے مشرف باسلام ہو گئے تھے ----- اشاعت اسلام کے سلسلے میں اپنی صغر سنی کے باوجود قدم قدم پر حضور ﷺ کے ساتھ رہے -----

دعوت اسلام

جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو دعوت اسلام دینے کا حکم دیا اور یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی :

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ----- [۳۶]

"اور (اے محبوب!) اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈرائیے" -----

تو آپ ﷺ نے بنی عبد المطلب کو کھانے پر بلایا ----- اس وقت حضرت علی کی عمر کوئی چودہ برس ہو گی ----- کم سنی کے باوجود حضور ﷺ نے دعوت کا

انتظام و انصرام آپ کے ذمہ لگایا---- حضور ﷺ کی ہدایت کے مطابق آپ نے ایک صاع (تقریباً چار کلو) غلہ' بکری کی ایک دستی اور دودھ کا پیالہ مہیا کیا----- دعوت میں خاندان سے کم و بیش چالیس افراد شامل ہوئے' جن میں حضور ﷺ کے چچا ابو طالب' حمزہ' عباس اور ابو لہب شامل تھے-----

حضور ﷺ نے گوشت کا ٹکڑا لیا اور دندان مبارک سے اسے چیر کر اسی پیالہ میں رکھ دیا اور فرمایا:

اللہ کا نام لے کر کھاؤ---- چنانچہ اسی ایک پیالہ گوشت سے سب سیر ہو گئے اور کچھ گوشت بچ بھی رہا' حالانکہ وہ صرف ایک شخص کے لئے کافی تھا---- پھر آپ ﷺ کے حکم سے دودھ کا پیالہ پیش کیا' پیالہ میں موجود دودھ ایک آدمی بآسانی پی سکتا تھا---- مگر (حضور ﷺ کی برکت سے) چالیس افراد اسی ایک پیالہ سے سیر ہو گئے-----

طعام سے فراغت کے بعد حضور ﷺ نے کچھ فرمانا چاہا تو ابو لہب نے کہا:

لوگو! اٹھو' محمد (ﷺ) نے آج تمہارے کھانے پر جادو کر دیا ہے' ایسا جادو تو کبھی نہ دیکھا تھا' یہ سنتے ہی لوگ چلے گئے-----

اگلے روز پھر حضور ﷺ نے حضرت علی کو اسی طرح کھانا تیار کرنے کا حکم دیا' سب لوگ جمع ہوئے' جب کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے بنی عبد المطلب! اللہ کی قسم' میں تمہارے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں"----- [۳۷]

دوسری روایت میں ہے' آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

"بتاؤ' اس مشن میں کون میرا دست و بازو بنتا ہے"-----

تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا' صرف حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے

جواب دیا:

"گو میں سب سے کم عمر ہوں، مجھے آشوب چشم ہے، میری ٹانگیں کمزور اور پتلی ہیں، تاہم میں آپ کا معاون و مددگار بنوں گا"-----[۳۸]

بت شکنی

رسول اللہ ﷺ تمام تر مزاحمتوں کے باوجود دعوت و اشاعت اسلام میں کوشاں رہے، آپ قریش مکہ کی بت پرستی سے سخت نفرت کرتے تھے----- جس کا عملی مظاہرہ آپ نے ایک بار کعبۃ اللہ میں رکھے ہوئے بتوں کو توڑ کر فرمایا----- بت شکنی کی اس مہم میں حضرت علی بھی آپ کے معاون تھے----- چنانچہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے:

ایک دن رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھا، ہم گھر سے نکل کر کعبہ کے دروازے پر آئے، حضور ﷺ میرے کندھے پر سوار ہوئے مگر پھر میری کمزوری محسوس فرماتے ہوئے نیچے اتر آئے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار کر لیا-----

يُخَيَّلُ اِلَيَّ اَنِّيْ لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ اُفُقَ السَّمَاءِ-----

"مجھے ایسا لگا کہ اتنا اونچا ہو رہا ہوں کہ چاہوں تو آسمان کے کنارے کو چھو لوں"-----

اس طرح میں کعبہ کی چھت تک پہنچ گیا اور وہاں موجود پیتل یا تانبے کے بنے ہوئے بت کو اکھیڑ دیا----- حضور ﷺ نے فرمایا، اسے نیچے گرا دو، میں نے گرایا تو وہ شیشے کی طرح چکنا چور ہو گیا----- پھر ہم دونوں (میں اور رسول اللہ ﷺ) تیز تیز چل کر چھپتے ہوئے گھر آ گئے کہ کوئی ہمیں دیکھ نہ لے"-----[۳۹]

حدیث کے آخری الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ مکی زندگی کا ہے-----[۴۰]

اس طرح کا ایک واقعہ فتح مکہ کے دن پیش آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو رسول اللہ ﷺ کے کندھوں پر سوار ہونے کا اعزاز نصیب ہوا----- شیخ محقق قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں :

حضرت علی نے عرض کی، حضور! آپ میرے کندھے پر سوار ہو کر (ہبل نامی) بت اتار دیں، فرمایا :

"علی! تو بار نبوت برداشت کرنے کا متحمل نہیں"-----

چنانچہ حضرت علی تعمیل حکم بجا لائے-----

حضرت علی شانۂ اقدس پر سوار تھے، تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا :

علی! بتاؤ، کیا محسوس کر رہے ہو؟----- عرض کی :

یارسول اللہ! چناں می بینم کہ حجب مکشوف شدہ گویا سرِ من بساقِ عرش رسیدہ است و بہر چہ دست دراز می کنم بدست می آید-----

"یارسول اللہ! تمام حجابات اٹھ چکے ہیں، گویا میرا سر عرش تک پہنچ چکا ہے اور جو چیز چاہوں، پکڑ سکتا ہوں"-----

حضور ﷺ نے فرمایا :

تو کتنا خوش بخت ہے کہ اس وقت حق کے کام میں مصروف ہے اور میں کس اچھے حال میں ہوں کہ میں نے بار حق اٹھا رکھا ہے-----

حضرت علی بت کو گرا چکے تو ادب مصطفیٰ کا لحاظ کرتے ہوئے فوراً نیچے کود پڑے اور تبسم فرمایا، حضور ﷺ نے وجہ پوچھی تو عرض کی :

یارسول اللہ ﷺ! میں کیوں نہ مسکراؤں، اتنے بلند مقام سے چھلانگ لگائی ہے مگر کوئی چوٹ نہیں آئی----- فرمایا :

علی! تجھے چوٹ کیوں کر آتی، جب کہ اٹھانے والے رسول اللہ اور نیچے اتارنے والے جبریل تھے-----[۴۱]

ہجرت

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا، تو قریش مکہ نے سخت مزاحمت کی، کمزور صحابہ چھپ کر عبادت کرتے اور اپنا ایمان مخفی رکھتے----- اللہ جل جلالہ کی نصرت و حمایت، حضور ﷺ کے شامل حال رہی اور حلقہ بہ گوش اسلام ہونے والوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا رہا----- جوں جوں اسلام کا حلقہ وسیع ہوتا گیا، کفار کی مخالفت بھی اپنے شباب پر پہنچتی چلی گئی----- اس اثنا میں کچھ صحابہ کرام نے حبشہ کی طرف ہجرت کی----- بعد ازاں جب بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کے موقع پر اہل مدینہ کے دو بڑے قبیلوں اوس اور خزرج نے اسلام قبول کیا تو اکثر صحابہ کرام نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی----- مکہ مکرمہ میں صرف رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہ گئے یا وہ مسلمان جو انتہائی ضعیف تھے یا کفار کے نرغے میں محبوس تھے-----[۴۲]

مولا علی بستر رسول پر

دار الندوہ میں قریش مکہ نے حضور علیہ السلام کے خلاف اتفاق رائے سے سازش تیار کی، جبریل امین نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر کفار کے منصوبہ سے آگاہ کیا اور کہا کہ آپ رات کو اپنے مکان پر قیام نہ فرمائیں-----

چنانچہ آپ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دیا اور فرمایا:

"تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچا سکے گا"------

حضور علیہ السلام نے اپنی سبز چادر، جس میں آپ سویا کرتے تھے، حضرت علی کو اوڑھا دی، مکان کے دروازے پر کفار پوری طرح تیاری کے ساتھ مستعد ہو کر کھڑے تھے، ان کا ارادہ یک بارگی حملہ کرنے کا تھا مگر حضور علیہ السلام نے مٹھی بھر خاک اٹھائی اور ان کفار کے سروں پر پھینکی اور سورہ یٰس کی ابتدائی نو آیات کی تلاوت کرتے ہوئے، باہر تشریف لائے، آخری آیت میں کفار کی کیفیت کی طرف اشارہ ہے:

فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ-----[۴۳]

"پھر ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے"------

آپ کے باہر تشریف لے جانے کے بعد کسی نے ان کفار سے پوچھا، کس کا انتظار کر رہے ہو؟-----

انہوں نے کہا، محمد (علیہ السلام) کا----- اس نے کہا، نامرادو! محمد تو تمہارے سروں پر مٹی ڈالتے ہوئے باہر نکل کر اپنے کام پر روانہ ہو چکے ہیں----- انہوں نے اندر جھانک کر (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، جو سرکار علیہ السلام کے بستر پر

چادر تانے سو رہے تھے) دیکھا تو یہی سمجھا کہ حضور لیٹے ہوئے ہیں اور مطمئن ہو گئے ---- جب صبح ہوئی تو حضرت علی بستر سے اٹھے' انہیں دیکھا تو کفار خائب و خاسر ہو کر واپس لوٹ گئے ----[۴۴]

جاں نثاری

شب ہجرت بستر رسول ﷺ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لیٹنا خود کو موت کی دعوت دینے کے مترادف تھا' مگر حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں آپ نے کسی خطرے کی پرواہ نہ کی اور تلواروں کے سائے میں بستر رسول ﷺ پر میٹھی نیند کے مزے لیتے رہے اور یہ ان کا حضور ﷺ کی ذات گرامی سے انتہا درجہ کی عقیدت و محبت اور جاں نثاری کا جذبہ تھا---- انہیں اپنی جان کی پرواہ نہ تھی' تعمیل حکم نبوی اور خوشنودی خدا و رسول ہی ان کا مقصد حیات اور مطمح نظر تھا-----

شب ہجرت یہی صورت حال سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی کہ آپ نے اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے' حضور ﷺ کے آرام و آسائش کا خیال رکھا اور آپ کی حفاظت کے لئے مستعد رہے-----

فَرَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى رَحْمَةً وَّاسِعَةً

وَ جَزَاهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَنِ الْاِسْلَامِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرَ الْجَزَاءِ

مدینہ منورہ روانگی

ابن رافع بیان کرتے ہیں :

حضور ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے تو

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار کی امانتیں واپس لوٹانے کے لئے مکہ میں رکنے کا حکم دیا (کفار مخالفت کے باوجود حضور ﷺ کے پاس امانتیں رکھتے تھے' اسی لئے آپ ﷺ "امین" کہلاتے)-----

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن مکہ ٹھہرے' پھر حضور ﷺ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے' رات کو سفر کرتے اور دن کو کسی محفوظ مقام میں ٹھہر جاتے' یہاں تک کہ مدینہ پہنچ گئے-----

حضور ﷺ کو آپ کی آمد کی خبر ہوئی تو فرمایا:

علی کو بلاؤ----- آپ کو بتایا گیا کہ پاؤں کے ورم اور زخموں کی وجہ سے ان میں چلنے کی سکت نہیں' چنانچہ حضور ﷺ خود تشریف لے گئے اور انہیں گلے سے لگایا' ان کے قدموں کا ورم اور ان سے رستا ہوا خون دیکھ کر چشمان مقدس سے اشک رواں ہو گئے----- آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر اپنا لعاب دہن لگایا' دست شفقت پھیرا اور دعائے صحت فرمائی تو آپ کے پاؤں بالکل ٹھیک ہو گئے اور پھر زندگی بھر دوبارہ کبھی پاؤں کو تکلیف نہیں ہوئی-----[۴۵]

سیدۂ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

حضرت مولائے کائنات علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اعزاز یہ بھی ہے کہ جگر گوشہ مصطفیٰ' سیدۃ نساء العالمین' حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آپ کا نکاح' اللہ رب العالمین جل و علا کے حکم سے ہوا-----

سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت سیدہ کے نکاح کی درخواست پیش کی مگر آپ ﷺ نے عمروں کے تفاوت کے باعث منظور نہ فرمائی-----[۴۶]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں آپ ﷺ حکم الٰہی کے منتظر ہیں-----[۴۷]

ادھر شیخین کریمین ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت علی کو پیغام نکاح کی ترغیب دی-----[۴۸]

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے حضور کی خدمت میں پیغام نکاح کے بارے میں عرض کرنا
چاہا تو سوچا، کیسے بات کروں، جب کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے،
پھر آپ کے ساتھ تعلق اور آپ کی شفقت و محبت کا خیال کیا تو حوصلہ
ہوا اور میں نے پیغام دے دیا----- آپ ﷺ نے فرمایا:
تمہارے پاس کچھ ہے؟----- عرض کیا، نہیں----- فرمایا:
میں نے فلاں موقع پر تمہیں جو حطمیہ نامی زرہ دی تھی، وہ کہاں
ہے؟----- عرض کیا، میرے پاس ہے----- فرمایا:
"فاطمہ کو (بطور مہر) وہی زرہ دے دو"-----[۴۹]

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ زرہ چار سو اسی درہم میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فروخت کی، حضرت عثمان نے رقم ادا کرنے کے بعد زرہ آپ کو واپس کر دی، حضرت مولا علی رقم اور زرہ لے کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے----- صورت حال عرض کی تو آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (اس اعانت و ہمدردی پر) ڈھیروں دعائیں دیں، پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوشبو اور جہیز کا سامان خریدنے کا حکم دیا-----[۵۰]

جہیز

سید عالم، رحمت مجسم ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی کو رخصتی کے موقع پر جو جہیز عطا فرمایا، اس کی تفصیل مسند امام احمد میں یوں ہے:

ایک موٹی چادر، چمڑے کا تکیہ، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی

تھی' دو چکیاں' ایک مشکیزہ' اور دو گھڑے-----[۵۱]

سیدہ سے نکاح بحکم خداوندی ہوا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں آپ کی صاحبزادی کے بارے میں پیغام دیا' آپ نے فرمایا:

اے ابو بکر! ابھی تک اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم نازل نہیں ہوا' پھر حضرت عمر نے اور قریش میں سے کئی دیگر حضرات نے درخواست پیش کی' تو حضور ﷺ نے وہی جواب دیا' جو حضرت ابو بکر کو دیا تھا----- حضرت علی کو مشورہ دیا گیا' وہ پیغام نکاح دیں----- کیوں کہ وہ ہر لحاظ سے موزوں ہیں-----

حضرت علی نے کہا' میں کیسے پیغام دوں' جبکہ مجھ سے پہلے قریش کے زیادہ شرف والے لوگ مقصد کو نہیں پا سکے----- آخر کار انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں درخواست پیش کی' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

قَدْ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَ جَلَّ بِذٰلِكَ-----[۵۲]

"اللہ تعالیٰ جل و علا نے مجھے یہی حکم دیا ہے"-----

اور یوں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح بحکم الٰہی انعقاد پذیر ہوا-----

تقریب نکاح

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا' آپ پر وحی کی کیفیت طاری ہوئی' کچھ دیر کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:

انس! جانتے ہو' ابھی جبریل اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا پیغام لائے ہیں؟ ---- میں نے عرض کیا:

میرے ماں باپ فدا' جبریل کیا پیغام لائے ہیں؟ ---- فرمایا:

"جبریل نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیا جائے" ----

پھر آپ نے مجھے حکم دیا' جاؤ حضرت ابو بکر صدیق' حضرت عمر فاروق' حضرت عثمان غنی' حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور اتنی ہی تعداد میں انصار کو بلا لاؤ' جب وہ (انصار و مہاجر صحابہ) حاضر ہو گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مبنی خطبہ پڑھا' جس میں قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَ کَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ---- [۵۴]

"اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان پیدا کیا' پھر اس کے لئے نسب اور سسرال (کا رشتہ) بنایا اور آپ کا رب قدرت والا ہے" ----

پھر فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ خَدِیْجَةَ مِنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ----

"مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ بنت خدیجہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے کر دوں" ----

اے لوگو! تم گواہ رہو' چار سو مثقال چاندی (حق مہر) کے عوض میں

نے فاطمہ کو علی کے نکاح میں دے دیا-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس میں موجود نہیں تھے' آپ حضور ﷺ کے کسی ضروری کام گئے ہوئے تھے-----

پھر رسول اللہ ﷺ نے چھواروں کا ایک تھال منگوایا اور فرمایا:

اسے چن لو----- اسی دوران حضرت علی آ گئے' ان کو دیکھ کر آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا:

اے علی! حکم خداوندی میں نے فاطمہ کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا ہے----- حضرت علی نے عرض کیا:

یارسول اللہ! میں راضی ہوں-----

نکاح کے فوراً بعد حضرت علی بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر بجا لائے----- حضور ﷺ نے دعا فرمائی:

"اللہ تعالیٰ تم دونوں (فاطمہ و علی) کو برکت عطا فرمائے' تمہاری کوشش کامیاب بنائے اور تمہیں بہت پاکیزہ اولاد سے نوازے"-----[۵۴]

نکاح میں چالیس ہزار ملائکہ کی شمولیت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' آپ ﷺ نے فرمایا:

اے علی! ابھی جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح فاطمہ سے کر دیا ہے' تیرے نکاح کی تقریب میں چالیس ہزار ملائکہ نے شرکت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنت کے درخت طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ وہ (اس نکاح کی خوشی میں) یاقوت اور موتیوں کو نچھاور کرے-----

طوبیٰ نے حکم کی تعمیل کی' جنت کی حوروں نے ان لعل و جواہر کے طبق بھر لئے ہیں اور انہیں قیامت تک ایک دوسرے کو ہدیہ میں دیتی رہیں گی----[۵۵]

رخصتی

رخصتی کے وقت حضور ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی کو مختصر جہیز (جس کی تفصیل پہلے آ چکی ہے) دے کر حضرت علی کے ساتھ رخصت کیا' پھر نماز عشا کے بعد ان کے مکان پر تشریف لائے' حضرت فاطمہ کو پانی لانے کا حکم دیا' انہوں نے پانی کا برتن پیش کیا تو آپ ﷺ نے پانی کا گھونٹ بھرا اور اس برتن میں کلی کی' پھر وہ متبرک پانی سیدہ کے سر' سینہ اور دونوں کندھوں کے درمیان چھڑک دیا اور فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ-----

"اے اللہ! میں فاطمہ اور اس کی اولاد کو شرِ شیطان سے (محفوظ رکھنے کے لئے) تیری پناہ میں دیتا ہوں"-----

پھر اسی طرح حضرت مولا علی کو پانی لانے کا حکم دیا اور پانی میں کلی کر کے ان کے جسم پر چھڑکا اور شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا دی-----[۵۶]

دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے وضو فرمایا اور پانی حضرت علی و فاطمہ پر چھڑکا' پھر یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِیْهِمَا وَ بَارِكْ عَلَیْهِمَا وَ بَارِكْ لَهُمَا فِیْ نَسْلِهِمَا-----[۵۷]

"اے اللہ! ان میں برکت فرما' ان پر برکت فرما اور ان کی نسل میں برکت فرما"-----

ولیمہ

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رخصتی کے موقع پر ولیمہ کا ارادہ کیا---- آپ کے پاس دو اونٹنیاں تھیں' ایک جنگ بدر کے مال غنیمت سے اور دوسری رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمائی تھی---- آپ ولیمہ کے اخراجات کے لئے سناروں کے کام آنے والی ایک خوشبو دار گھاس اذخر کو اپنی اونٹنیوں پر لاد کر اسے فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے تھے---- آپ نے اونٹوں کو ایک جگہ باندھا---- ان دنوں ابھی شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی----- حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحالت نشہ آئے اور اپنی تلوار سے اونٹنیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا---- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو انہیں بڑا دکھ ہوا اور آپ اشک بار ہو گئے-----[۵۸]

ادھر لوگوں کا ولیمہ کے لئے اصرار تھا' چنانچہ حضرت سعد نے آپ کو ایک چھترا ہدیہ دیا' بعض انصار نے کچھ غلہ دیا اور وہ زرہ جو حضرت عثمان نے جو زرہ خریدنے کے بعد آپ ہی کو ہدیہ کر دی تھی' اسے ایک یہودی کے پاس گروی رکھ کر کچھ قرض لیا اور آٹے اور کھجور کا حلوہ (حیس) شوربا' جو اور پنیر سے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا-----

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں' یہ اس زمانے کا بہترین ولیمہ

تھا-----[۵۹]

نکاح کب ہوا؟

سیدہ کے ساتھ آپ کے نکاح کے بارے میں متعدد اقوال ہیں-----بعض نے لکھا ہے کہ غزوہ احد کے بعد ہوا مگر یہ بات خلاف تحقیق ہے' کیوں کہ صحیح بخاری کی درج بالا روایت کے مطابق حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ولیمہ کے وقت موجود تھے' جب کہ جنگ احد میں آپ شہید ہو گئے تھے اور جنگ احد بالاتفاق شوال ۳ھ مین ہوئی-----[۶۰]

لہٰذا یہی امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نکاح جنگ احد سے پہلے ہوا-----

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آپ کا نکاح صفر ۲ھ میں ہوا اور ذوالحجہ ۲ھ میں رخصتی ہوئی-----[۶۱]

نکاح کے وقت سیدہ کی عمر مبارک انیس سال ایک ماہ اور پندرہ دن تھی' جب کہ حضرت علی چوبیس برس اور ایک ماہ کے تھے-----[۶۲]

مناقب و فضائل

سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل و مناقب میں قرآن کریم کی متعدد آیات کے علاوہ احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے اقوال کا بہت بڑا ذخیرہ ہے جسے حیطۂ تحریر میں لانا ناممکن نہ سہی مشکل ضرور ہے، مگر اختصار کے پیش نظر چند آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ پر اکتفا کیا جاتا ہے-----

حضرت علی قرآن کریم کے آئینے میں

رأس المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، جس قدر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں، کسی اور کے بارے میں نہیں اتریں:

نَزَلَتْ فِیْ عَلِیٍّ ثَلَاثُ مِائَةِ آیَاتٍ-----[۶۳]

"حضرت مولا علی کے بارے میں قرآن کریم کی تین سو آیات نازل ہوئی ہیں"-----

چند آیات پیش کی جارہی ہیں :

۱...... هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ------[۶۴]

”وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی' اپنی نصرت اور مومنوں سے“------

یہاں مومنین سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مدد مراد ہے------[۶۵]

۲...... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ------[۶۶]

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو“------

اس آیت مبارکہ میں ”صادقین“ کی معیت سے حضرت علی کی سنگت اور معیت مراد ہے------[۶۷]

۳...... قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا------[۶۸]

”(اے حبیب) فرما دیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں“------

اس آیت میں ”فضل اللّٰه“ سے حضور سید عالم ﷺ اور ”رحمته“ سے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم مراد ہیں------[۶۹]

۴...... اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ یَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ------[۷۰]

”تو کیا (ایسے منکر لوگ اس کی مثل ہو سکتے ہیں) جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (ایک) گواہ (بھی) آگیا ہو“------

اس آیت کے تحت قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں :
مَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ (جو روشن دلیل پر ہیں) سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے اور شاھد سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں' جو حضور ﷺ کی ذات گرامی پر پہلے پہل ایمان لائے اور آپ کی صداقت پر گواہی دی-----
حضرت علی کرم وجہہ الکریم کو شاہد کہنے کی ایک قوی وجہ یہ ہے کہ آپ تمام کمالات ولایت کے مرکزی نکتہ اور قطب ولایت ہیں----- اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہو گا کہ حضور ﷺ' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قطعی اور روشن دلیل لے کر آئے' جو آپ کی رسالت کو یقینی طور پر ثابت کر رہی ہے----- یہ روشن دلیل آپ کے معجزات' جن میں بڑا معجزہ قرآن کریم ہے اور وہ علوم ہیں جو بذریعہ وحی آپ کو حاصل ہوئے' پھر آپ ﷺ کے پیچھے اور آپ کے تابع حضرت علی اور دوسرے اولیاء ہیں' جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے (اتباع شریعت و طریقت میں) مشابہت رکھنے والے اور رسول اللہ ﷺ کی صداقت کے شاہد ہیں----- کیوں کہ اولیاء کی کرامتیں درحقیقت رسول اللہ ﷺ کے معجزات ہیں اور اولیاء کے الہامی اور کشفی علوم بھی رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعہ سے حاصل ہونے والے علوم کا فیض ہیں----- لہٰذا اولیاء کی کرامات اور الہامی علوم رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر شاہد ہیں-----
حضور ﷺ کا ارشاد عالی ہے :
اَنَا مَدِیْنَةُ الْحِکْمَةِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا-----
"میں حکمت کا شہر ہوں' علی اس کا دروازہ ہیں"-----
نیز فرمان گرامی ہے :

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَأْتِ الْبَابَ-----

"میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں' طالب علم کو دروازہ پر آنا چاہیے"------

ان دونوں احادیث مبارکہ میں اولیائے کرام کے علوم (معارف تصوف) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے' جب کہ فقہی علوم میں تمام صحابہ' امت محمدیہ کے رہنما ہیں-----[۷۱]

۵...... وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِہٖ-----[۷۲]

"اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی"------

"صَدَّقَ بِہٖ" (جس نے تصدیق کی) سے مراد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں-----[۷۳]

آیت مبارکہ کی یہ تفسیر بھی مشہور ہے کہ سچ لانے والے رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کی تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق اور دیگر تمام ایمان دار ہیں-----[۷۴]

۶...... وَ لَتَعْرِفَنَّھُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ-----[۷۵]

"اور آپ ضرور پہچان لیا کریں گے انہیں ان کے انداز گفتگو سے"------

یعنی حضرت علی سے بغض و عداوت کی بنا پر منافقین اپنے لب و لہجہ سے پہچانے جائیں گے-----[۷۶]

۷...... فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ-----[۷۷]

"(اے محبوب) یقیناً اللہ تعالیٰ اور جبریل امین اور نیک ایمان دار آپ کے مددگار ہیں"-----

اس آیت میں صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے (بطور خاص) حضرت علی مراد ہیں-----[۷۸]

۸...... وَتَعِیَهَا اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ-----[۷۹]

"اور محفوظ رکھیں اسے یاد رکھنے والے کان"-----

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی کو فرمایا' میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی ہے کہ تجھے اس آیت کا مصداق بنا دے----- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے :

فَمَا سَمِعْتُ شَیْئًا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَسِیْتُهٗ-----[۸۰]

"حضور ﷺ کی اس دعا کے بعد آپ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی بات مجھے نہیں بھولی"-----

حضرت علی احادیث کے آئینے میں

حضرت علی کے فضائل و محامد میں بڑی کثرت سے احادیث مبارکہ ملتی ہیں، جن میں سے بعض پیش کی جارہی ہیں:

دیدار علی عبادت ہے

حضرت عمران بن حصین، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت انس بن مالک اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلنَّظْرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ-----[۸۱]

"علی کی زیارت عبادت ہے"------

جن کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے نصیر
وہ حدیث مصطفیٰ کی رو سے ہیں مولا علی [۸۲]

میں تجھے دیکھا کروں

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

میرے والد گرامی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت علی سے ملاقات ہوتی تو آپ اکثر ان کا چہرہ دیکھتے رہتے، میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا:

يَا بُنَيَّةُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ-----[۸۳]

"بیٹی عائشہ! (میں ان کا چہرہ کیوں نہ تکوں جب کہ) رسول اللہ ﷺ سے میں نے یہ فرمان سنا کہ "علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے"------

جس مسلماں نے دیکھا انہیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام [۸۴]

ذکرِ علی عبادت

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ-----[۸۵]

"علی کا ذکر عبادت ہے"-----

دید علی عبادت ذکر علی عبادت
کیا شان ہے علی کی کیا مرتضٰی علی ہے

مولیٰ علی کا محبّ خدا کا محبّ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا:

مُحِبُّكَ مُحِبِّيْ وَ مُحِبِّيْ مُحِبُّ اللّٰهِ وَ مُبْغِضُكَ مُبْغِضِيْ وَ مُبْغِضِيْ مُبْغِضُ اللّٰهِ----[۸۶]

"تیرا محب (محبت رکھنے والا) میرا محب ہے' میرا محب' اللہ تعالیٰ کا محب ہے اور تجھ سے عداوت و بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے اور مجھ سے بغض' اللہ تعالیٰ سے بغض کے مترادف ہے"-----

حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَ مَنْ اَحَبَّنِيْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَ مَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ وَ مَنْ اَبْغَضَنِيْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ----[۸۷]

"جس نے علی کو دوست رکھا' اس نے گویا مجھے دوست رکھا' جس نے مجھے دوست رکھا' اس نے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا اور جس نے علی سے بغض رکھا' اس نے مجھ سے بغض رکھا' جس نے مجھ سے بغض رکھا' اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا"-----

نتیجہ ظاہر ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محبّ خدا کا محب اور آپ کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔

مہرِ علی ہے حُبِّ نبی' حبِّ نبی ہے مہرِ علی
لَحْمُكَ لَحْمِيْ' جِسْمُكَ جِسْمِيْ" فرق نہیں مابین پیا [۸۸]

کمال قرابت

ایک بار حضور ﷺ نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کمال قرابت کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْكَ-----[۸۹]

دوسری روایت میں ہے:

عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ-----[۹۰]

"علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں"-----

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے 'رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ رَأْسِیْ مِنْ جَسَدِیْ-----[۹۱]

"علی کا میرے ساتھ ویسا ہی تعلق ہے جیسا میرے سر کا دھڑ کے ساتھ"-----

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے' نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

اِنَّ عَلِیًّا لَحْمُهُ لَحْمِیْ وَ دَمُهُ دَمِیْ وَ هُوَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ-----[۹۲]

"علی کا گوشت میرا گوشت ہے' اس کا خون میرا خون ہے----- اس کا مرتبہ میرے نزدیک وہی ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھا' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"-----

مضمون لَحْمُكَ سے یہ راز ہم نے جانا
خود شانِ مصطفائی صَلِّ عَلٰی علی ہے

مولا علی

رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپسی پر جب غدیر خم (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

کے درمیان جحفہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع) کے مقام پر پہنچے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ اٹھا کر صحابہ کرام سے استفسار فرمایا:

کیا تمام ایماندار مجھے اپنی جانوں سے زیادہ عزیز نہیں سمجھتے؟-----

صحابہ نے عرض کی' کیوں نہیں-----آپ ﷺ نے پھر فرمایا:

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہر مومن مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب سمجھتا ہے----- صحابہ نے پھر عرض کی' کیوں نہیں؟-----

حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ-----

"جس کا میں محبوب (اور ناصر و مددگار) ہوں' علی بھی اس کے محبوب (اور ناصر و مددگار) ہیں"-----

پھر حضور ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ-----

"اے اللہ! جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت فرما اور جو علی سے بغض و عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ"-----

بعد میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

"اے علی! آپ کو تمام ایمانداروں کا مولیٰ (محبوب اور ناصر و مددگار) بننے پر مبارک ہو"-----[۹۳]

علی نصیر و علی ناصر و علی محکم

مقام علی

رأس المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

حضور علیہ السلام کے وصال سے چھ روز بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی زیارت کے لئے آپ کی قبر انور پر حاضری کا ارادہ کیا تو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا:

تَقَدَّمْ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ-----

"اے خلیفہ رسول! پہلے آپ آگے بڑھئے"-----

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَا کُنْتُ لِاَتَقَدَّمَ رَجُلًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ عَلِیٌّ مِنِّیْ کَمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَبِّیْ-----

"میں ایسے شخص سے آگے کیسے بڑھوں جس کے بارے میں رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

میرے نزدیک علی کا وہی مقام ہے، جیسا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا مقام و مرتبہ ہے"-----

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

میں بھی ایسے شخص سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتا، جس کے بارے میں رسول اللہ علیہ السلام کی زبان مبارک سے میں نے یہ فرمان سنا:

مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَ قَدْ کَذَّبَنِیْ غَیْرُ اَبِیْ بَکْرٍ، وَ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ یُصْبِحُ اِلَّا عَلٰی بَابِہٖ ظُلْمَةٌ اِلَّا بَابَ اَبِیْ بَکْرٍ-----

"ابو بکر کے سوا ہر شخص نے میری تکذیب کی، تم میں سے ہر شخص جب صبح کو اٹھتا ہے تو اس کے (دل کے) دروازے پر ظلمت و تاریکی ہوتی ہے، مگر ابو بکر کے دروازے پر تاریکی نہیں ہوتی"-----

اس پر سیدنا صدیق اکبر نے آپ سے پوچھا، کیا واقعی آپ نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے؟---- حضرت علی نے کہا، ہاں----

فَاَخَذَ اَبُوْ بَکْرٍ بِیَدِ عَلِیٍّ، وَ دَخَلَا جَمِیْعًا---- [۹۴]

چنانچہ حضرت ابو بکر نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اکٹھے قبر انور پر حاضر ہوئے----

مظہر کمالات انبیاء

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی آدَمَ فِیْ عِلْمِهٖ وَ اِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَهْمِهٖ وَ اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ فِیْ حِلْمِهٖ وَ اِلٰی یَحْیٰی بْنِ زَکَرِیَّا فِیْ زُهْدِهٖ وَ اِلٰی مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ فِیْ بَطْشِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ---- [۹۵]

"جو شخص آدم علیہ السلام کو ان کے علم میں، نوح علیہ السلام کو ان کی سمجھ میں، ابراہیم علیہ السلام کو ان کے حلم میں، یحیٰی علیہ السلام کو ان کے زہد میں اور موسیٰ علیہ السلام کو ان کی گرفت میں دیکھنا چاہتا ہو، وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے"----

ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

وَ اِلٰی یُوْسُفَ فِیْ جَمَالِهٖ---- [۹۶]

"یعنی جو یوسف (علیہ السلام) کے حسن و جمال کا نظارہ کرنا چاہے، وہ علی کی زیارت کر لے"----

روح مولا علی ملک الموت کے واسطہ کے بغیر قبض ہوئی

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

شب معراج' میں نے نور کے تخت پر ایک فرشتہ دیکھا' جس کا ایک پر مشرق میں دوسرا مغرب میں ہے اور تمام مخلوق اس کی نگاہوں کے سامنے ہے----اس کا ہاتھ مشرق و مغرب ہر جگہ پہنچ سکتا تھا' جبریل امین نے مجھے بتایا' یہ ملک الموت ہے' ملک الموت سے ملاقات ہوئی' تو اس نے پوچھا' آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی کا کیا حال ہے؟-----

میں نے پوچھا:

تو علی کو جانتا ہے؟----- اس نے کہا' کیوں نہیں----- اللہ تعالیٰ نے آپ اور حضرت علی کے سوا تمام مخلوق کی روح قبض کرنے کا کام میرے سپرد فرمایا ہے' لیکن آپ کی اور علی کی روح میرے واسطے کے بغیر اللہ تعالیٰ خود حسب مشیت قبض فرمائے گا----[۹۷]

محبوبِ محبوب خدا

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا:

اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا-----[۹۸]

"رسول اللہ ﷺ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبت کس سے تھی؟-----

فرمایا: فاطمہ سے----- پھر پوچھا گیا' مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟-----

فرمایا: فاطمۃ الزہرا کے خاوند' علی المرتضیٰ"-----

علی کو دیکھنے سے پہلے موت نہ آئے

ام عطیہ روایت کرتی ہیں:

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے لشکر روانہ کیا' جس میں حضرت مولیٰ علی بھی تھے'
میں نے سنا' حضور ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ لا تُمِتْنِی حَتّٰی تُرِیَنِی عَلِیًّا-----[۹۹]

"اے اللہ! علی کا چہرہ دیکھنے سے پہلے مجھ پر موت طاری نہ کرنا"-----

حضرت علی کی وجہ سے دو گروہوں کی ہلاکت

ایک بار نبی کریم ﷺ نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"اے علی! تیری مثال عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے----- یہودیوں نے ان سے ایسی دشمنی کی کہ ان کی والدہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے ان سے اس درجہ محبت کی کہ ان کو ایسے مرتبے پر پہنچا دیا' جس کے وہ لائق نہ تھے"-----

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

اَلَا وَ اِنَّهٗ یَهْلِكُ فِیَّ اثْنَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُفْرِطُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَ مُبْغِضٌ مُفْتَرٍ یَحْمِلُهٗ شَنَانِیْ عَلٰی اَنْ یَبْهَتَنِیْ-----[۱۰۰]

"آگاہ ہو جاؤ' میری وجہ سے بھی دو گروہ ہلاک ہو جائیں گے' ایک گروہ میری محبت میں حد سے تجاوز کر جائے گا اور میری ذات میں ان باتوں کو منسوب کرے گا' جو مجھ میں نہیں اور دوسرا اس حد تک عداوت اور دشمنی رکھے گا کہ مجھ پر بہتان باندھے گا"-----

راہ اعتدال

الحمد للہ' اہل سنت و جماعت راہ اعتدال پر گامزن ہیں' نہ تو روافض کی طرح آپ کی محبت میں ایسے گم گشتہ ہیں کہ محبت کی آڑ لے کر شیخین کریمین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر طعن و تشنیع کے نشتر چلائیں----- (حالانکہ مولا علی خود فرماتے ہیں):

لَا یَجْتَمِعُ حُبِّیْ وَ بُغْضُ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ-----[۱۰۱]

"میری محبت اور ابوبکر و عمر کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا"-----

اور نہ ہی خوارج کی مانند مولا علی سے بغض و کینہ رکھتے ہیں' بلکہ دل و جان سے آپ کے غلام اور آپ کے ہر قول و فعل کو اپنے لئے مشعل راہ گردانتے ہیں-----

ناصبی را بغض تو سوئے جہنم رہ نمود
رافضی از حب کاذب در سقر در آمدہ
من زحق می خواہم اے خورشید حق آں مہر تو
کز ضیائش عالم ایماں منور آمدہ [۱۰۲]

حضرت علی کا مسلمانوں پر حق

حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

حَقُّ عَلِيٍّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى الْوَلَدِ-----[۱۰۳]

"علی کا مسلمانوں پر ویسا ہی حق ہے' جیسا باپ کو بیٹے پر حق ہوتا ہے"-----

رشتۂ اخوت

سرکار دوعالم ﷺ جب پہلے پہل ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے غریب الوطن صحابہ کرام کی موانست اور دل جوئی کے لئے ان کا انصار مدینہ سے اسلامی مواخات اور بھائی چارے کا رشتہ قائم فرمایا----- چنانچہ آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین میں سے دو دو کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا تو حضرت علی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے' آنکھوں سے آنسو جاری ہیں' حضور ﷺ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا' تو آپ نے عرض کی' حضور! آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا' حضور ﷺ نے فرمایا:

اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ-----[۱۰۴]

"اے علی! تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے"-----

دوسری روایت میں ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

"میں تیرا بھائی ہوں اور تو میرا بھائی ہے' اگر کوئی تیرے ساتھ حجت کرے تو کہہ دیا کر کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ ﷺ کا بھائی ہوں' لا یَدَّعِیْهَا اَحَدٌ بَعْدَكَ اِلَّا كَذَّابٌ" تیرے بعد میرے بھائی ہونے کا دعویٰ دار کذاب ہوگا"-----[۱۰۵]

بے مثل رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے وہ انفرادی شان اور عظمت و رفعت

عطا فرمائی کہ پوری کائنات میں آپ کا کوئی مثیل و عدیل نہیں ہے---- یہ محض آپ ﷺ کا کرم تھا کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو آپ نے اپنا بھائی قرار دیا---- علامہ ابن ہشام' اولین سیرت نگار ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں :

ثُمَّ اَخذَ بِيَدِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ قَالَ هٰذَا اَخِيْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ وَ رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِيْ لَيْسَ لَهٗ خَطِيْرٌ وَ لَا نَظِيْرٌ مِنَ الْعِبَادِ وَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اَخَوَيْنِ-----[۱۰۶]

"پھر حضور ﷺ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' یہ میرا بھائی ہے---- رسول اللہ ﷺ تمام رسولوں کے سردار' تمام متقیوں کے امام اور اللہ رب العالمین کے رسول ہیں---- آپ کا کوئی مثیل اور نظیر نہیں (بایں ہمہ) آپ نے حضرت علی کو اپنا بھائی قرار دیا"-----

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس فضیلت میں منفرد حیثیت کے حامل تھے---- چنانچہ خود فرماتے ہیں :

اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا يَقُوْلُهَا اَحَدٌ غَيْرِيْ اِلَّا كَذَّابٌ-----[۱۰۷]

"میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ ﷺ کا بھائی ہوں' میرے علاوہ رسول اللہ ﷺ کو اپنا بھائی کہنے والا سخت جھوٹا ہے"-----

آپ نے اس قول میں جہاں اپنی امتیازی خصوصیت کی نشاندہی کی ہے' وہاں یہ بھی واضح فرما دیا کہ میرے سوا حضور ﷺ کے بھائی بننے کے دعوے دار کذاب ہوں گے---- اس خصوصی قرب کے باوجود آپ نے حضور ﷺ کو بھائی کہہ

کر کبھی مخاطب نہ کیا---- آپ کے اس کردار کی روشنی میں ان لوگوں کو اپنے اطوار کا جائزہ لینا چاہئے' جن کے عقیدے کی زبان یہ ہے:

"اولیاء و انبیاء' امام و امام زادہ' پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں' وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی"----[۱۰۸]

اشتیاقِ ملاقات علی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَ اَهْلُهَا يَشْتَاقُوْنَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ مَا فِي الْجَنَّةِ نَبِيٌّ اِلَّا وَ هُوَ يَشْتَاقُ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ-----[۱۰۹]

"شب معراج میرا آسمانوں پر گزر ہوا تو میں نے آسمان والوں کو علی بن ابی طالب کا مشتاق پایا اور جنت میں موجود ہر نبی کو علی سے ملاقات کا اشتیاق تھا"-----

پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ

ایک بار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور آپ مسکرائے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکراہٹ کی وجہ دریافت کی' آپ نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

لَا يَجُوْزُ اَحَدٌ الصِّرَاطَ اِلَّا مَنْ كَتَبَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ الْجَوَازَ-----

"علی کی رسید (تحریری اجازت نامہ) کے بغیر کسی شخص کو پل صراط سے گزرنے کی اجازت نہ ہو گی"-----

حضرت علی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

اَلَا اُبَشِّرُكَ يَا اَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَكْتُبُ الْجَوَازَ اِلَّا لِمَنْ اَحَبَّ اَبَابَكْرٍ-----[۱۱۰]

"ابو بکر! کیا میں آپ کو خوشخبری نہ سناؤں؟' رسول اللہ ﷺ نے (یہ بھی) فرمایا تھا کہ علی صرف اسی کو پل صراط سے گزرنے کی رسید دے گا' جسے ابو بکر سے محبت ہو گی"-----

پہلے جنتی

حضور ﷺ نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ اِنَّكَ اَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ فَتَدْخُلُهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ بَعْدِي-----[۱۱۱]

"اے علی! میرے بعد باقی لوگوں میں سے تم سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹا کر بلا حساب جنت میں داخل ہو گے"-----

باب جنت پر نام علی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَكْتُوْبٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ اَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تُخْلَقَ السَّمٰوَاتُ بِاَلْفَيْ سَنَةٍ-----[۱۱۲]

"آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر تحریر

ہے:

محمد' اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' علی' رسول اللہ کے بھائی ہیں"-----

ساق عرش پر نام علی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

معراج کی رات میں نے ملاحظہ کیا کہ عرش کے پایہ (ساق) پر لکھا ہوا تھا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ بِعَلِیٍّ وَ نَصَرْتُہٗ بِہٖ-----[۱۱۳]

"محمد مصطفیٰ اللہ کے رسول ہیں' میں نے علی (مرتضیٰ) کو اپنے رسول کا مددگار بنایا"-----

مومن و منافق کی پہچان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَرْبَعَۃٌ لَا یَجْتَمِعُ حُبُّھُمْ فِیْ قَلْبِ مُنَافِقٍ وَ لَا یُحِبُّھُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ عَلِیٌّ-----[۱۱۴]

"ابو بکر و عمر اور عثمان و علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان چاروں کی محبت منافق کے دل میں نہیں سما سکتی----- ان سے صرف مومن ہی محبت رکھیں گے"-----

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مَا کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ اِلَّا بِبُغْضِھِمْ عَلِیًّا-----[۱۱۵]

"ہم منافقین کو حضرت علی کے بغض کی وجہ سے پہچانتے تھے"-----

زر بن حُبَیش بیان کرتے ہیں، حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے دانے کو پھاڑ کر شگوفہ نکالا اور روحوں کو پیدا فرمایا، میرے ساتھ حضور ﷺ نے پختہ وعدہ فرما رکھا ہے:

لَا یُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَ لَا یُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ------[۱۱۶]

"(اے علی!) صرف ایمان دار ہی تیرے محب ہوں گے اور تجھ سے وہی بغض رکھے گا، جو منافق ہو گا"------

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے علی! ایمان دار ہی تجھ سے محبت کریں گے------

وَ لا یُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ اَوْ کَافِرٌ-----[۱۱۷]

جب کہ تجھ سے عداوت رکھنے والا منافق ہو گا یا کافر"-----

اولاد کو سکھاتے محبت علی کی وہ

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی محبت ایمان کی علامت ہے-----

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اپنی اولاد کو حب علی کا درس دیتے، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نُنَوِّرُ اَوْلَادَنَا بِحُبِّ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ-----

"ہم اپنی اولاد کے سینوں کو حضرت علی کی محبت سے منور کرتے اور اگر کسی شخص کے دل کو آپ کی محبت سے خالی پاتے تو جان لیتے کہ یہ ہمارا نہیں اور رشد و ہدایت سے محروم ہے"-----[۱۱۸]

کثرت فضائل کا سبب

حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ کے تمام یاروں' خلفاء راشدین میں ہر ایک عظمت کا مینار اور جداگانہ مقام و مرتبہ کا مالک ہے----- آسمان' جنت اور عرش پہ ان کے نام کے پھریرے لہرا رہے ہیں----- دنیا میں انہیں عزت ملی اور روز محشر انہیں سرفراز کیا جائے گا-----

سچا مومن اور محبّ رسول وہی ہے' جس کی جبین نیاز تمام صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین کی بارگاہ عظمت پناہ میں خم ہو اور دل ان کی سچی عقیدت و محبت سے سرشار ہو-----

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب کی کثرت کا سبب یہ ہے کہ جب خوارج نے اپنے خبث باطنی سے کام لیتے ہوئے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں ناروا باتیں کہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کھلے دل سے آپ کے محامد و محاسن بیان کیے[۱۱۹] اور رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی احادیث روایت کر کے محبت اہل بیت اور غلامی رسول کا حق ادا کیا-----

عبادت و ریاضت

امام المتقین سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بچپن ہی سے حضور ﷺ کی عبادت گزاری، سوز و گداز اور آہ و زاری کے مناظر اپنی آنکھوں میں بسا لیے تھے، جس کا اثر ان کی طبیعت میں حد درجہ پایا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ بہت بڑے عابد و زاہد تھے-----

نماز میں محویت

عبادات میں نماز کو بڑی اہمیت حاصل ہے، حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز سے انتہائی محبت تھی----- نماز میں ایسے انہماک اور یکسوئی سے کھڑے ہوتے کہ کسی دوسری طرف خیال تک نہ فرماتے----- ایک مرتبہ جنگ کے دوران آپ کی پنڈلی میں تیر لگ گیا----- ماہر طبیبوں نے تیر نکالنے کے بہتیرے جتن کیے، مگر مقصد میں ناکام رہے----- آپ نے فرمایا، میں اس درد میں بے حد لذت محسوس کر رہا ہوں------

تیر نکالنے کی تمام تدابیر ناکام ہو چکیں تو امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' جب آپ نماز ادا کر رہے ہوں' تو یہ بآسانی نکالا جا سکتا ہے----- چنانچہ جب آپ نماز میں مستغرق ہوئے تو تیر نکال لیا گیا اور آپ بدستور نماز میں مشغول رہے----- فارغ ہوئے تو لوگوں نے کہا' حضرت! نماز کا اعادہ فرما لیں' کیوں کہ آپ کا تیر نکال لیا گیا ہے----- دیکھئے آپ کی پنڈلی سے ابھی خون جاری ہے----- آپ نے فرمایا:

"مجھے تو کچھ پتا ہی نہیں چلا"-----[۱۲۰]

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی [۱۲۱]

کثرت رکوع و سجود

نماز سے محبت اور رکوع و سجود کی کثرت آپ کا امتیازی وصف تھا' چنانچہ اللہ تعالیٰ جل وعلا نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا-----[۱۲۲]

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھی ہیں' کافروں پر بڑے سخت' آپس میں بڑے رحم دل ہیں' تو انہیں کبھی رکوع کرتے دیکھے گا' کبھی سجدہ کرتے ہوئے' وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں"-----

اس آیۂ مبارکہ میں یوں تو بالعموم تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اوصاف و کمالات کا بیان ہے' تاہم بطور خاص خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کے امتیازی خصائص کا ذکر ہے---- مفسرین کرام فرماتے ہیں:

وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ سے حضرت ابوبکر صدیق' اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے حضرت فاروق اعظم' رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ سے حضرت عثمان غنی' رُكَّعًا سُجَّدًا سے حضرت مولا علی اور یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سے مراد باقی صحابہ کرام ہیں---- [۱۲۳]

اس میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے رکوع و سجود کی تعریف کا پہلو نکلتا ہے-----

عبادت کی ترغیب

آپ نہ صرف یہ کہ خود بہت بڑے عابد تھے بلکہ چاہتے تھے کہ دوسرے لوگ بھی غافل نہ رہیں' خصوصاً رحمت و برکت کے خاص مواقع پر عبادت کا زیادہ اہتمام کریں-----

رمضان المبارک اپنے انوار و تجلیات اور برکات خداوندی کے اعتبار سے روحانی موسم بہار ہے' اس ماہ میں نہایت فضیلت والی رات "لیلۃ القدر" بھی ہے----- آپ چاہتے تھے کہ ان قیمتی راتوں کو غفلت کی نذر نہ کیا جائے' بلکہ قیام اللیل کا اہتمام کیا جائے-----

قیام اللیل (تراویح) خود حضور سید عالم ﷺ کا بھی معمول تھا' تاہم دو راتوں کے بعد' جب صحابہ کرام کثیر تعداد میں آپ کے ساتھ شامل نماز ہو گئے' تو آپ باہر تشریف نہ لائے کہ کہیں یہ نماز فرض نہ ہو جائے-----

حضور ﷺ کے پردہ فرما ہو جانے کے بعد چونکہ فرضیت کا احتمال باقی نہ رہا' اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ

دیا' چنانچہ خود بیان فرماتے ہیں :

اَنَا وَ اللّٰہِ حَرَّضْتُ عُمَرَ عَلَی الْقِیَامِ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ-----

"اللہ کی قسم! میں نے حضرت عمر کو رمضان کی راتوں میں قیام کی رغبت دلائی"-----

مین نے انہیں بتایا کہ ساتویں آسمان پر ایک ایوان ہے' جسے "حظیرۃ القدس" (مقدس ایوان) کہا جاتا ہے' وہاں کے فرشتے روح یا روحانیون کہلاتے ہیں----- لیلۃ القدر میں وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زمین پر اترتے ہیں اور ایسی مساجد میں جہاں نماز کا اہتمام ہو رہا ہو' وہ نماز کے لئے آنے والے نمازیوں سے ملتے ہیں اور ان کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں' جس کی برکت انہیں پہنچتی ہے' یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا:

یَا اَبَا الْحَسَنِ فَنُحَرِّضُ النَّاسَ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَتّٰی تُصِیْبَھُمُ الْبَرَکَۃُ فَاَمَرَ النَّاسَ بِالْقِیَامِ-----[۱۲۴]

"اے ابو الحسن (علی)! ہم لوگوں کو نماز کا شوق دلائیں گے تا کہ وہ اس برکت سے بہرہ یاب ہو سکیں----- چنانچہ آپ نے لوگوں کو قیام کا حکم دیا"-----

گویا قیامت تک باجماعت تراویح ادا کرنے والوں کے اس عمل کا ثواب حضرت عمر اور حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھی پہنچتا رہے گا-----

ذوق عبادت

آپ کی عبادت گزاری کے بارے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا----[۱۲۵]

"جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ بکثرت روزہ رکھنے والے اور عبادت کے لئے بہت زیادہ قیام کرنے والے ہیں"----

آپ بڑے صاحب ذوق اور شب بیدار تھے---- تمام رات عبادت و ریاضت' ذکر و فکر اور تلاوت کلام مجید میں محو رہتے---- نماز فجر کے بعد قبلہ رو ہو کر سورج طلوع ہونے تک حضور علیہ پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے----[۱۲۶]

خشیت الٰہی اور ذوق عبادت کا یہی رنگ نباض ملت علامہ محمد اقبال' ملت اسلامیہ کے نوجوانوں میں دیکھنا چاہتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں دست بدعا ہیں-----

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضی سوز صدیق دے [۱۲۷]

خرقۂ خلافت

حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خرقہ خلافت حضور علیہ السلام کے دست حق پرست سے حاصل کیا اور ایک جہان کو مطلوب حقیقی تک پہنچایا-----

جب سے حضور علیہ السلام نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا' ہمیشہ گریہ و زاری میں مشغول رہتے----- فرمایا کرتے' میں نے حضور علیہ السلام کا خرقہ پہنا ہے' مبادا آپ کی اتباع اور سنت کے منافی کوئی کام سرزد ہو جائے اور روز محشر شرمساری کا بار گراں اٹھانا پڑے-----[۱۲۸]

شب معراج --- خصوصی عطیہ خداوندی

حضور علیہ السلام نے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو خرقہ پہنایا' یہ دراصل شب معراج حضور علیہ السلام کو عطا ہوا تھا----- مصنف صحیح بہاری ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین بہاری رضوی (خلیفہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) بیان کرتے ہیں:

جوہر غیبی کنز چہارم میں "شرح رسالہ مکیہ" سے روایت ہے:

حضور اقدس ﷺ جب شب معراج بہشت میں پہنچے تو ایک حجرہ دیکھا' جہاں ایک صندوق رکھا ہوا تھا---- آپ نے اسے کھولا تو ایک خرقہ دیکھا---- عرض کیا' خداوندا! میرا جی چاہتا ہے کہ اس خرقہ کو پہنوں-----

ارشاد ہوا' شوق سے پہنئے-----

پہننے کے ساتھ رحمۃ للعالمین کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور کہا:

خداوندا! یہ خرقہ مجھی تک محدود رہے گا' یا میرے خاص امتیوں کو بھی پہنچے گا---- ارشاد ہوا' پہنچے گا-----

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے راز کی ایک بات بتائی اور فرمایا:

جب آپ واپس جائیں تو اپنے چار یاروں کو بلا کر الگ الگ ان سے پوچھیں کہ اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو کیا کرو گے' اس سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟---- جس کا جواب میرے بتائے ہوئے جواب اور اس راز کے مطابق ہو' ان کو خرقہ دے دیجئے گا-----

جب حضور اقدس ﷺ واپس تشریف لائے' پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو کیا کرو گے' اس سے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟---- عرض کیا' میں صدق پھیلاؤں گا---- فرمایا:

اِجْلِسْ مَكَانَكَ---- "اپنی جگہ جا کر بیٹھے"-----

پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا:

اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو کیا کرو گے؟---- عرض کیا' عدل

پھیلاؤں گا---- ارشاد ہوا:

اِجْلِسْ مَكَانَكَ---- "اپنی جگہ جا کر بیٹھے"----

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور ان سے بھی پوچھا کہ اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو تم کیا کرو گے؟---- انہوں نے جواب میں کہا' میں حیا کو ترویج دوں گا---- فرمایا:

اِجْلِسْ مَكَانَكَ---- "اپنی جگہ جا کر بیٹھو"----

اس کے بعد حضرت مولائے کائنات اسد اللہ الغالب امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے استفسار کیا کہ اگر میں تم کو یہ خرقہ دوں تو تم کیا کرو گے؟---- انہوں نے عرض کیا' میں لوگوں کے عیب چھپاؤں گا' بندگان خدا کی عیب پوشی کروں گا----

ارشاد ہوا:

اَنْتَ لَهٗ وَ هُوَ لَكَ----

"تم اس کے لائق ہو اور یہ شے تمہارے لئے سزاوار ہے---- یہ خرقہ تمہارے لئے زیبا ہے"----

مشائخ کرام اپنے خلفاء کو جو خرقہ پہناتے ہیں' اس کی اصل بھی یہی ہے----[۱۲۹]

تمام سلاسل طریقت میں مرتضوی فیض

رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ اس خصوصی خرقہ مبارکہ کی تاثیر ہے کہ تمام سلاسل طریقت آپ سے مستفیض ہیں' خصوصاً سلسلہ عالیہ قادریہ' سلسلہ عالیہ چشتیہ اور سلسلہ عالیہ سہروردیہ آپ تک پہنچتے ہیں----

ہو چشتی، قادری یا نقشبندی، سہروردی ہو
ملا سب کو ولایت کا انہی کے ہاتھ سے ٹکڑا [۱۳۰]

اہل تصوف کے سردار سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

شَیْخُنَا فِی الْاُصُوْلِ وَ الْبَلَاءِ سَیِّدُنَا عَلِیُّ الْمُرْتَضٰی----[۱۳۱]

"اصول طریقت اور بلا (معاملات طریقت) میں ہمارے شیخ سیدنا علی المرتضیٰ ہیں"-----

آپ ہمیشہ لوگوں کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آتے، قول و فعل میں سرور عالم ﷺ کی اتباع کرتے اور آپ ﷺ کے فرمودات میں سر مو فرق نہ آنے دیتے-----

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے' بغیر اس کے ایمان کا کوئی تصور نہیں---- یوں تو تمام صحابہ کرام ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت رکھتے تھے' لیکن وہ حضرات کتنے خوش بخت ہیں' جنہیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبولیت محبت کی سند عطا فرمادی---- ان عاشقان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم امتیازی شان کے حامل ہیں-----

محبّ بھی' محبوب بھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے آپ کو بے پناہ محبت تھی' اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ خود آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کا اعلان فرمایا---- چنانچہ جنگ خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو :

یُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ----- [۱۳۲]

"اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں"-----

دوسرے دن آپ نے جھنڈا حضرت علی کو عنایت کر کے' علی کی محبت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور واضح فرما دیا کہ علی محبّ اللہ بھی ہے اور محبّ الرسول بھی----- صرف محب ہی نہیں بلکہ آپ اللہ و رسول کے محبوب بھی ہیں-----

میں اسے نہیں مٹا سکتا

محبت رسول کا اظہار صلح حدیبیہ کے موقع پر اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے' جب کفار کے ساتھ معاہدہ تحریر کیا جا رہا تھا' حضور علیہ ﷺ نے لکھوایا:

هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ-----

"یہ معاہدہ ہے' جس پر محمد رسول اللہ نے فیصلہ کیا"-----

مشرکین نے کہا کہ اسی بات میں تو اختلاف ہے' اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کر لیتے تو آپ کی اتباع کر لیتے----- محمد بن عبد اللہ لکھیں' حضور نے فرمایا' پہلا لکھا ہوا مٹا دیں----- حضرت علی نے فرط ادب سے عرض کیا:

وَ اللّٰهِ لَا اَمْحَاهَا-----

"قسم بخدا میں اسے قطعاً نہیں مٹا سکتا"-----

حضور کے لئے اپنی جان کی پرواہ نہ کرنے والے علی کی محبت نے گوارا نہ کیا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ مٹا دیں----- یہ حکم عدولی نہ تھی بلکہ کمال محبت کی دلیل تھی' چنانچہ سرکار علیہ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے مٹا دیا-----[۱۳۴]

اوصاف مصطفیٰ بزبان علی المرتضیٰ

حضرت علی کی محبت رسول پر بین دلیل یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے حلیہ مبارکہ' آپ کے سراپا' آپ کی پیاری اداؤں اور روز و شب کے معمولات کو بڑی محبت سے بیان کرتے اور اس میں آپ کو بڑی مہارت تھی-----

ایک مرتبہ کچھ یہودی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

اپنے صاحب کی صفات بیان کریں----- آپ نے فرمایا:

یہودیو! میں حضور ﷺ کے ساتھ غار (ثور) میں اس طرح قریب رہا جیسے یہ میری دونوں انگلیاں' میں آپ کے ساتھ جبل حراء پر اس طرح چڑھا کہ ایک دوسرے کی کمر میں بانہیں ڈالی ہوئی تھیں' تاہم اس قدر قرب کے باوجود آپ کے اوصاف کا بیان بڑا کٹھن ہے' ہاں علی ابن ابی طالب کے ہاں چلے جاؤ----- وہ لوگ حضرت علی کے پاس آئے اور کہا:

اے ابو الحسن! اپنے چچا کے بیٹے کے اوصاف تو بیان کیجئے' آپ نے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ نہ تو حد موزونیت سے بڑھ کر دراز قد تھے اور نہ پست قد کہ ایک عضو دوسرے عضو میں گھسا ہوا ہو----- آپ مائل بہ درازی تھے' رنگ مبارک میں سفیدی و سرخی کا امتزاج تھا' بال مبارک بہت زیادہ گھنگریالے نہ تھے بلکہ خمیدہ (کنڈل دار) تھے' جو کانوں کو چھوتے تھے----- کشادہ جبیں' آنکھیں خوب سیاہ سرگیں' دندان

مبارک نہایت چمکیلے' بلند بینی' گردن مبارک' گویا چاندی کی صراحی----- سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی لمبی لکیر' گویا سیاہ مشک کی ایک شاخ' سینہ اور باقی جسم اطہر پر اس کے علاوہ بال نہ تھے----- ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے' جب آپ چلتے تو یوں مضبوط قدم اٹھاتے' جیسے فراز سے نشیب کی جانب گامزن ہوں----- جس وقت آپ کسی کی طرف التفات فرماتے' تو پوری طرح متوجہ ہوتے' جب کھڑے ہوتے تو تمام لوگوں سے بلند وبالا نظر آتے' جب بیٹھتے تو سب سے اونچے دکھائی دیتے' بات کرتے تو لوگوں پر سکوت چھا جاتا' خطبہ ارشاد فرماتے تو سامعین پر گریہ طاری کر دیتے' لوگوں پر سب سے زیادہ رحیم و مہربان' یتیموں کے لئے شفیق باپ کی مانند' بیواؤں کے ساتھ کریم' سب سے زیادہ بہادر' سب سے زیادہ عطا فرمانے والے' بہت شگفتہ رو تھے----- عباء زیب تن فرماتے' جو کی روٹی تناول فرماتے' آپ کا تکیہ چمڑے کا تھا' جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی' چارپائی کیکر کی لکڑی کی تھی' جو کھجور کے پتوں کی رسی سے بنی ہوئی تھی----- آپ کے دو عمامے تھے' ایک کا نام سحاب تھا' اور دوسرے کا عقاب' تلوار آپ کی ذوالفقار تھی' آپ کا جھنڈا غراء' اونٹنی عضباء' خچر دلدل' گدھا یعفور' گھوڑا بحر' بکری برکہ' لاٹھی ممشوق اور علم' لواء الحمد کے نام سے موسوم ہے-----آپ اونٹ کو خود باندھتے اور چارہ ڈال لیا کرتے' کپڑوں کو پیوند لگا لیا کرتے اور جوتے کی خود ہی اصلاح کر لیتے تھے-----[۱۳۴]

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا

شمائل ترمذی میں ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور ﷺ کا حلیہ مبارکہ بیان کرنے کے بعد فرمایا:

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَ لَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ----[۱۳۵]

"میں نے حضور ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد' آپ جیسا پیکر حسن و جمال اور کوئی نہیں دیکھا"-----

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا' تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا' تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

[۱۳۶]

آپ ﷺ سا کوئی نہیں

شمائل ترمذی ہی کی ایک اور روایت میں حضرت علی حلیہ مبارکہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَ لَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ﷺ-----[۱۳۷]

"حضور ﷺ کا ہر مدح سرا (بالآخر) یہی کہتا ہے کہ آقا ﷺ! آپ جیسا نہ کوئی پہلے ہوا اور نہ بعد میں ہوگا"-----

نہیں ہے آپ سا کوئی نہیں ہے
محمد ﷺ دوسرا کوئی نہیں ہے

سب سے محبوب تر

خلاصہ یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زندگی عشق رسول سے عبارت تھی، آپ کی نظر میں حضور ﷺ کائنات کی محبوب ترین شخصیت تھے، جن کے آگے دنیا کی تمام محبتیں ہیچ تھیں---- چنانچہ جب آپ سے محبتِ رسول کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے نہایت جامع جواب دیا، فرمایا:

كَانَ وَ اللّٰهِ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَ اَوْلَادِنَا وَ آبَائِنَا وَ اُمَّهَاتِنَا وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمْاٰءِ----[۱۳۸]

"اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے مال، اولاد، والدین اور سخت پیاس میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہیں"----

اخلاق و کردار

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم بلند پایہ اخلاق و کردار کے حامل تھے---- آپ کی پرورش و تربیت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی، اسی لئے صاحب خلق عظیم ﷺ کے مظہر اتم تھے---- آپ کی زندگی زہد و استغناء، دنیا سے بے رغبتی، خشیت الٰہی، عفو و درگزر اور سادگی سے عبارت تھی---- ذیل میں ہم چند اوصاف کا تذکرہ کرتے ہیں:

زہد

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

> اللہ تعالیٰ نے تجھے ایسی چیز کے ساتھ مزین فرمایا ہے، جس سے زیادہ پسندیدہ زینت کسی اور کو نہیں ملی---- اللہ کے ہاں یہ ابرار کی زینت ہے، یہ زینت دنیا میں زہد (بے رغبتی) ہے---- اللہ نے تجھے ایسا بنایا

ہے کہ دنیا تجھ سے کچھ نہیں پائے گی اور تجھے دنیا سے کچھ نہ ملے گا---- تیرے ساتھ ہمیشہ مسکین لوگ رہیں گے' جن پر تو راضی ہو گا اور وہ تیری امامت پر راضی ہوں گے----[۱۳۹]

عبداللہ بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلدُّنْیَا جِیفَۃٌ فَمَنْ اَرَادَ مِنْھَا شَیْئًا فَلْیَصْبِرْ عَلٰی مُخَالَطَۃِ الْکِلَابِ----[۱۴۰]

"دنیا مردار ہے' جو شخص اس سے حصہ لینا چاہتا ہو' وہ کتوں کے ساتھ اختلاط پر صبر کرے"-----

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زاہدانہ زندگی بسر کی اور دنیا اور دنیا کی لذتوں سے ہمیشہ پہلو تہی فرمائی---- آپ معمولی لباس پہنتے اور سادہ غذا استعمال کرتے-----

سادہ غذا

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

ایک مرتبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے کھانے کے لئے خزیرہ (بہت سے پانی میں گوشت کے چند ٹکڑے اور کچھ آٹا ڈال کر تیار کیا گیا شوربہ) میرے سامنے رکھا' میں نے عرض کیا:

اللہ آپ کا بھلا کرے' آپ نے ہمیں مرغابی کھلائی ہوتی' اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ دیا ہے' فرمایا:

"ابن زبیر! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

خلیفہ کے لئے دو ہی پیالے حلال ہیں' ایک گھر والوں کو کھلائے اور دوسرا' وہ جو لوگوں کو پیش کرے"----[۱۴۱]

لذتوں سے اجتناب

ایک مرتبہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا' آپ نے فالودہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

تیری خوشبو اچھی' رنگ حسین اور ذائقہ لذیذ ہے' مگر میں نفس کو ایسی چیز کا عادی نہیں بنانا چاہتا' جس کی اب تک اسے عادت نہیں ہے-----[۱۴۲]

عدی بن ثابت کہتے ہیں:

ایک مرتبہ آپ کو فالودہ پیش کیا گیا' مگر آپ نے تناول نہ فرمایا-----[۱۴۳]

اکلِ حلال

موصل کے مضافاتی علاقہ عکبرا کے گورنر کہتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا' تو آپ کے سامنے ایک پیالہ اور پانی کا آب خورہ رکھا ہوا تھا----- آپ نے مٹی کی ہانڈی طلب کی' جو سر بہ مہر تھی----- میں نے سوچا' اس میں ہیرے جواہرات ہوں گے' مگر جب آپ نے مہر توڑی تو اس میں سے ستو نکلے' آپ نے تھوڑے ستو نکال کر پانی میں ڈالے' خود بھی پیے اور مجھے بھی پلائے----- مجھ سے رہا نہ گیا' عرض کیا:

امیر المومنین! عراق میں رہ کر اتنا سادہ کھانا؟----- یہاں کے تو عوام کا بھی

کھانا اس سے کئی درجہ بہتر ہے----- فرمایا:

قسم بخدا اس ہانڈی کو بخل کی وجہ سے سر بہ مہر نہیں رکھتا' بلکہ میں صرف حسب ضرورت خرید تا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ یہ ختم ہو جائیں تو کہیں دوسرے ستو نہ بنا دیئے جائیں----- اس لئے انہیں حفاظت سے رکھتا ہوں' مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پیٹ میں سوائے حلال اور پاک چیز کے کچھ جائے-----[۱۴۴]

آپ صبح و شام جو (مختصر) غذا استعمال فرماتے' وہ وہی تھی' جو آپ مدینہ منورہ سے لے کر آئے تھے-----[۱۴۵]

امانت و دیانت

رسول صادق و امین ﷺ کے پروردہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم امانت و دیانت کے حوالے سے بھی منفرد مقام کے حامل تھے-----

مال غنیمت کی تقسیم میں بے حد احتیاط فرماتے' ایک مرتبہ اصفہان سے مال آیا جس میں ایک روٹی بھی تھی' آپ نے دوسرے مال کی طرح اس کے سات حصے کئے' پھر مزید احتیاط یہ کی کہ حصوں کی برابر تقسیم کے باوجود تمام مال سات افراد میں قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم فرمایا تاکہ کسی قسم کی کمی بیشی رہ گئی ہو تو آپ اس سے بری ہو جائیں-----[۱۴۶]

آپ مال جمع کر کے نہ رکھتے بلکہ جو کچھ آتا' مستحقین میں تقسیم فرما دیتے اور بیت المال میں جھاڑو پھیر کر وہاں نماز ادا کرتے تاکہ یہ قیامت کے دن گواہی دے کہ حاجت مند مسلمانوں کو مال سے محروم کر کے اسے خزانہ میں جمع نہیں رکھا گیا-----[۱۴۷]

ایک بار آپ نے خطبہ میں فرمایا:

اللہ کی قسم' جس کے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے تمہارے مال میں سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں لیا' پھر قمیص سے عطر کی ایک شیشی نکال کر دکھائی'

اور فرمایا:

یہ مجھے ایک دہقان نے ہدیہ دیا ہے' پھر آپ نے اسے بیت المال میں جمع کرادیا

اور یہ شعر پڑھا-----

اَفْلَحَ مَنْ کَانَتْ لَهُ قَوْصَرَةٌ
یَأْکُلُ مِنْهَا کُلَّ یَوْمٍ تَمْرَةً [۱۴۸]

"وہ شخص کامیاب ہے' جس کے پاس کھجوروں کی ایک ٹوکری ہو' جس سے روزانہ ایک کھجور نکال کر کھالیتا ہو"-----

ایک مرتبہ اصفہان کے عامل عمرو بن سلمہ مال لے کر آئے' جس میں شہد اور گھی کے مشکیزے بھی تھے' حضرت علی کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتہ چلا تو انہوں نے عمرو بن سلمہ کی طرف پیغام بھیجا کہ کچھ شہد اور گھی کی ضرورت ہے----- انہوں نے شہد اور گھی کا ایک ایک مشکیزہ بھیج دیا----- اگلے دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال کی تقسیم کرنے لگے' آپ نے گنتی کی تو دو مشکیزے کم پائے----- آپ کے استفسار پر عمرو بن سلمہ نے کچھ چھپانا چاہا'

اور عرض کیا:

ابھی حاضر کرتے ہیں----- آپ نے قسم دے کر اصرار کیا کہ اصل بات بتائی جائے' انہوں نے وضاحت کی تو آپ نے فوراً وہ مشکیزے منگوائے اور ان میں سے جتنا شہد اور گھی نکالا جا چکا تھا' تاجروں سے اس کی قیمت لگوائی' جو تین درہم بنی' حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی سے تین درہم وصول

کرنے کے بعد تمام مال تقسیم فرمادیا----[۱۴۹]

محدث ابن جوزی نے شہد کی قیمت پانچ درہم تحریر کی ہے----[۱۵۰]

لباس میں سادگی

ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

ایک مرتبہ سردی کے موسم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا----آپ نے ایک بوسیدہ سی چادر اوڑھی ہوئی تھی' میں نے عرض کیا:

امیر المومنین! اللہ نے آپ اور آپ کے اہل خانہ کے لئے بھی بیت المال میں پورا پورا حق رکھا ہے' پھر یہ حالت کیوں؟----فرمایا:

میں تمہارے مال کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا' مدینہ منورہ سے یہی چادر لے کر چلا تھا' جو پہن رکھی ہے----[۱۵۱]

یزید بن وہب جہنی کہتے ہیں:

ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو چادروں میں گھر سے نکلے' ایک چادر تہہ بند کے طور پر اور دوسری سے باقی جسم ڈھانپے ہوئے تھے' درمیان سے کمر بند کی جگہ کپڑے کا ایک ٹکڑا باندھ رکھا تھا' پاس سے ایک اعرابی گزرا' اس نے کہا' یہ کیسا مُردوں کا سا لباس پہن رکھا ہے؟----آپ نے فرمایا:

"یہ لباس تکبر و غرور سے بہت دور' نماز کے لئے بہتر اور مومن کی سنت ہے----[۱۵۲]

فضل بن دکین سے روایت ہے:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو چادریں پہنے ہوئے دیکھا' ایک تہہ بند' جس سے نصف پنڈلی ننگی نظر آتی تھی' ایک چادر اوپر اوڑھ رکھی تھی' آپ درّہ

ہاتھ میں لئے بازاروں میں گھومتے پھرتے اور لوگوں کو تقویٰ' حسن تجارت اور ناپ تول میں انصاف کی تلقین فرماتے-----[۱۵۳]

علی بن ارقم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا' آپ بازار میں تلوار لئے کھڑے تھے اور فرما رہے تھے' اس کا کوئی خریدار ہے؟----- اس اللہ کی قسم جو دانے میں سے شگوفہ نکالتا ہے' اس تلوار کے ساتھ ایک لمبا عرصہ تک میں حضور علیہ السلام کی مدافعت کرتا رہا' اگر میرے پاس چادر خریدنے کے لئے پیسے ہوتے تو اسے ہرگز فروخت نہ کرتا-----[۱۵۴]

تواضع

انکساری اور تواضع کا یہ عالم کہ اپنے دور خلافت میں بہت ہی معمولی اور سادہ لباس پہنتے اور کام خود انجام دیتے' زاذان کہتے ہیں:

آپ خلیفۃ المسلمین ہونے کے باوجود تنہا بازاروں کا گشت کرتے----- بھولے ہوئے لوگوں کی رہنمائی فرماتے----- ضعیفوں کی مدد کرتے----- خرید و فروخت کرنے والوں کے پاس سے گزرتے ہوئے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کرتے:

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَ لَا فَسَادًا-----[۱۵۵]

"یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے (مخصوص) کرتے ہیں جو زمین میں سرکشی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے"-----

پھر فرماتے:

یہ آیت عدل و تواضع والے حکمرانوں اور دیگر اہل قدرت و طاقت افراد کے حق میں نازل ہوئی-----[۱۵۶]

ایک مرتبہ کھجوروں کی گٹھڑی اٹھائے جا رہے تھے' ایک شخص نے عرض کیا' حضور میں اٹھالیتا ہوں' فرمایا:

"عیال دار اپنا سامان خود اٹھانے کا زیادہ مستحق ہے"-----[۱۵۷]

آپ کے انہی اوصاف کے پیش نظر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مجلس میں جب زہاد (دنیا سے بے رغبتی کرنے والے ممتاز افراد) کا تذکرہ ہوا' تو آپ نے کہا:

اَزْهَدُ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ-----[۱۵۸]

"علی بن ابی طالب دنیا بھر میں سب سے زیادہ زاہد تھے"-----

تحمل و بردباری

آپ بڑے حلیم' بردبار' متواضع اور نرم خو انسان تھے' سخت سے سخت اشتعال اور غصہ دلانے والی صورت حال اور کیفیت میں بھی آپ ان اوصاف پر پورے اترتے اور کبھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیتے' چنانچہ ذیل میں چند ایسے واقعات درج کیے جاتے ہیں:

قاتل سے حسن سلوک

جب ابن ملجم نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار کے ساتھ قاتلانہ حملہ کیا اور اتنا سخت وار کیا کہ آپ شدید زخمی ہو گئے اور بچ رہنے کی کوئی امید نہ تھی' قاتل کو پکڑ کر آپ کے سامنے پیش کیا گیا' آپ نے فرمایا:

"اسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو' اگر زندہ رہا' تو خود فیصلہ کروں گا اور اگر جاں بر نہ ہو سکوں تو اسے قتل کر دینا"-----[۱۵۹]

پھر وصال کے وقت آپ نے اپنے صاحبزادے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی:

میری وجہ سے مسلمانوں کی خوں ریزی نہ کرنا' میرے عوض صرف میرے قاتل کو سزا دینا' اگر اس کے حملہ کی وجہ سے میری موت واقع ہو جائے تو اس پر صرف ایک ہی وار کرنا اور اس کا مثلہ (اعضا کی قطع و برید) ہرگز نہ کرنا' کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"کسی کا مثلہ نہ کیا جائے' اگرچہ باؤلا کتا ہی کیوں نہ ہو"-----[۱۶۰]

غلام آزاد کر دیا

مروی ہے کہ ایک بار حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کسی کام کے لئے اپنے غلام کو آواز دی' غلام نے کوئی جواب نہ دیا' آپ نے پھر آواز دی' تین مرتبہ بلانے پر بھی جب غلام نہ آیا تو آپ خود اٹھ کر اس کے پاس تشریف لے گئے تو دیکھا' وہ لیٹا ہوا ہے' فرمایا:

تو نے میری آواز نہیں سنی؟----- عرض کی' سن رہا تھا مگر سستی کی وجہ سے جواب نہ دیا' کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ آپ میری کوتاہی پر کچھ نہیں کہیں گے' یہ جواب سنتے ہی آپ نے فرمایا:

اِمضِ فَاَنتَ حُرٌّ لِوَجہِ اللّٰہِ تَعَالٰی-----[۱۶۱]

"جا' تو اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے"-----

حوصلہ کی انتہا

آپ کے تحمل و بردباری کے سلسلے میں مولانا روم نے ایک واقعہ مثنوی شریف میں بہت مفصل بیان کیا ہے----[۱۶۲]

جس کا خلاصہ یہ ہے:

ایک بار جہاد میں آپ ایک پہلوان سے مقابلہ کر رہے تھے' بڑی شدید جدوجہد کے بعد اسے پچھاڑا' جب وہ بالکل عاجز و لاچار ہو گیا اور آپ اسے قتل کرنا ہی چاہتے تھے کہ اس نے آپ کے چاند ایسے حسین چہرے پر تھوک دیا---- آپ اسے چھوڑ کر فوراً علیحدہ ہو گئے' وہ پہلوان آپ کی بردباری اور تحمل و حوصلہ کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا---- ظاہر ہے' آپ کے اخلاق عالیہ نے اسے گھائل کر دیا اور اسلام اس کے دل میں گھر کر گیا---- مگر وہ حیران تھا کہ ایسے وقت جب کہ آپ کو مکمل دسترس حاصل تھی اور تھوک کر اشتعال دلانے کے باوجود آپ نے مجھے چھوڑ کیوں دیا؟----

آپ نے اس نو مسلم پہلوان سے فرمایا:

میں نفس کی خوشنودی کے لئے نہیں لڑتا اور نہ تیرے ساتھ میری ذاتی مخاصمت ہے' میرے جہاد اور تمام تر جدوجہد کا مقصد رضائے الٰہی ہے' مولانا روم نے اس مفہوم کو یوں بیان کیا ہے----

گفت من تیغ از پئے حق می زنم
بندۂ حقم نہ مامورِ تنم
شیر حقم' نیستم شیرِ ہوا

فعلِ من بر دینِ من باشد گواہ

[۱۶۳]

"آپ نے فرمایا' میں اللہ تعالیٰ کے لئے تلوار چلاتا ہوں' کیوں کہ میں حق تعالیٰ کا بندہ ہوں' اپنے جسم کا غلام نہیں ہوں' میں شیر خدا ہوں' خواہشات نفسانی کا شیر نہیں' میرے دین پر میرا عمل گواہ ہے"-----

اخلاص

صحابہ کرام' خصوصاً سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر ہر عمل اخلاص و للّٰہیت پر مبنی تھا اور ان کی زندگیاں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان عالی شان کے سانچے میں ڈھلی ہوئیں تھیں:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ-----[۱۶۴]

"جو شخص کسی سے محض اللہ کی خاطر محبت رکھے' صرف اللہ کے لئے ہی کسی سے بغض رکھے' کسی کو کچھ دے تو اللہ کے لئے اور روکے تو اللہ کے لئے' پس ایسے شخص نے اپنا ایمان مکمل کر لیا"-----

اللہ اللہ کیا اخلاص تھا----- سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم اس پہلوان سے لڑتے رہے مگر جب ایسا مرحلہ آیا' جس میں ذاتی انتقام اور خوشنودیٔ نفس کا پہلو بھی تھا تو آپ نے فوراً لڑائی بند کر دی-----

دربار امیر معاویہ میں اخلاق و کردار مرتضوی کا تذکرہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک رفیق ضرار بن ضمرہ الکنانی نے امیر

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں ان کے بے حد اصرار پر نہایت خوبصورت اور جامع الفاظ میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اخلاق و کردار کی منظر کشی کی' انہوں نے اپنے تاثرات و مشاہدات کو یوں بیان کیا:

"ان کی نظر دور رس تھی' انتہائی مضبوط اعصاب کے مالک تھے' دوٹوک اور کھری بات کہتے' مکمل عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے صادر فرماتے ---- ان کی شخصیت سے علم کے چشمے ابلتے' حکمت و دانائی سے لبریز بات کرتے' دنیا اور اس کی چمک دمک سے وحشت محسوس کرتے' رات اور اس کی تاریکی سے انس رکھتے' خدا (خشیت الٰہیہ سے) روتے تو ان کے آنسو نہ تھمتے ---- دیر تک سوچ و بچار میں محو رہتے' سادہ اور معمولی لباس پہنتے' روکھا سوکھا کھاتے ---- خدا گواہ ہے' آپ نہایت بے تکلف اور مل جل کر رہتے' جب ان سے کچھ پوچھا جاتا تو یوں بے تکلفی سے جواب عنایت فرماتے' جیسے ہم میں سے عام آدمی آپس میں گفتگو کرتے ہیں' حاضر خدمت ہونے والوں سے کلام میں پہل کرتے' بلانے پر حسب وعدہ آجاتے' (اس قدر سادگی و بے تکلفی کے باوجود خدا داد رعب کا یہ عالم تھا کہ) ہمیں ان کے سامنے بولنے کی ہمت نہ ہوتی ---- آپ مسکراتے تو دانت لڑی میں پروئے ہوئے سفید موتیوں کی طرح چمکتے نظر آتے' دین داروں کی قدر کرتے' غرباء و مساکین سے محبت رکھتے' کسی طاقتور کی جرات نہ تھی کہ آپ سے باطل کی تائید کی توقع رکھے اور کوئی کمزور ان کے عدل سے مایوس نہ ہوتا ---- اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان کی راتوں کے چند مناظر دیکھے ہیں' جب رات چھا جاتی' تارے ڈوبنے لگتے تو آپ

محراب مسجد میں اپنی داڑھی پکڑے' درد بھرے شخص کی طرح بلک بلک کر رو رہے ہوتے اور یوں تڑپتے' جیسے کسی شخص کو زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہو' گویا میں اب بھی ان کی آواز سن رہا ہوں' آپ درد و رقت سے کہہ رہے ہیں :

"اے دنیا! تو میرا دل لبھانا چاہتی ہے؟----- مجھ سے کچھ امید نہ رکھ' دور ہٹ جا' کسی اور کو فریب دے' میں تو تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں' جس کے بعد رجوع کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی' تیری عمر انتہائی مختصر' تیری دی ہوئی راحت حقیر' تیرے خطرے بڑے بھیانک ہیں----- آہ زاد سفر انتہائی قلیل' سفر بڑا طویل اور راستہ نہایت سنسان ہے"-----

راوی کہتے ہیں یہ سن کر امیر معاویہ زار و قطار رونے لگے----- داڑھی بھیگ گئی' آواز حلق میں اٹک گئی' حاضرین بھی رونے لگے----- پھر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا :

رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا الْحَسَنِ کَانَ وَ اللّٰہِ کَذٰلِکَ-----[۱۶۵]

"اللہ' ابو الحسن (علی المرتضیٰ) پر رحم فرمائے' آپ واقعی ایسی خوبیوں کے مالک تھے"-----

جود و سخا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس جو کچھ آتا' رضائے الٰہی کے لئے خرچ کر دیتے' آپ کے جود و سخا کی تعریف میں قرآن شاہد ہے :

ایثار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں :

ایک مرتبہ شہزادگان حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہو گئے' رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے' آپ نے سیدۂ کائنات فاطمۃ الزہراء اور مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو منت ماننے کی ترغیب دی' چنانچہ حضرت فاطمہ' حضرت علی اور آپ کی باندی فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تین تین روزوں کی منت مانی' اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمائی تو انہوں نے روزہ رکھا' گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ جو قرض لئے' سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں پیسا اور ایک تہائی آٹا گوندھ کر پانچ روٹیاں

تیار کیں' افطار کا وقت ہوا تو دروازہ پر ایک سائل نے صدا بلند کی:

اے اہلِ بیتِ محمد ﷺ! مسلمان مسکین حاضر ہے' کچھ کھانے کو ہو تو عنایت فرمائیں---- انہوں نے سائل کو ترجیح دی' روٹیاں اٹھا کر اسے دے دیں' خود پانی کے ساتھ روزہ افطار کر لیا اور رات کو بغیر کھائے پیئے دوسرے دن کا روزہ رکھ لیا---- افطاری کے وقت کھانا سامنے رکھا تھا کہ ایک یتیم نے صدا دی' آپ نے کھانا اٹھا کر اسے دے دیا اور پانی سے روزہ افطار کر کے تیسرے روزہ کی نیت کر لی---- افطاری کا وقت ہوا' کھانا تناول کرنے کا ارادہ کیا تو دروازہ پر ایک اسیر نے سوال کیا' آپ نے کھانا اسے مرحمت فرما دیا اور پانی سے روزہ افطار کر لیا-----

اگلی صبح حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لے کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' دونوں شہزادے بھوک سے شدید نڈھال اور کمزوری کی وجہ سے کانپ رہے تھے---- ان کی تکالیف دیکھ کر آقا حضور ﷺ پریشان ہو گئے اور سبب دریافت فرمایا' پھر انہیں لے کر کاشانہ مولا علی میں تشریف لائے' دیکھا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھوک سے بے حد کمزور ہیں اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑ چکے ہیں---- یہ حالت دیکھ کر نہایت ملال ہوا اور آپ پر رقت طاری ہو گئی' اسی وقت جبریل امین اہل بیت اطہار کے اس ایثار و سخاوت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغامِ تہنیت اور ان کی تعریف میں یہ آیات کریمہ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے:

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا----[۱۲۶]

"اور اللہ کی محبت میں وہ مسکین' یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور

ان سے کہہ دیتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لئے کھلاتے ہیں' ہم تم سے نہ کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے"-----[۱۶۷]

حالت رکوع میں سخاوت

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے' آپ نے وہاں ایک سائل کو دیکھا اور اس سے پوچھا' تمہیں کسی نے کچھ دیا بھی ہے یا نہیں؟-----

سائل نے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ صاحب جو نماز پڑھ رہے ہیں' انہوں نے مجھے چاندی کی انگوٹھی دی ہے----- حضور ﷺ نے پوچھا' کس حالت میں دی ہے؟----- اس نے عرض کی' حالت رکوع میں----- (انگوٹھی ڈھیلی تھی اور آپ نے عمل قلیل سے اسے نیچے گرا دیا) حضور ﷺ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ-----[۱۶۸]

"تمہارا دوست صرف اللہ ہے اور اس کا رسول اور ایمان والے' جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع صدقہ کرتے ہیں"-----[۱۶۹]

اس آیت مبارکہ میں یوں تو تمام صحابہ کرام اور دیگر ایمانداروں کی تعریف ہے' تاہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جود و سخا' ایثار اور اہل ایمان کے لئے ان کی مدد و نصرت اور دوستی کی اللہ تعالیٰ نے بطور خاص مدح و توصیف بیان فرمائی----- شاعر دربار رسالت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

فَانْتَ الَّذِیْ اَعْطَیْتَ اِذْ کُنْتَ رَاکِعًا
زَکٰوۃً فَدَتْكَ النَّفْسُ یَا خَیْرَ رَاکِعٍ
فَاَنْزَلَ فِیْكَ اللّٰہُ خَیْرَ وِلَایَۃٍ
وَ اَثْبَتَھَا اَثْنَا کِتَابِ الشَّرَائِعِ
[۱۷۰]

دن رات سخاوت

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:
ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چار درہم تھے، ایک درہم انہوں نے رات کو، ایک دن میں، ایک پوشیدہ اور ایک ظاہراً اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی سخاوت کی مدح میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ-----[۱۷۱]

"جو لوگ اپنے مال رات، دن، ظاہر اور پوشیدہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کا ثواب ہے، ان کے رب کے پاس اور ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم گین ہوں گے"-----[۱۷۲]

مہمان نوازی

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فیاضی کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ فقر و فاقہ کے باوجود آپ مہمانوں کا اکرام کرتے----- مہمان نوازی

سے انہیں قلبی راحت نصیب ہوتی اور اگر کبھی یہ موقع میسر نہ آتا تو بے چین ہو جاتے----امام قشیری رحمہ اللہ تحریر کرتے ہیں:

ایک مرتبہ آپ کی آنکھوں سے اشک رواں تھے' رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا:

لَمْ يَأْتِنِيْ ضَيْفٌ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَ اَخَافُ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ اَهَانَنِيْ----[۱۷۳]

"سات روز سے میرے ہاں کوئی مہمان نہیں آیا' مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے رسوا تو نہیں کر دیا"-----

اس واقعہ سے جہاں آپ کی خشیت الٰہیہ کا پتا چلتا ہے' وہیں آپ کے ذوق مہمان نوازی کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے-----

قرض سے نجات کے لئے وظیفہ

آپ کے جود و سخا کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ نے خلق خدا کو وسعتِ رزق اور قرض سے نجات کے لئے وظیفہ عنایت فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ اَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ-----[۱۷۴]

ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ بار اور صبح و شام سو سو بار روزانہ' اول آخر درود شریف-----

اس دعا کی نسبت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا' اگر تجھ پر مثل پہاڑ کے بھی قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا کر دے گا-----[۱۷۵]

شجاعت و بسالت

آپ کا یہ ایسا امتیازی وصف ہے، جس کے پیش نظر آج بھی قوت و ہیبت، شجاعت و بسالت، فتوت و جوانمردی، ہمت و مردانگی اور جرات و بہادری کے لئے قوت حیدری، ضرب المثل اور شعار کی حیثیت رکھتی ہے۔

جرات و ہمت میں تم ہو آپ ہی اپنا جواب
مادرِ گیتی نہ پیدا کر سکی تم سا علی

[۱۷۶]

شب ہجرت کفار کے سخت محاصرے اور لہراتی ہوئی تلواروں کے سائے میں رسول اللہ ﷺ کے بستر مبارک پر بلا خوف و خطر لیٹے رہنے میں، جہاں حضور ﷺ سے انتہائی محبت کا اظہار ہوتا ہے، وہیں یہ واقعہ آپ کی شجاعت و بسالت کی بھی بین دلیل ہے۔-----

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے سوا تمام جنگوں میں شرکت کی-----[۱۷۷]

غزوۂ تبوک رجب ۹ھ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت کی دیکھ بھال کے لئے آپ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا' حضرت علی نے عرض کی' یا رسول اللہ! آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟------ فرمایا:

اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ------[۱۷۸]

"کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہارا مجھ سے وہی مرتبہ ہو' جو حضرت ہارون کا حضرت موسیٰ سے تھا' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"------

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمام جنگوں میں عَلَمِ جہاد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ ہوتا------[۱۷۹]

ثعلبہ بن ابی مالک کہتے ہیں کہ تمام غزوات میں جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ کے پاس رہتا مگر جب جنگ شروع ہوتی تو جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھام لیتے------[۱۸۰]

غزوۂ بدر (رمضان المبارک ۲ھ)

اسلام اور کفر کی پہلی فیصلہ کن جنگ بدر کے مقام پر ہوئی' اس موقع پر مسلمانوں کے مقابلہ میں عتبہ بن ربیعہ' اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹے ولید بن عتبہ کو لے کر نکلا' یہ تینوں نہایت آزمودہ کار اور بڑے سورما سمجھے جاتے تھے------ ان کے مقابلہ میں انصار کے تین افراد نکلے' مگر کفار نے کہا' ہمارے مقابلہ میں ہمارے رشتہ دار سامنے آئیں' چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ' حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا------ یہ تینوں حضرات رشتہ کے اعتبار سے حضور کے بہت قریبی اور بڑے عزیز تھے------ حضرت حمزہ نے شیبہ

کو اور حضرت علی نے ولید بن عتبہ کو للکارا اور پہلے ہی وار میں ان کا کام تمام کر دیا----- حضرت عبیدہ' عتبہ کے مقابلہ میں شدید زخمی ہو گئے تو حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یک بارگی حملہ کر کے عتبہ کو جہنم رسید کر دیا-----[۱۸۱]

اس جنگ کے موقع پر حضور ﷺ نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا تھا----- آپ نے مردانگی و شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ آسمان سے رضوان فرشتے نے ندا کی:

لا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَ لا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ

ابن عساکر کہتے ہیں کہ اس موقع پر حضور ﷺ نے اپنی تلوار ذوالفقار' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دی تھی اور پھر ہمیشہ کے لئے عنایت فرما دی-----[۱۸۲]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جنگ بدر کے موقع پر میرے اور حضرت ابوبکر میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل تھے"-----[۱۸۳]

غزوۂ احد (شوال ۳ھ)

غزوۂ احد میں بھی آپ نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اور متعدد مشرکین کو تہ تیغ کیا-----[۱۸۴]

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس جنگ میں آپ کو سولہ زخم لگے' ہر بار زخم لگنے کے بعد وہ زمین پر گر جاتے اور جبریل امین آکر انہیں اٹھاتے-----[۱۸۵]

جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ شدید زخمی ہو گئے' آپ کے سر اقدس اور چہر
مبارک پر پتھر لگے' جس سے دندان مبارک کا ایک حصہ شہید ہو گیا' اس موقع پر
حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے زخم صاف کرنے کی خدمت انجام
دی----- سہل بن سعد سے رسول اللہ ﷺ کے زخموں کی کیفیت دریافت کی گئی
تو آپ نے فرمایا' مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ زخموں کو کون دھو رہا تھا' پانی کس نے
ڈالا تھا اور کیا دوا کی گئی تھی----- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ڈھال میں
پانی لئے انڈیل رہے تھے' حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا زخموں کو صاف
کر رہی تھیں' انہوں نے جب یہ محسوس کیا کہ خون کسی طرح رک نہیں رہا تو
چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر زخموں کو بھر دیا-----[۱۸۶]

جنگ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کی سیاہ چادر کا بنایا گیا تھا----- حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی شہادت کے بعد حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا
عنایت فرمایا-----[۱۸۷]

غزوۂ احد میں آپ نے اس مردانگی کے ساتھ جنگ کی کہ (جنگ بدر کی طرح)
غیب سے) ندا کرنے والے نے ندا کی:

لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَ لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ-----[۱۸۸]

"ذوالفقار (رسول اللہ ﷺ کی تلوار) کے علاوہ کوئی تلوار نہیں اور
علی کے سوا کوئی نوجوان نہیں"-----

شاہِ مرداں' شیرِ یزداں' قوتِ پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ' لَا سَیْفَ اِلَّا ذوالفقار

غزوۂ احزاب (شوال ۵ھ)

غزوۂ احزاب (جنگ خندق) کے موقع پر کفار کی طرف سے مسلمانوں کو لاکارنے والا شخص عمرو بن ود تھا' یہ نہایت تجربہ کار سورما تھا' جسے تنہا ہزار شہ سواروں پر بھاری سمجھا جاتا---- اس کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اس نے کہا:

بھتیجے! کسی بڑے کو مقابلہ میں نکالو' میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا' حضرت علی نے فرمایا:

"لیکن میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں"-----

یہ سن کر وہ جوش میں آ گیا اور تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا---- دونوں تلواریں چلنے لگیں' اس نے بہت زور دار حملہ کیا مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کامیابی سے بچاؤ کیا اور پھر ایک بھرپور وار کر کے اس سورما کو واصل جہنم کر دیا-----[۱۸۹]

اس جنگ میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے جو عقل اور قیاس کی حد سے ماوراء ہیں' یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی خدمات جلیلہ کو سراہتے ہوئے فرمایا:

لَمُبَارَزَةُ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ اَعْمَالِ اُمَّتِىْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ-----[۱۹۰]

"جنگ خندق کے موقع پر علی کی لڑائی میری امت کے تاقیامت نیک اعمال سے افضل ہے"-----

غزوۂ خیبر (محرم الحرام ۷ھ)

خیبر مدینہ منورہ کے شمال مشرق میں ستر میل کے فاصلے پر واقع ہے' یہا
یہودی آباد تھے---- اس میں کئی قلعے تھے' حضور ﷺ نے محرم الحرام ۷ھ میں
خیبر پر حملہ کیا تو یکے بعد دیگرے قلعے فتح ہوتے رہے---- سب سے مضبو
قلعہ "القموص" تھا' جسے فتح کرنے میں کئی دن کے محاصرے کے باوجود کامیا
نہیں ہو رہی تھی' بالآخر ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلاً يَفْتَحِ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ-----

"کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا' جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت رکھتے ہیں"-----

حضور اکرم ﷺ کی یہ خوشخبری سن کر رات بھر صحابہ کرام میں سے ہر فر
یہی تمنا کرتا رہا' کاش جھنڈا مجھے عنایت ہو' تاکہ اللہ و رسول (جل و علا و صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم) سے محبت کی سند مل جائے---- صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے
پوچھا:

اَيْنَ عَلِيٌّ؟-----

"علی کہاں ہیں؟"-----

صحابہ کرام نے عرض کی' وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں' فرمایا:
انہیں بلائیں' حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) حاضر ہوئے-----

فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ عَيْنَيْهِ وَ دَعَا لَهٗ فَبَرَأَ-----[۱۹۱]

"رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی تو فوراً آنکھیں بالکل تندرست ہو گئیں"-----

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :

فَمَا رُمِدتُ بَعدَ یَومِئِذٍ-----[۱۹۲]

"پھر اس کے بعد آج تک میں آشوب چشم میں مبتلا نہیں ہوا"-----

آشوب چشم اور سر درد سے دائمی نجات

ایک اور روایت میں ہے :

وَ مَا رُمِدتُ وَ لا صُدِعتُ مُنذُ مَسَحَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ وَجھِی وَ تَفَلَ فِی عَینَیَّ یَومَ خَیبَرَ حِینَ اَعطَانِی الرَّایَۃَ-----[۱۹۳]

"جب سے حضور ﷺ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا ہے اور میرے چہرے پر دست شفا پھیرا ہے' اس کے بعد سے اب تک مجھے نہ کبھی آشوب چشم ہوا ہے اور نہ کبھی درد سر کی شکایت ہوئی ہے"-----

شاہِ خیبر شکن

ارشاد مصطفوی کی تعمیل کرتے ہوئے آپ نے جھنڈا تھاما اور شجاعت و بسالت کے عدیم النظیر جوہر دکھا کر وہ انمٹ نقوش ثبت کئے' تاریخ بسالت جن کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے----- مولائے خیبر شکن جوش و ولولے سے آگے بڑھے اور قلعے کا دروازہ اکھاڑ کر ہاتھ میں لے لیا اور اسے بطور ڈھال استعمال کرتے رہے-----[۱۹۴]

یہ دروازہ اتنا وزنی تھا کہ لڑائی ختم ہونے کے بعد چالیس سے کم آدمی مل کر بھی

اسے اٹھا نہ سکے ------[۱۹۵]

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

مَا قَلَعْتُ بَابَ خَيْبَرَ بِقُوَّةٍ جَسْدَانِيَّةٍ وَّ لٰكِن بِقُوَّةٍ رَبَّانِيَّةٍ ------[۱۹۶]

"میں نے قوت جسمانی سے نہیں بلکہ خداداد قوت ربانی سے خیبر کے قلعے کا دروازہ اکھاڑ پھینکا" ------

شیرِ شمشیر زن شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
[۱۹۷]

حیدر

اس قلعہ کا سردار مرحب' عرب کا مانا ہوا پہلوان تھا ------ وہ یہ رجز پڑھتا ہوا سامنے آگیا ------

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
اِذِ الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

"اہل خیبر خوب جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں ------ ہتھیاروں سے لیس' بہادر اور تجربہ کار ہوں ------ جب جنگ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے" ------

فاتح خیبر نے اس متکبرانہ رجز کے جواب میں کہا ------

اَنَا الَّذِيْ سَمَّتْنِيْ اُمِّيْ حَيْدَرَه

كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَه

أُوْفِيْهِمُ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَه

"میں وہی ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر) رکھا ہے----- جو جنگلوں کے شیر کی طرح رعب و دبدبہ والا ہے----- میں لوگوں کو ایک صاع کے بدلے میں اس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں"-----

پھر آپ نے اس زور سے تلوار کی ضرب لگائی کہ مرحب کے سر کے دو ٹکڑے کر کے رکھ دیئے اور آپ کے ہاتھوں قلعہ فتح ہو گیا-----[۱۹۸]

خواب

حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ رجز شاعرانہ تعلّی اور جاہلانہ دعویٰ نہ تھا بلکہ حقیقت کا اظہار تھا----- اس موقع پر خود کو حیدر کہنے میں عجیب معنویت تھی' علامہ زرقانی نقل کرتے ہیں:

مرحب نے اس رات خواب دیکھا تھا کہ ایک شیر اسے پھاڑ رہا ہے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذریعہ کشف اس بات کا علم ہو گیا' آپ نے "انا الذی سمتنی امی حیدرہ" کہہ کر اشارہ کر دیا----- مرحب یہ رجز سنتے ہی کانپ اٹھا اور اس کی بہادری کا سارا نشہ کافور ہو گیا-----[۱۹۹]

شہریارِ علم و عرفان

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم علم و ذکاوت کے اعتبار سے صحابہ کرام میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں-----

رسول اللہ ﷺ کا آپ پر خصوصی فیضان تھا' خود فرماتے ہیں' حضور ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ امْلَأْ قَلْبَهٗ عِلْمًا وَّ فَهْمًا وَّ حِكَمًا وَّ نُوْرًا-----

"اے اللہ! علی کے سینہ کو علم' فہم و بصیرت' حکمت اور نور سے بھرپور فرما دے"-----

کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

اَخْبَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَ جَلَّ اَنَّهٗ قَدِ اسْتَجَابَ لِیْ فِیْكَ-----[۲۰۰]

"اے علی! تیرے لئے جو دعا کی گئی' اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے"-----

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علم و حکمت پر متعدد احادیث شاہد

ہیں---- سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' حضور ﷺ نے فرمایا:

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَاْتِ بَابَهٗ----[۲۰۱]

"میں شہرِ علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں' جو شخص علم حاصل کرنا چاہے' وہ علم کے دروازے کے پاس آئے"----

ترمذی شریف میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا----[۲۰۲]

"میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں"----

مفسر قرآن سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

لَقَدْ اُعْطِيَ عَلِيٌّ تِسْعَةَ اَعْشَارِ الْعِلْمِ وَ اَيْمِ اللّٰهِ لَقَدْ شَارَكَهُمْ فِي الْعُشْرِ الْعَاشِرِ----[۲۰۳]

"حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم کا ۹/۱۰ حصہ عطا فرمایا گیا' (جب کہ بقیہ ایک حصہ دوسرے لوگوں کو ملا) بخدا آپ اس ۱/۱۰ حصہ میں بھی باقی لوگوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں"----

کتاب و سنت کے جلیل القدر عالم

آپ کتاب و سنت کے بہت بڑے عالم تھے' ابو طفیل سے مروی ہے کہ میں نے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان کے خطبات میں یہ فرماتے ہوئے سنا:

سَلُوْنِیْ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ وَ سَلُوْنِیْ عَنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ مَا مِنْ آیَۃٍ اِلَّا وَ اَنَا اَعْلَمُ أَبِلَیْلٍ نَزَلَتْ اَمْ بِنَھَارٍ' اَمْ فِیْ سَھْلٍ' اَمْ فِیْ جَبَلٍ-----[۲۰۴]

"جو چاہو' پوچھو' خدا کی قسم! تم جو چیز دریافت کرو گے' میں اس کی خبر دوں گا----کتاب اللہ کے بارے میں جو دریافت کرنا ہے' کر لو' خدا قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت نہیں' جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو کہ وہ کہاں اور کیسے نازل ہوئی' رات کو یا دن کو' ہموار رستے میں چلتے ہوئے نازل ہوئی یا جب آپ ﷺ پہاڑی پر تشریف فرما تھے"-----

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَقْدِرُ اَنْ اَسْتَخْرِجَ وَقْرَ بَعِیْرٍ مِنَ الْعُلُوْمِ مِنْ مَعْنَی الْبَاءِ-----[۲۰۵]

"میں چاہوں تو بسم اللہ کی باء کے معانی سے اتنے علوم بیان کر سکتا ہوں کہ ایک اونٹ کا بوجھ بنے"-----

ایک دوسری روایت میں ہے' آپ نے فرمایا:

"اگر میں چاہوں تو بسم اللہ (کی باء) کے نیچے جو نقطہ ہے' اس کے علم سے ۸۰ (اسّی) اونٹوں کا بوجھ بھر دوں' تو کر سکتا ہوں' یعنی صرف نقطہ باء کی تفسیر لکھنا چاہوں تو اتنی بڑی مبسوط اور ضخیم تفسیر لکھوں جو اسی اونٹوں کا بوجھ ہو جائے"-----[۲۰۶]

کتاب اللہ کی طرح آپ سنت رسول ﷺ کے بھی بہت بڑے عالم تھے' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اِنَّهٗ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ-----[۲۰۷]

"حضرت علی تمام لوگوں سے بڑھ کر سنت کا علم رکھتے تھے"-----

شریح بن ہانی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے موزوں پر مسح کے بارے میں مسئلہ پوچھا' آپ نے فرمایا:

سَلْ عَلِيًّا فَاِنَّهٗ اَعْلَمُ بِهٰذَا مِنِّيْ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ-----

"یہ مسئلہ علی سے دریافت کرو' وہ اس کے بارے میں مجھ سے بہتر جانتے ہیں' کیوں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کئے ہیں"-----

شریح کہتے ہیں' میں نے یہ مسئلہ حضرت علی سے پوچھا' تو آپ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مسافر کے لئے تین اور مقیم کے لئے ایک دن رات ہے"-----[۲۰۸]

سلمہ عبدی کہتے ہیں' میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عمرہ کے متعلق دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا:

"یہ مسئلہ علی سے جا کر پوچھئے' کیوں کہ وہ بہتر جانتے ہیں-----[۲۰۹]

اشاعتِ حدیث

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' خلفاء راشدین میں عمر کے اعتبار سے سب سے چھوٹے اور آخری خلیفہ تھے' اس لئے قدرتی طور پر آپ کو اشاعت حدیث کا زیادہ موقع ملا----- چنانچہ آپ نے بکثرت احادیث روایت کی ہیں----- آپ کے تلامذہ میں سے چند راویان حدیث کے اسماء گرامی یہ ہیں:

حضرت امام حسن مجتبیٰ' حضرت امام حسین' امام محمد المعروف ابن حنفیہ' حضرت عبد اللہ بن مسعود' حضرت براء بن عازب' حضرت ابو ہریرہ' حضرت ابو سعید خدری' حضرت زید بن ارقم' حضرت سفینہ' حضرت صہیب رومی' حضرت عبد اللہ بن عباس' حضرت عبد اللہ بن عمر' حضرت عبد اللہ بن زبیر' حضرت عمرو بن حریث' حضرت جابر بن سمرہ' حضرت جابر بن عبد اللہ' حضرت ابو امامہ' حضرت ابو لیلیٰ انصاری' حضرت ابو موسیٰ' حضرت سعود بن حکم زرقی' حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ و دیگر صحابہ کرام اور متعدد تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین-----[۲۱۰]

حفظ قرآن کے لئے رسول اللہ کا عطا کردہ وظیفہ

آپ کو قرآن کریم حفظ کرنے کا بے حد شوق تھا مگر حفظ میں دقت ہوتی' اپنی مشکل حضور ﷺ کی خدمت میں بیان کی تو آپ ﷺ نے حفظ قرآن کے لئے وظیفہ ارشاد فرمایا-----

حضور ﷺ چاہتے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح چادر پھیلانے اور پھر اسے سینے سے لگانے کا حکم دے کر قوت حافظہ عطا فرما دیتے[۲۱۱]' مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آقا ﷺ نے حضرت علی کی وساطت سے قیامت تک آنے والے غلاموں کو ایک وظیفہ عنایت فرما دیا----- ترمذی شریف میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں:

''ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے' حضرت علی پاس آئے اور عرض کیا:

میرے ماں باپ آپ پر فدا' قرآن میرے سینہ میں محفوظ نہیں رہتا------

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو الحسن! تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں' جن کی بدولت اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے اور جو کچھ تم سیکھو' تمہارے سینہ میں محفوظ ہو جائے----- نیز یہ وظیفہ آگے جسے تعلیم دو گے' اسے بھی فائدہ ہو؟------عرض کیا:

ہاں' یا رسول اللہ ﷺ' مجھے سکھا دیجئے''-----

ترکیب نوافل

آپ ﷺ نے فرمایا' شب جمعہ رات کی آخری تہائی (اور یہ زمین پر نزول ملائکہ

کا وقت ہے) یا آدھی رات اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اول شب ہی کھڑے ہو کر چار رکعت نماز کی نیت کرو---- پہلی رکعت میں فاتحہ (الحمد) شریف اور سورہ یٰسن(سورۃ:۳۶)' دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ حٰم الدخان (سورۃ:۴۴)' تیسری میں فاتحہ کے بعد سورہ الم تنزیل(سورۃ السجدہ:۳۲) اور چوتھی میں فاتحہ کے بعد سورہ تبارك الذی(سورۃ:۶۷) کی تلاوت کرو' پھر تشہد سے فراغت کے بعد حضور قلب کے ساتھ اللہ کی حمد و ثنا بجا لاؤ' مجھ پر اور جملہ انبیاء کرام پر اچھی طرح درود پڑھو' پھر اپنے لئے اور تمام ایمانداروں کے لئے استغفار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھو:

دعا حفظ قرآن

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِی بِتَرْكِ الْمَعَاصِی اَبَداً مَّا اَبْقَيْتَنِی وَ ارْحَمْنِی اَنْ اَتَكَلَّفَ مَا لا يَعْنِيْنِی وَ ارْزُقْنِی حُسْنَ النَّظْرِ فِیْ مَا يُرْضِيْكَ عَنِّی اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضِ ذَا الْجَلالِ وَ الْاِكْرَامِ وَ الْعِزَّةِ الَّتِیْ لا تُرَامُ اَسْاَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلالِكَ وَ نُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَ ارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِیْ يُرْضِيْكَ عَنِّی اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضِ ذَا الْجَلالِ وَ الْاِكْرَامِ وَ الْعِزَّةِ الَّتِیْ لا تُرَامُ اَسْاَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلالِكَ وَ نُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِیْ وَ اَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَ اَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَ اَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَ اَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لا يُعِيْنُنِیْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ وَ لا يُؤْتِيْهِ اِلَّا اَنْتَ وَ لا حَوْلَ وَ لا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ----[۲۱۲]

"اے اللہ! مجھ پر رحم فرما' جب تک میری زندگی ہے' مجھے ہمیشہ

گناہوں سے بچا' اے اللہ! مجھ پر رحم فرما' جس سے میں ایسی چیز کی طلب میں مشقت اٹھانے سے بچوں' جو میرے لئے مفید نہ ہو اور ایسی چیز کی رغبت پیدا فرما جو تیری رضا کا ذریعہ بنے----- اے اللہ! اے زمینوں اور آسمانوں کے پیدا فرمانے والے' بہت بڑائی والے اور ایسی عزت و اکرام کے مالک جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا' میں تجھ سے تیرے جلال اور نور ذات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی کتاب میرے دل میں محفوظ فرما' جیسا کہ تو نے مجھے علم دیا اور مجھے اس انداز میں اس کی تلاوت کی توفیق بخش کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے-----

اے اللہ! اے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرنے والے' اے بہت بڑی بڑائی اور عزت والے' ایسی عزت جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا' تجھ سے تیرے جلال اور نور ذات کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ اپنی کتاب سے میری آنکھوں کو منور کر دے اور قرآن کو میری زبان پر جاری فرمادے' اس کے ذریعہ سے میرے قلبی انقباض کو دور کر دے' میرا سینہ کھول دے اور گناہوں کی آلائش سے میرے بدن کو پاک فرما دے' کیوں کہ راہ حق میں تیرے سوا میرا کوئی مددگار نہیں' تیرے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں اور تیرے ساتھ ہی میری قوت و ہمت ہے"-----

(پھر حضور ﷺ نے فرمایا) اے ابو الحسن! یہ عمل تین' پانچ یا سات جمعہ تک کرو' باذن الٰہی قبولیت ہو گی----- اس اللہ کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا' کسی مومن کو (اس وظیفہ میں) ناکامی نہیں ہو گی-----

حفظ قرآن و حدیث-----وظیفہ کی تاثیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، قسم بخدا زیادہ عرصہ نہ گزرا، پانچ یا سات جمعوں کے بعد حضرت علی، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے:

"یارسول اللہ! پہلے میرا حال یہ تھا کہ چار آیتیں بھی یاد نہیں رہتی تھیں، مگر اب یہ عالم ہے کہ چالیس آیات یاد کرتا ہوں اور جب دہراتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے، گویا قرآن نگاہوں کے سامنے ہے----- پہلے جب میں حدیث سنتا تو بھول جاتی، مگر اب بہت سی احادیث بھی سن لوں تو حرف بحرف بیان کر دیتا ہوں"-----

حضور ﷺ نے فرمایا:

رب کعبہ کی قسم! ابو الحسن کو تاثیر وظیفہ کا کامل یقین ہو گیا ہے-----[۲۱۳]

قوت حافظہ میں اضافہ کا سبب

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بے مثل حافظہ میں مزید اضافہ ہو گیا، چنانچہ آپ سے ان کی زیادتی علم اور قوت حافظہ کے تیز ہونے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا:

میں جب رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کو غسل دے رہا تھا تو تھوڑا پانی آپ کی چشمان اقدس پر رہ گیا، میں نے زمین پر گرانے سے دریغ کیا اور اسے چوس لیا، یہی میرے علم اور قوت حافظہ کے تیز ہونے کا سبب ہے-----[۲۱۴]

فقاہت

فقہ دراصل کتاب و سنت کی تعلیمات کا عطر اور خلاصہ ہے' نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے قرآن و سنت سے استنباط و اجتہاد کا نام فقہ ہے-----
حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم چونکہ کتاب و سنت کے زبردست عالم تھے اور صحبت و تربیت نبوی سے انہیں وافر حصہ ملا تھا' اس لئے فقاہت میں بھی وہ اپنی مثال آپ تھے----- صحابہ کرام آپ کی اجتہادی بصیرت کے معترف تھے-----
آپ رسول اللہ ﷺ کے بعد کم و بیش تیس برس تک فقہی مسائل میں لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے اور اگر ذرا تامل سے کام لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ عالم اسلام میں رائج معروف فقہی مذاہب اربعہ (حنفی' مالکی' شافعی اور حنبلی) میں آج بھی آپ کا فیضان جاری ہے-----

فقہ حنفی

فقہ حنفی کے امام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵۰ھ) ہیں، آپ دیگر اساتذہ کے علاوہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے
سیدنا امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ[۲۱۵] اور ان کے صاحبزادے سیدنا
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مستفیض ہوئے-----[۲۱۶]

یہی وجہ ہے کہ حضرت امام اعظم اس فیضان مرتضوی کا برملا اظہار کیا
کرتے----- ایک مرتبہ آپ خلیفہ ابو جعفر منصور کے ہاں گئے تو منصور نے
درباریوں سے کہا:

هٰذَا عَالِمُ الدُّنْيَا اَلْيَوْمَ-----

"یہ دنیا کے سب سے بڑے عالم ہیں"-----

کسی نے پوچھا، انہوں نے علم کہاں سے حاصل کیا ہے؟----- امام اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

عَنْ اَصْحَابِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ وَ عَنْ اَصْحَابِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ وَ عَنْ
اَصْحَابِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ-----

"حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہم سے، ان کے تلامذہ کی وساطت سے علم حاصل کیا ہے"-----

دوسری روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ذکر بھی ہے-----[۲۱۷]

خود حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا امام اعظم پر خاص روحانی فیض تھا،
آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے مقام و مرتبہ کے بارے میں بشارت دی
تھی، جس کا تفصیلی ذکر آگے کوفہ کے حالات میں بیان ہو گا-----

اسی لئے تو حضرت امام اعظم تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے:

اَنَا بَرَكَةُ دَعْوَةٍ صَدَرَتْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ-----[۲۱۸]

"میں جو کچھ بھی ہوں یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دعا کی

برکت ہے"-----

فقہ مالکی

مالکی فقہ کے مقتدا، امام دار الہجرہ حضرت سیدنا امام مالک بن انس الاصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۱۷۹ھ) کے اساتذہ میں خانوادۂ مرتضوی کے چشم و چراغ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی آتا ہے[۲۱۹] جنہیں اپنے آباء کی وساطت سے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی علمی وراثت کا وافر حصہ ملا تھا-----

فقہ شافعی

فقہ شافعی کے امام حضرت ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م ۲۰۴ھ) بھی علوم مرتضوی کے قاسم ہیں----- آپ کے وہ اساتذہ جنہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فیض پہنچا، ان میں حضرت امام مالک[۲۲۰] اور حضرت امام اعظم کے تلمیذ رشید حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۸۹ھ) کا نام آتا ہے----- امام شافعی فرماتے ہیں:

اَمَنُّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی الْفِقْہِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ-----[۲۲۱]

"امام محمد بن حسن کا فقہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے"-----

فقہ حنبلی

حنبلی فقہ کے سربراہ حضرت امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ

عنہ (م ۲۴۱ھ) حضرت امام شافعی کے تلامذہ میں سے ہیں-----[۲۲۲]

اس طرح ائمہ اربعہ امام اعظم' امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ چاروں حضرات علوم مرتضوی کے بحر بے کنار سے سیراب ہوئے اور دنیا بھر میں ان کے مقلدین بھی باب مدینۃ العلم کے فیضان سے بہرہ یاب ہو رہے ہیں-----

علم الفرائض

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جن علوم میں خصوصی مہارت تھی، ان میں علم الفرائض بھی شامل ہے----- ابو الاحوص، حضرت عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں:

اَفْرَضُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ اَقْضَاهُمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ----- [۲۲۳]

"حضرت علی، اہل مدینہ میں علم فرائض اور قضا کے سب سے بڑے عالم تھے"-----

امام شعبی کا بیان ہے:

لَيْسَ مِنْهُمْ اَحَدٌ اَقْوٰى قَوْلاً فِى الْفَرَائِضِ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ----- [۲۲۴]

"علم فرائض سے متعلق اہل مدینہ میں کسی کا قول حضرت علی سے زیادہ معتبر نہیں"-----

امیر معاویہ کا استفتاء

ایک بار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں خنثیٰ کی میراث کا مسئلہ پیش ہوا----- انہوں نے حضرت علی کی طرف لکھ بھیجا----- آپ نے جواب دیا کہ اس کی پیشاب گاہ کی رو سے اسے میراث ملے گی----- یعنی اگر مرد کی طرح پیشاب کرتا ہے تو مرد کی میراث پائے گا اور اگر عورت کی مانند پیشاب کرتا ہے تو عورت کا ترکہ پائے گا----- حضرت مولا علی نے حاضرین سے فرمایا:

الحمد للہ! ہمارا مخالف بھی دینی معاملات میں ہم سے استفسار کرتا ہے----- [۲۲۵]

مسئلہ منبریہ

علم فرائض کا ایک مسئلہ ہے کہ متوفی کے ورثاء میں ایک بیوی' دو بیٹیاں اور ماں باپ ہوں تو وراثت کے قاعدہ عول کے مطابق ۲۴ کی بجائے ۲۷ سے تقسیم درست ہو گی----- اس صورت میں بیوی کو آٹھویں کی بجائے نواں حصہ ملے گا----- ایسا ہی ایک مسئلہ حضرت مولا علی سے دریافت کیا گیا' ہوا یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کوفہ کی جامع مسجد میں منبر پر جلوہ گر تھے' آپ نے خطبہ شروع کیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یَحْکُمُ بِالْحَقِّ قَطْعاً وَ یَجْزِیْ کُلَّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰی وَ اِلَیْهِ الْمَآبُ وَ الرُّجْعٰی-----

"اللہ تعالیٰ کے لئے سب تعریفیں' جو قطعی طور پر حق فیصلہ فرماتا ہے اور ہر ایک کو اس کی کوشش و سعی کے مطابق جزا دیتا ہے اور اسی کی

طرف لوٹ کر جاتا ہے"-----

ابھی یہ کلمات ادا کر پائے تھے کہ ایک سائل نے مسئلہ دریافت کیا کہ میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے' اس کے ورثاء میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور والدین ہیں-----بیوہ (میری بیٹی) کو کتنا حصہ ملے گا؟-----

آپ نے فی البدیہہ جواب دیا:

صَارَ ثُمُنُہُ تُسْعًا-----

"تیری بیٹی کو آٹھویں کی بجائے نواں حصہ ملے گا"-----

آپ نے یہ پیچیدہ مسئلہ فی الفور حل بھی کیا اور خطبہ میں رعایت سجع کو بھی برقرار رکھا----- اس سے فرائض میں دسترس کے علاوہ فصاحت و بلاغت اور حاضر جوابی میں بھی آپ کی مہارت کا پتا چلتا ہے' چونکہ آپ نے یہ مسئلہ منبر پر کھڑے فی البدیہہ ارشاد فرمایا----- اسی بنا پر فقہاء کرام میں یہ مسئلہ منبریہ کے نام سے مشہور ہے-----[۲۲۶]

قوت فیصلہ اور علم قضا میں مہارت

علم و ذکاوت کا ایک تابناک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صحیح فیصلہ کرنے کا بڑا ملکہ عطا فرمایا تھا----- رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے بارے میں فرمایا:

اَقْضَاھُمْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ----- [۲۲۷]

"تمام صحابہ میں سے صحیح فیصلہ کرنے کی سب سے زیادہ صلاحیت "علی" میں ہے"-----

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

اَقْضٰی اُمَّتِیْ عَلِیٌّ----- [۲۲۸]

"میری امت میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت "علی" میں ہے"-----

یہ قابلیت بھی دراصل حضور ﷺ کی خصوصی توجہ سے آپ کو نصیب ہوئی----- چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن جانے کا حکم دیا' تاکہ وہاں عدل و انصاف کا منصب سنبھالوں اور احکام شریعت کے مطابق فیصلے صادر کروں----- میں نے قضاء و عدل پر مہارت نہ رکھنے کا عذر پیش کیا تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دست انور رکھا اور دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَ ثَبِّتْ لِسَانَهٗ-----

"بار الہا! علی کی زبان کو صحت و درستی اور اس کے دل کو ثبات و استقلال بخش"-----

آپ فرماتے ہیں:

خدا اس کے بعد عمر بھر فیصلہ کرتے ہوئے مجھے کبھی شبہ تک نہیں گزرا-----[۲۲۹]

صحابہ کرام فیصلہ و قضا پر آپ کی مہارت کے کھلے دل سے معترف تھے-----

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عَلِيٌّ اَقْضَانَا-----[۲۳۰]

"ہم میں مقدمات کے فیصلوں میں سب سے موزوں "علی" ہیں-----

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَقْضٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيٌّ-----[۲۳۱]

"ہم صحابہ اکثر کہا کرتے کہ مدینہ والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے کی صلاحیت "علی المرتضیٰ" میں ہے"-----

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار زنا کے باعث حاملہ دیوانی عورت کو ثبوت جرم کے بعد رجم کی سزا دینا چاہی----- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو منع کر دیا اور حضور ﷺ کا فرمان یاد دلایا کہ حاملہ عورت کو چہ پیدا

ہونے کے بعد سنگسار کیا جائے-----

اور دوسری بات یہ کہ دیوانگی کی وجہ سے حد نہیں لگے گی----- حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درست مشورہ کو تسلیم کیا اور ازراہ تشکر فرمایا:

لَوْ لا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ-----[۲۳۲]

"اگر علی نہ ہوتے تو عمر تباہ ہو جاتا"-----

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے الجھے ہوئے مسائل (کے پیش آنے) سے اللہ کی پناہ مانگتے، جن کے حل کے لئے علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوں-----[۲۳۳]

قضاء و فیصلہ میں آپ کو مہارت تامہ حاصل تھی، آپ کے حکیمانہ فیصلوں میں سے صرف دو واقعات پیش کئے جاتے ہیں-----

دو فریبی شخصوں کی امانت کا فیصلہ

دو شخصوں نے ایک خاتون کے پاس سو "۱۰۰" دینار امانت رکھے اور کہا کہ ہم دونوں اکٹھے لینے آئیں تو امانت واپس دینا، کسی ایک شخص کو ہرگز نہ دینا-----

ایک سال گزرنے کے بعد ان میں سے ایک شخص آیا اور اس عورت سے کہا کہ میرا ساتھی فوت ہو گیا ہے، وہ سو دینار مجھے واپس کر دے----- اس نے انکار کیا اور کہا:

تم دونوں نے شرط کی تھی کہ کسی ایک کو نہ دینا، جب تک دوسرا ساتھی نہ ہو، لہذا تنہا تجھے نہ دوں گی----- اس شخص نے عورت کے متعلقین اور پڑوسیوں کو مجبور کیا کہ وہ عورت پر زور دے کر امانت واپس لے دیں، بالآخر سب کے اصرار پر

عورت نے رقم لوٹا دی۔۔۔۔۔
سال گزرنے کے بعد دوسرا شخص آ گیا اور اس نے رقم کا مطالبہ کیا۔۔۔۔۔ اس خاتون نے کہا' تیرے ساتھی نے بیان کیا تھا کہ تو مر چکا ہے' وہ سب دینار مجھ سے لے گیا۔۔۔۔ مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا' آپ نے انہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس فیصلہ کے لئے بھیج دیا۔۔۔۔ آپ نے بھانپ لیا کہ عورت سے فریب کیا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا:

تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم میں سے کسی ایک کو دینار مت دینا' جب تک کہ دوسرا ساتھی موجود نہ ہو؟۔۔۔۔ اس نے کہا بے شک ایسا ہی کہا تھا' فرمایا:

اب تم اکیلے مطالبہ کر رہے ہو' تمہارا مال ہمارے ذمہ رہا' جاؤ' پہلے اپنی شرط پوری کرو اور دوسرے ساتھی کو لے کر اکٹھے میرے پاس آؤ۔۔۔۔۔ شرط پوری کرنے پر تمہیں سو دینار مل جائیں گے۔۔۔۔۔[۲۲۴]

آٹھ روٹیاں

دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے' ایک کے پاس تین اور دوسرے کے پاس پانچ روٹیاں تھیں' کھانا شروع کرنے لگے تو ایک راہ گیر بھی آ کر شریک طعام ہو گیا اور کھانے سے فراغت کے بعد وہ شخص انہیں آٹھ درھم دے کر چلا گیا' جس شخص کی پانچ روٹیاں تھیں' اس نے پانچ درھم لے کر بقیہ تین درھم دوسرے شخص کو اس کی تین روٹیوں کے دینا چاہے' وہ اس پر راضی نہ ہوا اور نصف کا مطالبہ کیا۔۔۔۔۔ معاملہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عدالت میں پیش ہوا' آپ نے تین روٹیوں والے شخص کو فرمایا:

تیرا ساتھی اگر تجھے تین درھم دے رہا ہے' تو اسے قبول کر لے' اس میں تمہارا نفع ہے----- اگر فیصلہ کروائے گا تو تمہارے حصہ میں صرف ایک درھم آئے گا----- وہ شخص حیران رہ گیا اور عرض کی:

مجھے حساب سمجھا دیں----- آپ نے فرمایا:

تین روٹیاں تمہاری اور پانچ تمہارے ساتھی کی' کل آٹھ روٹیاں تھیں اور کھانے والے تین تھے' ہر روٹی کے تین حصے کریں تو تمہاری تین روٹیوں کے نو حصے بنے جب کہ دوسرے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے ہوئے' تم دونوں کی روٹیوں کے ٹکڑے چوبیس بنتے ہیں----- تینوں نے برابر کھایا تو ہر ایک کے حصہ میں آٹھ آٹھ ٹکڑے آئے' تم نے اپنے نو ٹکڑوں سے آٹھ خود کھائے اور ایک تیسرے شخص (مسافر) کو دیا اور تمہارے ساتھی نے اپنے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ خود کھائے اور سات تیسرے شخص کو دیے' اس لئے آٹھ درھم میں سے ایک تمہارا حق ہے جب کہ تمہارا ساتھی سات درہموں کا مستحق ہے----- چنانچہ وہ شخص اس حیرت انگیز فیصلہ پر راضی ہو گیا----- [۲۳۵]

عدلیہ کی بالا دستی

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں خود ماہر قانون تھے اور صحیح فیصلہ کی بہترین صلاحیت کے حامل تھے' وہاں آپ عدلیہ کی بالا دستی کے بھی قائل تھے----- چنانچہ قاضیٔ اسلام نے اگر آپ کے خلاف بھی فیصلہ کیا' تو اسے کھلے دل و دماغ سے تسلیم کیا----- اس سلسلہ میں بطور دلیل یہ واقعہ پیش کیا جا سکتا ہے:

جنگ صفین کے موقع پر آپ کی زرہ چوری ہو گئی' کچھ عرصہ بعد آپ نے وہ

زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی' آپ نے اس سے مانگی' یہودی نے دینے سے انکار کیا' آپ نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا-----

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور یہودی' قاضی شریح کی عدالت میں مدعی اور مدعا علیہ کی حیثیت سے پیش ہوئے' قاضی نے گواہ طلب کئے تو آپ نے اپنے صاحبزادے امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلام قنبر کو بطور گواہ پیش کیا-----

قاضی شریح نے یہ گواہی قبول نہ کی کیوں کہ وہ بیٹے اور غلام کی گواہی کو معتبر نہیں سمجھتے تھے جب کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نزدیک ان کی گواہی درست تھی' آپ نے قاضی شریح سے مخاطب ہو کر فرمایا:

کیا آپ جنتی کی گواہی بھی قبول نہیں کریں گے؟----- جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ-----

"حسن اور حسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں"-----

مگر قاضی شریح نے اپنے اجتہاد سے کام لیا اور گواہی کو رد کر کے فیصلہ یہودی کے حق میں صادر کر دیا' جسے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوجود قوت و حکومت کے نہایت خندہ پیشانی سے تسلیم کیا----- یہودی نے آپ کا یہ رویہ دیکھ کر اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے عرض کی' واقعی یہ زرہ آپ کی ہے----- پھر کلمہ شہادت "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ" پڑھتا ہوا حلقہ بہ گوش اسلام ہو گیا-----[۲۳۶]

حاضر جوابی

علم، اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، اس کے ساتھ اگر استحضار کا ملکہ بھی ہو تو نورٌ علیٰ نور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے ----- بلکہ علم وہی نافع ہے جو بوقت ضرورت کام آئے ----- حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جہاں علم و عرفان کے شہریار تھے، وہیں سرعت فہمی، دقیقہ سنجی، طباعی، ذہانت اور حاضر جوابی میں بھی اپنی مثال آپ تھے ----- ذیل میں ایسے چند واقعات درج کیے جاتے ہیں، جن سے آپ کے ان اوصاف جمیلہ کا پتہ چلتا ہے -----

نااہل مشیر

ایک بار حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے دریافت کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت نہایت اعلیٰ اور مثالی گزرا ہے، جب کہ آپ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں وہ بات نظر نہیں آتی، آخر اس کا سبب کیا

ہے؟----- آپ نے فی البدیہ فرمایا:

اَنَا وَ عُثْمَانُ مِنْ اَعْوَانِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ کُنْتَ اَنْتَ وَ اَمْثَالُكَ مِنْ اَعْوَانِ عُثْمَانَ وَ اَعْوَانِیْ-----[۲۳۷]

"حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مشیر' میں اور عثمان تھے' جب کہ ہمارے مشیر تم جیسے (نااہل) لوگ ہیں"-----

مشکل کشا علی علی

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک ایسے شخص کو پیش کیا گیا' جس سے لوگوں نے حال پوچھا' تو اس نے جواباً کہا:

میں فتنہ سے محبت کرتا ہوں' حق کو ناپسند جانتا ہوں' یہود و نصاریٰ کو سچا سمجھتا ہوں' جسے نہیں دیکھا' اس پر ایمان لاتا ہوں اور جو چیز ابھی پیدا نہیں ہوئی' اس کا اقرار کرتا ہوں----- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوا بھیجا' آپ تشریف لائے' تو تمام ماجرا بیان کیا' آپ نے فرمایا:

یہ شخص سچ کہتا ہے' اسے فتنہ سے محبت ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ-----[۲۳۸]

"تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہی ہیں"-----

حق کو ناپسند جاننے سے مراد موت ہے' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ جَاءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ-----[۲۳۹]

"اور آ پہنچی موت کی سختی' حق کے ساتھ"-----

یہود و نصاریٰ کو سچا سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی

تصدیق کرتا ہے:

وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصَارٰی عَلٰی شَیْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصَارٰی

لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ-----[۲۴۰]

"اور یہود نے کہا' نصاریٰ کسی شے پر نہیں اور نصاریٰ بولے کہ یہود

کسی شے پر نہیں"-----

جس کو نہیں دیکھا' اس پر ایمان کا مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا

ہے----- جو چیز ابھی پیدا نہیں ہوئی' اس کے اقرار کا معنی یہ ہے کہ اسے قیامت

پر یقین ہے-----

حضرت عمر نے یہ جواب سن کر فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ مُّعْضَلَةٍ لا عَلِیَّ لَهَا-----[۲۴۱]

"ایسی مشکل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ' جس کے حل کے لئے "علی"

موجود نہ ہوں"-----

گویا نگاہ فاروقی میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم مشکل کشا تھے-----

میں ویسا نہیں

ایک شخص نے آپ کی تعریف میں بہت زیادہ مبالغہ سے کام لیا' حالانکہ آپ

جانتے تھے کہ یہ دلی عداوت رکھتا ہے' اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

اِنِّی لَسْتُ کَمَا تَقُوْلُ وَ اَنَا فَوْقَ مَا فِیْ نَفْسِكَ-----[۲۴۲]

"میں ویسا نہیں ہوں' جیسا تو نے بیان کیا ہے اور اس سے کہیں زیادہ

ہوں' جیسا تم مجھے دل سے سمجھتے ہو"-----

جیسا سوال ویسا جواب

کسی شخص نے ایک آدمی کو یہ کہہ کر آپ کی عدالت میں پیش کیا کہ اس نے خواب میں میری ماں کے ساتھ صحبت کی ہے' فرمایا:

جاؤ' ملزم کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو سو کوڑے لگا دو-----[۲۴۳]

تمام علوم' قرآن میں

ایک یہودی کی داڑھی بہت مختصر تھی' ٹھوڑی پر چند ایک گنتی کے بال تھے' جب کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک بڑی گھنی اور بھاری تھی-----ایک دن وہ یہودی کہنے لگا:

اے علی! تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن میں جمیع علوم ہیں اور تم باب مدینۃ العلم ہو' بتاؤ کیا قرآن میں تمہاری گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا بھی ذکر ہے؟-----حضرت مولا علی نے فرمایا' ہاں' سنو' قرآن میں آتا ہے:

وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا-----[۲۴۴]

"اور جو زمین عمدہ و زرخیز ہے' اس کی (گھنی) پیداوار اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکلتی ہے اور جو زمین خراب ہے' اس سے پیداوار نہیں نکلتی مگر قلیل اور گھٹیا"-----

اے یہودی! وہ اچھی زمین میری ٹھوڑی ہے اور خراب اور بنجر زمین تمہاری ٹھوڑی-----[۲۴۵]

خوش طبعی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے' وہ عابد و زاہد تھے' علم و دانش کے موتی لٹاتے' فقہی و قانونی موشگافیوں کو حل کرتے----بایں ہمہ آپ خشک اور سڑیل مزاج کے نہ تھے بلکہ خندہ پیشانی اور خوش طبعی سے پیش آتے اور کبھی کبھی اس انداز سے کلام فرماتے کہ مزاح کا رنگ پیدا ہو جاتا---- مگر مزاح میں بھی جھوٹ یا غلط بیانی کا شائبہ تک نہ ہوتا بلکہ سراسر حقیقت کا اظہار پایا جاتا---- اس حوالے سے یہاں چند ایسے واقعات درج کیے جارہے ہیں' جو اہل علم کے ہاں معروف اور علمی مجلسوں میں بلا تکلف بیان کیے جاتے ہیں---- ان واقعات سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی علمیت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور مزاح کا پہلو بھی نکلتا ہے----

کھجوریں

ایک بار رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کھجوریں کھا رہے تھے اور گٹھلیاں حضرت مولا علی کے سامنے رکھتے جاتے تھے---- کھا چکنے کے بعد انہوں نے حضرت علی سے کہا:

آپ نے اتنی کھجوریں کھا لی ہیں کہ آپ کے سامنے گٹھلیوں کا انبار لگ گیا ہے---- حضرت مولا علی نے فرمایا:

جی ہاں، مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ گٹھلیوں سمیت کھجوریں کھا گئے ہیں---- [۲۴۶]

ن کے بغیر لنا

ایک دن حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تینوں کہیں جا رہے تھے---- حضرت علی درمیان میں تھے، ان کا قد دونوں سے چھوٹا تھا، اس پر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے چھاؤں دیکھ کر کہا:

یا علی! تم ہم میں ویسے ہی ہو، جیسے لفظ "لنا" میں نون ہوتا ہے---- حضرت علی نے فرمایا:

ہاں، لیکن اگر لنا سے نون نکال دیا جائے تو صرف "لا" (نہیں) رہ جاتا ہے---- [۲۴۷]

شعر و سخن

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم دیگر علوم کی طرح شعر و سخن میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے----- شعبی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر' حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم شعر کہہ لیتے تھے لیکن :

كَانَ عَلِيٌّ اَشْعَرَ مِنَ الثَّلاثَةِ-----[۲۴۸]

"حضرت علی تینوں خلفاء سے بڑے شاعر ہیں"-----

تبرکاً چند اشعار درج کیے جاتے ہیں :

إِذَا كُنْتَ فِيْ نِعْمَةٍ فَارْعُهَا
فَإِنَّ الْمَعَاصِيَ تُزِيْلُ النِّعَمِ
وَ دَاوِمْ عَلَيْهَا بِشُكْرِ الإِلٰه
فَإِنَّ الإِلٰهَ سَرِيْعُ النِّقَمْ

[۲۴۹]

"اگر تم ناز و نعمت کی زندگی بسر کر رہے ہو تو اس کی قدر کرو (اور

گناہوں سے احتراز کرو) کیوں کہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے
ہیں----اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے نعمتوں کو دائمی بنالو ورنہ اللہ تعالیٰ
بہت جلد انتقام لینے والا ہے"-----

فَقُمْ بِعِلْمٍ وَ لَا تَبْغِیْ بِہٖ بَدَلاً
فَالنَّاسُ مَوْتٰی وَ اَہْلُ الْعِلْمِ اَحْیَاءُ

[۲۵۰]

"لوگوں کو تعلیم دو اور اس کا بدلہ مت چاہو----سب لوگ مردہ
ہیں مگر علماء زندہ ہیں"-----

اَلَا یَا سَاکِنَ الْقَصْرِ الْمُعَلّٰی
سَتُدْفَنُ عَنْ قَرِیْبٍ فِی التُّرَابِ

[۲۵۱]

لَہٗ مَلَکٌ یُنَادِیْ کُلَّ یَوْمٍ
لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَ ابْنُوْا لِلْخَرَابِ

[۲۵۲]

"اے اونچے محلوں میں آرام کرنے والے! عنقریب تمہیں مٹی میں
دفن کر دیا جائے گا----روزانہ فرشتہ ندا کرتا ہے کہ موت کے لئے
جنم دو (جیو) اور ویرانی کے لئے عمارات بناؤ"-----

وَ کُنْ مَّعْدِنًا لِّلْحِلْمِ وَ اصْفَحْ عَنِ الْاَذٰی
فَاِنَّکَ لَاقٍ مَّا عَمِلْتَ وَ سَامِعٌ
وَ اَحْبِبْ اِذَا اَحْبَبْتَ حُبًّا مُّقَارِبًا
فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَتٰی الْحُبُّ رَاجِعٌ

وَ اَبغِضْ اِذَا اَبْغَضْتَ بُغْضًا مُقَارِبًا
فَاِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَتٰی الْبُغْضُ رَافِعُ

[۲۵۳]

”تحمل اور بردباری کی کان ہو جاؤ اور ایذاء رسانی سے درگزر کرو' اس لئے کہ تمہیں ایسے معاملات سے واسطہ پڑ سکتا ہے----- کسی سے محبت کرو تو مناسب حد تک' کیوں کہ کیا پتا کب سلسلۂ محبت ختم ہو جائے----- اسی طرح کسی سے بغض و عداوت ہو تو اس میں بھی حد اعتدال کو قائم رکھو' ممکن ہے کسی بھی وقت عداوت محبت میں بدل جائے (تو کسی قسم کی ندامت کا احساس نہ ہو)“-----

اَحْمَدُ رَبِّیْ عَلٰی خِصَالٍ
خَصَّ بِهَا سَادَةَ الرِّجَالِ
لُزُوْمِ صَبْرٍ وَ خَلْعِ كِبْرٍ
وَ صَوْنِ عِرْضٍ وَ بَذْلِ مَالِ

[۲۵۴]

”اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سراپا سپاس گزار ہوں کہ اس نے مجھے ان خصائل سے نوازا ہے' جو بزرگوں کے لئے مخصوص ہیں----- یعنی صبر کا دامن تھامے رکھنا' تکبر سے براءت' عزت کی حفاظت اور (راہ حق میں) مال خرچ کرنا“-----

اِذَا اشْتَمَلَتْ عَلَى الْيَاْسِ الْقُلُوْبُ
وَ ضَاقَ لِمَا بِهٖ الصَّدْرُ الرَّحِيْبُ
وَ اَوْطَنَتِ الْمَكَارِهُ وَ اطْمَاَنَّتْ

وَ اَرْسَتْ فِیْ اَمَاکِنِھَا الْخُطُوْبُ
وَ لَمْ تُرَ لِانْکِشَافِ الضُّرِّ وَجْهٌ
وَ لَا اَغْنٰی بِحِیْلَتِهٖ الْاَرِیْبُ
اَتَاكَ عَلٰی قُنُوْطٍ مِنْكَ غَوْثٌ
یَمُنُّ بِهٖ الْقَرِیْبُ الْمُسْتَجِیْبُ
وَ كُلُّ الْحَادِثَاتِ اِذَا تَنَاھَتْ
فَمَوْصُوْلٌ بِھَا الْفَرَجُ الْقَرِیْبُ

[۲۵۵]

"جب دلوں پر ناامیدی کے بادل چھا جائیں' سینے باوجود وسعت کے تنگ ہو جائیں اور مصائب و آلام متمکن ہو کر قرار پکڑ لیں اور پریشانیاں ڈیرے ڈال لیں' سختیاں گھر کر جائیں' خلاصی کی صورت دکھائی نہ دے اور دانا شخص کے لئے کوئی حیلہ کارگر نہ رہے' تو اس ناامیدی میں دعاؤں کو قبول کرنے والا (رگ جاں سے بھی) قریب' رب کریم اپنی کرم نوازی فرمائے گا اور تیرے پاس مددگار پہنچ جائے گا----- جب حوادث زمانہ اپنی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں تو جلد ہی مصائب سے رہائی اور کشائش کی صورت پیدا ہو جاتی ہے"-----

علم نحو کی تدوین

عربی عبارت کی صحت و درستی کے لئے علم نحو پر دسترس ضروری ہے' اس عظیم الشان فن کی تدوین کا سہرا بھی باب مدینۃ العلم کے فرق ناز پر سجتا ہے-----

ابوالاسود دولی کہتے ہیں' ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ سر جھکائے متفکر بیٹھے تھے' میں نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:

میں نے لوگوں کو اعراب میں غلطی کرتے سنا ہے اس لئے سوچ رہا ہوں کہ عربی گرائمر کی کتاب مرتب کر دوں-----

میں نے عرض کی' اگر ایسا ہو جائے تو عربی کو حیات مل جائے گی----- تین روز کے بعد میں دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا----- آپ نے مجھے ایک کاغذ عنایت فرمایا' جس میں تسمیہ کے بعد کلمہ کے اقسام' اسم' فعل اور حرف وغیرہ نحو کے ابتدائی مسائل درج تھے----- آپ نے فرمایا:

مزید غور و خوض کر کے اس میں مسائل کا اضافہ کرو' اس سلسلے میں آپ نے چند ہدایات دیں-----

چنانچہ کچھ دنوں بعد حسب ہدایت چند قواعد لکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کئے' جن میں حروف ناصبہ کا بیان بھی تھا' میں نے اِنَّ' اَنَّ' لَیْتَ' لَعَلَّ اور کَاَنَّ کا ذکر کیا تھا' آپ نے تصحیح فرما کر لٰکِنَّ کا اضافہ کر دیا-----[۲۵۶]

اسلامی تقویم

باب مدینۃ العلم کے علمی کارناموں میں ایک کام ہجری تقویم کی بنیاد مقرر کرنا ہے' لوگ واقعات کی تاریخ مختلف طریقوں سے محفوظ کرتے تھے' جن سے سن کے تعین میں غلطی واقع ہو جاتی' سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے سولھویں سال ایک تحریر ملاحظہ فرمائی' جس پر شعبان کی تاریخ درج تھی' آپ نے پوچھا کون سا شعبان؟----- اس سال کا یا گزشتہ کسی سال کا----- چنانچہ آپ نے صحابہ کرام سے اس سلسلے میں مشاورت کی----- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت نبوی کو بنیاد بنانے کا مشورہ دیا' کیوں کہ ہجرت کا واقعہ اشاعت اسلام اور ایک عظیم انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوا تھا' چنانچہ سب نے آپ کے اس صائب مشورے کو بے حد پسند کیا----- آج تک آپ کا تجویز کردہ سن ہجری رائج چلا آرہا ہے-----[۲۵۷]

علم لازوال دولت

باب مدینۃ العلم نے علم کی اہمیت و افادیت پر بھی بھرپور گفتگو فرمائی ہے' اس سلسلے میں آپ کے نظم اور نثر میں بلند پایہ خیالات پر مبنی شہ پارے ملتے ہیں' بطور نمونہ ایک ارشاد پیش خدمت ہے-----

اَلْعِلْمُ خَیْرٌ مِّنْ مَّالٍ............-----

"علم مال سے بہتر ہے"-----کیوں کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے جب کہ مال کی حفاظت تجھے کرنا پڑتی ہے-----علم' عمل سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے-----علم حاکم ہے اور تو محکوم-----[۲۵۸]

فقر و استغنا کے پیکر' باب مدینۃ العلم' سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اس بات پر بہت خوشی کا اظہار کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے ہمیں دولت علم سے نوازا' آپ فرماتے ہیں-----

رَضِیْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِیْنَا
لَنَا عِلْمٌ وَ لِلْجُهَّالِ مَالُ
فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ
وَ اِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ [۲۵۹]

"ہم تقسیم الٰہی پر راضی ہیں' اللہ نے ہمیں علم اور جاہلوں کو مال و دولت عطا کیا---- مال بہت جلد ختم ہو جاتا ہے' جب کہ علم باقی رہنے والی لازوال دولت ہے"-----

آداب علم

باب مدینۃ العلم حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں فروغ علم کے لئے خود کو وقف رکھا' وہاں طالبان علم کو' علم کے آداب سے بھی آگاہ فرمایا' اس سلسلہ میں آپ کے دو شعر نقل کیے جاتے ہیں------

اَلَا لَنْ تُنَالَ الْعِلْمُ اِلَّا بِسِتَّةٍ
سَاُنَبِّئُكَ عَنْ مَجْمُوْعِهَا بِبَیَانٍ
ذَکَاءٌ وَّ حِرْصٌ وَ اصْطِبَارٌ وَّ بُلْغَةٌ
وَ اِرْشَادُ اُسْتَاذٍ وَّ طُوْلُ زَمَانٍ
[۲۶۰]

"آگاہ ہو جاؤ! علم چھ چیزوں کے سوا ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا' میں انہیں بیان کیے دیتا ہوں:

ذکاوت' (زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کا) حرص' اس کے حصول کے لئے بہت زیادہ صبر' محنت و مشقت' استاد کے حکم کی تعمیل اور تحصیل علم کے لئے طویل عرصہ"-----

تصوف و طریقت

سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم علم شریعت ہی کے نہیں، علم تصوف و طریقت کے بھی تاج دار ہیں----- آپ منبع کمالات ولایت ہیں----- فقہی مذاہب کی طرح سلاسل طریقت میں بھی مرتضوی فیض جاری و ساری ہے-----سلسلۂ عالیہ قادریہ، سلسلۂ عالیہ چشتیہ اور سلسلۂ عالیہ سہروردیہ آپ تک پہنچتے ہیں-----

سلسلہ نقشبندیہ میں سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی آتا ہے، آپ کو اپنے آباء و اجداد کی وساطت سے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے روحانی فیوضات سے حصہ ملا، علاوہ ازیں سلسلہ نقشبندیہ جنیدیہ براہ راست آپ تک منتہی ہوتا ہے-----حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے روحانی فیض اور خرقۂ خلافت رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا تھا، جس کی کچھ تفصیل "خرقۂ خلافت" کے عنوان سے پہلے بیان ہو چکی ہے-----

تصوف و طریقت میں رسول اللہ ﷺ کے فیضان کے امین اور اقطابِ ارشاد اہل

بیت اطہار ہیں---- بیہقی وقت حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ العزیز حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

اَوَّلُهُمْ عَلِیٌّ عَلَيْهِ السَّلَام ثُمَّ اَبْنَائُهُ اِلَى الْحَسَنِ الْعَسْكَرِیِّ وَ آخِرُهُمْ غَوْثُ الثَّقَلَيْنِ مُحْیِ الدِّيْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيْلِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَا يَصِلُ اَحَدٌ مِنَ الاوَّلِيْنَ وَ الآخِرِيْنَ اِلَى دَرَجَةِ الْوِلَايَةِ اِلَّا بِتَوَسُّطِهِمْ----[۲۶۱]

"سب سے پہلے قطب ارشاد حضرت مولا علی اور آخری حضرت غوث الثقلین محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی ہیں---- حضرت علی کے بعد (امام حسن سے لے کر) امام حسن عسکری تک آپ کی اولاد اس منصب پر فائز رہی---- اولین و آخرین میں جس کسی کو بھی ولایت ملی، انہیں کے توسط سے ملی"-----

قاضی صاحب دوسری جگہ مزید صراحت کے ساتھ تحریر کرتے ہیں کہ امت محمدیہ کے علاوہ امم سابقہ کے اولیاء کرام کو بھی سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے ہی ولایت ملی:

وَ كَانَ قُطْبَ اِرْشَادِ كَمَالَاتِ الْوِلَايَةِ عَلِیٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا بَلَغَ اَحَدٌ مِّنَ الْاُمَمِ السَّابِقَةِ دَرَجَةَ الْاَوْلِيَاءِ اِلَّا بِتَوَسُّطِ رُوْحِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ثُمَّ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْصَبِ الْاَئِمَّةُ الْكِرَامُ اَبْنَائُهُ اِلَى الْحَسَنِ الْعَسْكَرِیِّ وَ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلِیِّ وَ مِنْ ثَمَّ قَالَ "وَ وَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ" وَ هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَنْصَبِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ مِنْ ثَمَّ قَالَ----(شعر)

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لا تَغْرُبُ [۲۶۲]

"کمالات ولایت کے قطب ارشاد حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں، پہلی امتوں میں جسے بھی ولایت ملی، حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح کے توسط سے نصیب ہوئی---- پھر یہ منصب آپ کے صاجزادگان سے امام حسن عسکری تک ائمہ اہل بیت اطہار کو ملا اور پھر (امام حسن عسکری کے بعد) یہ منصب شیخ عبد القادر جیلانی کو تفویض ہوا---- اس لئے آپ فرماتے ہیں:

میری روحانی حالت میرے قلب و قالب (جسم) کے پیدا ہونے سے پہلے ہی برگزیدہ و مصفی تھی----

اب قیامت تک یہ منصب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہی رہے گا---- اس کا اظہار آپ نے اپنے (درج بالا) شعر (افلت شموس الاولین.......... الخ) میں فرمایا، جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے"-----

ہوئے غروب آفتاب اقطاب اولیں کے، مگر ہمیشہ
بلندیوں کے افق پہ چمکے گا نیر ضوفشاں ہمارا
[۲۶۳]

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کہتے ہیں-----

سورج اگلوں کے چمکتے تھے، چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
[۲۶۴]

شب معراج کے اسرار و علوم کی خبر

ایک بار آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر اپنی علمیت اور فضل و کمال کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ سَلُوْنِیْ عَنْ عِلْمٍ لَّا یَعْلَمُہٗ جِبْرِیْلُ وَ لَا مِیْکَائِیْلُ----[۲۶۵]

"میری وفات سے پہلے پہلے ایسے علوم کے بارے میں مجھ سے سوال کر لو، جن کا علم نہ جبریل کو ہے اور نہ ہی میکائیل کو"-----

یہ علوم حضور ﷺ کا عطیہ اور ان علوم کا ایک حصہ ہیں جو شب معراج آپ کو بارگاہ خداوندی سے حاصل ہوئے-----

ان علوم و اسرار میں سے بطور نمونہ ایک واقعہ قارئین کرام کے ذوق طبع کے لئے پیش خدمت ہے:

نار نمرود--- خلیل و جبریل کا مکالمہ

حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں پھینکنے کا حکم دیا' میں بطور نور آپ کی پشت میں قرار پذیر تھا' آپ کو منجنیق میں رکھا جارہا تھا کہ جبریل امین حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے :

یَا خَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ هَلْ لَکَ مِنْ حَاجَةٍ؟-----

"اے اللہ کے خلیل! کوئی حاجت ہو تو فرمائیے (میری خدمات حاضر ہیں)"----- آپ نے فرمایا :

اَمَّا اِلَیْکَ فَلا-----

"تیرے متعلق کوئی کام نہیں (تمہاری کوئی ضرورت نہیں)"-----

چنانچہ جبریل امین اپنے ساتھ میکائیل کو لے کر حاضر ہوئے اور دوبارہ پیش کش کی' آپ نے وہی جواب دیا' تیسری مرتبہ پھر جبریل امین عرض گزار ہوئے :

هَلْ لَکَ حَاجَةٌ اِلٰی رَبِّکَ؟-----

"آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو تو فرمائیے"-----

آپ نے جواب دیا :

یَا اَخِیْ جِبْرِیْلُ مِنْ شَانِ الْخَلِیْلِ اَنْ لا یُعَارِضَ خَلِیْلَهٗ-----

"خلیل کے لائق نہیں کہ اپنے خلیل سے جرح کرے"-----

یعنی محبوب حقیقی (رب جلیل) اگر میرے جلنے پر راضی ہے تو اس کا خلیل جلنے کے لئے تیار ہے----- (مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ)

حضور ﷺ کی جانب سے وفا کا صلہ

حضور ﷺ (حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی پشت انور میں موجود یہ مکالمہ سماعت اور مشاہدہ فرما رہے تھے' آپ) کو جبریل کی وفاداری اور بار بار کی پیش کش

پسند آئی' آپ ﷺ فرماتے ہیں:

میں نے اسی وقت ارادہ کر لیا تھا کہ اللہ تعالٰی جب مجھے مبعوث فرمائے گا تو میں جبریل کو اس کا بدلہ دوں گا---- چنانچہ شب معراج سدرۃ المنتہٰی کے مقام پر جبریل رک گئے' میں نے کہا:

جبریل! کیا ایسے موقع پر دوست' دوست کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے؟-----

جبریل امین نے عرض کی:

اِنْ تَجَاوَزْتُہٗ اِحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ-----

"اگر میں آگے بڑھا تو تجلیات نور کی وجہ سے جل جاؤں گا"-----

جبریل امین کی درخواست

حضور ﷺ فرماتے ہیں' میں نے جبریل سے کہا:

ھَلْ لَکَ حَاجَۃٌ اِلٰی رَبِّکَ؟-----

"بارگاہ رب العزت میں کوئی حاجت ہو تو بتایئے" یہ وقت ملاقات پیش کر دی جائے گی----- جبریل نے عرض کی:

روز قیامت جب آپ کی امت کو پل صراط سے گزرنے کا حکم ہو' مجھے پر بچھانے کی اجازت مل جائے تاکہ آپ کی امت میرے پروں سے گزرے (اور اسے کوئی گزند نہ پہنچے)

حضور ﷺ جب بارگاہ قدس میں پہنچے' مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی کی شان سے اللہ رب العزت کا دیدار کیا' جلووں میں گم تھے کہ رب قدوس نے خود کرم فرمایا اور جبریل کی درخواست کے بارے میں پوچھا' آپ نے عرض کی:

اِنَّکَ اَعْلَمُ-----

"باری تعالیٰ تو خوب جانتا ہے"----

جبریل پر پچھائیں گے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَا مُحَمَّدُ قَدْ اَجَبْتُہٗ فِیْ مَا سَاَلَ وَ لٰکِنْ فِیْ مَنْ اَحَبَّكَ وَ اَصْحَابَكَ-----[۲۶۶]

"اے محمد! جبریل کی درخواست منظور ہے' لیکن صرف ان لوگوں کے لئے جبریل کو پر چھانے کی اجازت ہو گی جو آپ اور آپ کے صحابہ کرام سے محبت رکھنے والے ہوں گے"-----

دوسری روایت[۱] میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِمَنْ اَکْثَرَ مِنَ الصَّلٰوۃِ وَ السَّلَامِ عَلَیْكَ-----[۲۶۷]

"جبریل کو صرف ان لوگوں کے لئے پر چھانے کی اجازت ہو گی جو آپ پر کثرت سے درود و سلام بھیجتے ہوں گے"-----

جو چاہو پوچھو

ایک دن حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

سَلُوْنِیْ عَمَّا دُوْنَ الْعَرْشِ-----

"عرش کے سوا جو چاہو پوچھو"-----

کیوں کہ میرا سینہ علم سے بھرپور ہے' یہ علم حضور ﷺ کا عطا کردہ ہے' آپ نے میرے منہ میں لعاب دہن ڈالا تھا' یہ اسی کی برکت

ہے----- قسم ہے اس ذات کی' جس کے قبضہ قدرت میں میری جان
ہے' اگر تورات اور انجیل کو اذن تکلم ہو' تو میری اس بات کی تصدیق
کریں-----

مجلس میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا' میں ایک سوال پوچھنا چاہتا
ہوں-----

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی باطنی قوت اور کشف سے اس کی نیت اور
اندرونی کیفیت کو بھانپتے ہوئے فرمایا:

تم صرف حصول فقہ و دانائی کے مقصد سے سوال کرنا' امتحان اور آزمائش
قابلیت کے طور پر نہیں-----اس نے کہا:

اب آپ نے مجھے اس کا پابند کر لیا ہے' لہذا بتائیں' کیا آپ نے اپنے پروردگار کو
دیکھا ہے؟-----مولا علی نے فرمایا:

یہ کیوں کر ممکن ہے کہ اپنے پروردگار کی عبادت کروں اور اسے نہ
دیکھوں-----اس نے کہا:

پھر' اسے کیسا پایا؟-----آپ نے جواب میں نہایت حسین پیرائے میں وہ
الفاظ ادا فرمائے' جنہیں ان کی جامعیت کے اعتبار سے فصاحت و بلاغت کا عظیم
شاہکار کہا جا سکتا ہے' فرمایا:

لَمْ تَرَهُ الْعُيُوْنُ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ وَ لٰكِنْ رَآتْهُ الْقُلُوْبُ بِحَقِيْقَةِ
الْاِيْمَانِ----- رَبِّيْ وَاحِدٌ لا شَرِيْكَ لَهُ اَحَدٌ لا ثَانِيَ لَهُ فَرْدٌ لا مِثْلَ لَهُ
لا يَحْوِيْهِ مَكَانٌ وَ لا يُدَاوِلُهُ زَمَانٌ وَ لا يُدْرَكُ بِالْحَوَاسِّ وَ لا يُقَاسُ
بِالْقِيَاسِ-----

"آنکھوں کے مشاہدے سے تم اسے نہیں دیکھ سکتے' بلکہ بصیرت

قلب اور حقائق و ایقان سے دیکھ سکتے ہو' وہ واحد ہے' کوئی اس کا شریک نہیں' اس کا کوئی ثانی نہیں' وہ بے نظیر و بے مثال ہے' اس کا کوئی مکان نہیں اور نہ وہ کسی زمانے کا پابند ہے' اسے حواس سے پہچانا نہیں جا سکتا اور نہ اسے قیاس سے پرکھا جا سکتا ہے"-----

سوال کرنے والا یہ باتیں سن کر چیختا ہوا بے ہوش ہو گیا----- جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا' اب میں نے اپنے خدا سے عہد کر لیا ہے کہ کسی سے بر سبیل امتحان و آزمائش سوال نہیں کروں گا-----[۲۶۸]

علوم کے بحر ذخار

حضرت جنید بغدادی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

اگر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے مخالفوں کے ساتھ جھگڑوں سے فرصت ملتی تو ہمارے لئے علمی اور روحانی معلومات کا وہ ذخیرہ چھوڑتے' جسے دل برداشت کرنے کے متحمل نہ ہوتے-----[۲۶۹]

انہی وجوہات کے پیش نظر بلا مبالغہ آپ علم و عرفان کے منبع اور سر عارفان ہیں----- سمندر اپنی بے پناہ وسعتوں اور بے کرانیوں کے باوصف آپ کے علم و فضل کے بحر لاانتہاہی کے آگے ایک چھینٹے کی حیثیت بھی نہیں رکھتا-----

کوفہ

حضرت مولا علی کا دار الخلافہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت تک اسلامی ریاست کا دار الخلافہ مدینہ منورہ ہی رہا مگر حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دارالخلافہ کوفہ منتقل کر دیا-----

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت اور آپ کی شہادت کی وجہ سے ایک بڑے فتنے کا آغاز ہو چکا تھا----- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نہیں چاہتے تھے کہ دیار محبوب ﷺ سیاسی تنازعات کا مرکز بنے اور مدینہ منورہ کی حرمت پامال ہو----- اس لئے آپ نے کوفہ ایسے ثقافتی اور تجارتی شہر کو اپنی انتظامی و حکومتی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کو ترجیح دی-----

کوفہ، بغداد معلّٰی سے کم و بیش ڈیڑھ سو کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے-----

اپنے متنوع تاریخی پس منظر کی بنا پر بہت زیادہ شہرت کا حامل شہر ہے----- یہ مختلف تحریکوں، شورشوں اور سرگرمیوں کا محور اور علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے----- بصرہ اور کوفہ ۱۷ھ میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بسائے گئے-----[۲۷۰]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن فتح کیا تو آپ کو اپنی فوج ٹھہرانے کے لئے ایک صحرائی علاقے کی تلاش ہوئی، جس کی آب و ہوا عرب کے مزاج کے موافق ہو----- چنانچہ آپ کو اس جگہ کی نشان دہی کی گئی، چونکہ یہاں زمین ریتلی اور کنکریلی تھی، اس لئے یہ شہر "کوفہ" کے نام سے موسوم ہوا، جب کہ یہ علاقہ "سورستان" کہلاتا تھا----- بعض نے کوفہ کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ یہاں ریت کے ٹیلے تھے، جسے عربی میں کوفان کہا جاتا ہے، اس مناسبت سے یہ کوفہ کہلایا----- نیز انسانوں کے اجتماع کے باعث اس کا نام کوفہ رکھا گیا-----[۲۷۱]

شروع شروع میں بانسوں اور کھجور کے پتوں سے مکانات بنائے گئے، جب یہ لوگ کہیں جاتے تو اکھیڑ کر صدقہ کر جاتے اور واپسی پر دوبارہ اسی طرح کی رہائش گاہیں بنا لیتے----- بعد میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہاں کے گورنر مقرر ہوئے تو ان کے دور میں پکی اینٹوں سے مکانات تعمیر کیے گئے-----[۲۷۲]

علمی ماحول

رفتہ رفتہ کوفہ وسیع و عریض شہر کی حیثیت اختیار کر گیا----- صحابہ کرام میں سے کثیر التعداد حضرات یہاں مقیم ہو گئے، جن میں ۷۰ (ستر) بدری اور تین سو

(اصحاب شجرہ) بیعت رضوان میں شریک صحابہ کرام شامل تھے----[۲۷۳]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل کوفہ کو خط لکھا کہ میں تمہارے پاس بدری صحابہ میں سے دو منتخب حضرات کو بھیج رہا ہوں' عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلم اور وزیر کے طور پر---- تم پر لازم ہے کہ ان دونوں کی اقتدا کرو اور ان سے تعلیم حاصل کرو---- پھر بطور خاص حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا:

قَدْ آثَرْتُكُمْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَلٰى نَفْسِيْ----[۲۷۴]

"عبد اللہ بن مسعود کی مجھے زیادہ ضرورت تھی مگر میں ایثار سے کام لیتے ہوئے انہیں تمہارے لئے بھیج رہا ہوں"----

یہاں صحابہ کرام کے ورود مسعود سے ایک علمی ماحول پیدا ہو گیا' خصوصاً حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث مبارکہ کی اشاعت کے لئے نمایاں خدمات انجام دیں' جس کے نتیجے میں یہاں کے لوگوں کا علمی و دینی شعور اس قدر بڑھ گیا اور کوفہ اس قدر عظیم علمی گہوارہ بن گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جُمْجُمَةُ الاِسْلَام (اسلام کی کھوپڑی یا دماغ)' كَنْزُ الاِيْمَان (ایمان کا خزانہ) اور سَيْفُ اللّٰهِ وَ رُمْحُهٗ (اللہ کی تلوار اور نیزہ) کے الفاظ سے یاد فرمایا----[۲۷۵]

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسے کنز الایمان' حجۃ الاسلام اور سیف اللہ کے خطابات سے سرفراز فرمایا---- جب کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ کو قُبَّةُ الاِسْلَام گردانتے----[۲۷۶]

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مدینہ منورہ سے دار الخلافہ کوفہ منتقل

کیا تو بلاد اسلامیہ میں اس کی اہمیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا-----

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کوفہ متعدد صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور علماء و محدثین کی علمی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے---- یہاں کتنے ہی جبالِ علم پیدا ہوئے---- تنہا سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث و فقہ میں لازوال خدمات ہی کا شمار نہیں-----

امام اعظم ابو حنیفہ

آپ کے آباء و اجداد کوفہ کے رہنے والے تھے، جد امجد تو باقاعدہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حلقۂ مقربین میں شامل تھے-----

ایک دفعہ انہوں نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فالودہ کھلایا، جس پر باب مدینۃ العلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوش ہو کر آپ کو دعائے خیر سے نوازا---- جب ان کے ہاں صاحبزادے ثابت (والد امام اعظم) پیدا ہوئے تو انہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں پیش کیا، جس پر آپ نے انہیں اور ان کی ہونے والی اولاد کو ڈھیروں دعائیں دیں-----[۲۷۷]

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے شوق سے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کرتے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی دعاؤں کا ثمر ہوں :

وَ کَانَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ یَقُوْلُ اَنَا بَرَکَةُ دَعْوَةٍ صَدَرَتْ مِنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ-----[۲۷۸]

سیاسی خلفشار کا گڑھ

کوفہ ایک طرف اتنا بڑا علمی مرکز رہا ہے مگر دوسری جانب یہ بھی ایک افسوس

ناک حقیقت ہے کہ یہاں چونکہ مختلف قبائل اور مختلف الجہات لوگ آباد تھے' اس لئے کوفہ ہمیشہ سیاسی انتشار و خلفشار کا گڑھ رہا اور یہاں کوئی بھی جم کر حکومت نہ کر سکا---- تنقید اور شورش پسندی کوفیوں کا عمومی مزاج بن گیا تھا' حتیٰ کہ اس کے بانی اور پہلے گورنر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کی بے جا نکتہ چینی سے محفوظ نہ رہے---- لوگوں نے آپ کے خلاف جو الزامات لگائے' ان کی سطحیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اس جلیل القدر صحابی رسول کے بارے میں یہاں تک کہہ دیا کہ وہ نماز صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتے---- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی کوفہ والوں کا رویہ کوئی زیادہ قابل رشک نہ تھا' بلکہ اکثر لوگوں نے آپ کو پریشان ہی رکھا---- بالآخر آپ کی شہادت کا الم ناک سانحہ بھی کوفہ ہی میں پیش آیا----

حضرت علی کا دور خلافت

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم، رسول اللہ ﷺ کے خلفاء راشدین میں سے چوتھے اور ہاشمی خاندان کے پہلے خلیفہ ہیں---- علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ہاشمی خاندان میں میری معلومات کے مطابق نجیب الطرفین ہاشمی خلفاء صرف تین گزرے ہیں:

۱...... سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲...... سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳...... خلیفہ امین بن رشید----[۲۷۹]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ذوالحجۃ المبارکہ ۳۵ھ میں خلیفہ بنائے گئے---- اس وقت امت کے اندر جو فتنہ اور یورش برپا تھی، اس کی وجہ سے آپ کا پورا دور خلافت جنگوں، شورشوں اور فتنوں میں گزرا---- ایک طرف امیر معاویہ تھے، جو شام اور دیگر علاقوں کے حکمران بن چکے تھے وہ حضرت علی المرتضیٰ کے خلاف صف آراء ہو گئے، ان کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت تھی---- ادھر مولا علی کے ساتھ بھی صحابہ کرام تھے اور باجماع اہل سنت خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الکریم ہی تھے----- مگر یہ ہمارا حق نہیں کہ ہم امت مسلمہ کے ان رہنماؤں کے خلاف زبان طعن دراز کریں، یہ وہ مقدس و برگزیدہ ہستیاں ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرما رکھا ہے:

كُلاًّ وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى-----[۲۸۰]

"(فتح مکہ سے پہلے یا بعد میں ایمان لانے والے) تمام (صحابہ کرام) سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے"-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حلم و بردباری، نرمی و خوش خلقی، مروت و مودت کے مجسمہ اور اخلاق حسنہ میں اپنے مربی اعظم رسول اکرم ﷺ کے مظہر اتم تھے----- خدا جانے ان خوں ریزیوں سے ان کے قلب حزیں اور طبع نازنیں پر کیا کیفیت گزرتی ہو گی-----

جب جنگوں نے طول اختیار کیا تو طے پایا کہ فریقین کسی کو حکم (منصف) مقرر کر کے فیصلہ ان کے سپرد کر دیں----- چنانچہ آپ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری اور امیر معاویہ کی جانب سے عمرو بن العاص حکم مقرر ہوئے-----[۲۸۱] مگر یہ دونوں حضرات کسی ایک بات پر متفق نہ ہو سکے اور اختلافات نے شدت اختیار کر لی----- اس واقعۂ تحکیم کے بعد حضرت علی کے بہت سے ساتھی آپ کو چھوڑ گئے اور یوں خوارج کی باقاعدہ ایک جماعت وجود میں آ گئی----- ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ دین کے معاملہ میں حکم (منصف) مقرر کرنا کفر ہے اور انہوں نے علانیہ لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ (حکم صرف اللہ کا ہے) اور كَفَرَ عَلِيٌّ وَ مُعَاوِيَةُ (علی اور معاویہ (معاذ اللہ) دونوں کافر ہیں) کا نعرہ بلند کیا-----

مسند امام احمد میں ہے:

آٹھ ہزار افراد بغاوت کر کے کوفہ کے قریب حروراء بستی میں ٹھہر گئے اور حضرت علی پر شدید ناراضی اور غصہ کا اظہار کیا کہ انہوں نے دینی معاملہ میں

ثالث کو کیوں قبول کر لیا' جب لہ م صرف اللہ کا ہے----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بلوایا اور ان میں سے قرآن کا علم رکھنے والوں کو ایک جگہ جمع کیا---- درمیان میں قرآن کریم رکھ دیا اور اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اے مصحف! لوگوں کو بتا اور ان میں فیصلہ کر' بیک زبان سب نے کہا:

ورق اور سیاہی کیسے بولیں گے؟---- ہماری مراد تو قرآنی احکام ہیں----

آپ نے فرمایا' تو پھر سنو:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ حکم فرماتا ہے کہ جب میاں بیوی میں جھگڑا پیدا ہو جائے تو صلح کرانے کے لئے زوجین کی طرف سے ایک ایک حکم (منصف) مقرر کیا جائے' چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

> فَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا----[۲۸۲]
>
> "اور اگر اندیشہ ہو ان دونوں کے درمیان اختلاف کا تو مقرر کرو ایک منصف مرد کے رشتہ داروں سے اور ایک منصف عورت کے رشتہ داروں سے"----

ایک گھر کی اصلاح کے لئے (منصف) حکم مقرر کرنا جائز ہے' تو امت کے دو گروہوں میں صلح کے لئے حکم مقرر کرنے میں آخر کیا قباحت ہے؟-----[۲۸۳]

مگر ان لوگوں کا تو مقصد ہی فتنہ پروری تھا---- (جس کے پس پشت غیر مسلموں کی سازشیں اور دیگر کئی عوامل شامل تھے)---- چنانچہ وہ لوگ مسلسل فتنہ انگیزی کرتے رہے----

شہادت

خوارج میں سے تین اشخاص عبد الرحمٰن بن ملجم، برک بن عبد اللہ تمیمی اور عمرو بن بجیر تمیمی نے مکہ مکرمہ میں ایک خفیہ میٹنگ کی، جس میں حضرت مولا علی، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا اور طے پایا کہ تینوں پر بیک وقت ہی حملہ کیا جائے، موخر الذکر دونوں حضرات تک حملہ آوروں کی رسائی نہ ہو سکی، مگر ابن ملجم خارجی (جس کے لئے بد بختی اور ذلت مقدر ہو چکی تھی) حضرت علی پر وار کرنے میں کامیاب ہو گیا-----[۲۸۴]

سترہ رمضان المبارک کو سحری کے وقت حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بڑے صاحبزادے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا:

گھر والوں کو (عبادت کے لئے) بیدار کر دو، کیوں کہ آج شب جمعہ اور صبح یوم بدر ہے، پھر انہیں خواب سنایا کہ آج رات رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے عرض کی:

حضور! آپ کی امت میرے ساتھ سخت نزاع اور کج روی سے کام لے رہی

ہے' آپ نے فرمایا:

تم ان کے خلاف دعا کرو' میں نے یوں دعا کی:

"یا اللہ! مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور ان پر کسی برے شخص کو مسلط کر دے"-----

آپ اپنا خواب سنا رہے تھے کہ موذن ابن نباح نے نماز کے لئے آواز دی' آپ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے نکلے اور راستے میں حسب عادت اَیُّھَا النَّاسُ الصَّلٰوۃ الصَّلٰوۃ "لوگو! نماز' نماز" کی صدا بلند کر کے لوگوں کو بیدار کرتے ہوئے کوفہ کی جامع مسجد میں تشریف لائے' ابن ملجم نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار کے ساتھ نہایت سخت وار کیا' جس سے آپ شدید زخمی ہو گئے-----[۲۸۵]

حملہ کے وقت آپ نے فرمایا:

فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ-----[۲۸۶]

"رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا"-----

حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ اس میں اختلاف ہے کہ حملہ نماز سے پہلے ہوا یا دوران نماز----- صحیح یہ ہے کہ (حملہ دوران نماز ہوا اور) بقیہ نماز کی تکمیل کے لئے جعدہ بن ہبیرہ کو امامت کے لئے خلیفہ بنایا-----[۲۸۷]

وصیت

جب جان بر ہونے کی کوئی امید باقی نہ رہی' تو آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہایت جامع وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

"رسول اللہ ﷺ کا صحابی' بھائی اور آپ ﷺ کے چچا کا بیٹا' علی بن ابی طالب یہ وصیت کرتا ہے:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول اور برگزیدہ بندے ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے علم کے مطابق پسند فرمایا اور مخلوق کے لئے رہنما بنایا-----

بے شک روز محشر اللہ تعالیٰ قبروں سے لوگوں کو اٹھائے گا' ان کے اعمال کا حساب لے گا اور وہی دلوں کے بھید جانتا ہے-----

اے حسن! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں' جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی----- جب میں وفات پا جاؤں تو اپنے گھر میں رہو اور اپنے گناہوں پر روتے رہو----- تمہارا مقصود دنیا نہیں ہونا چاہیے (بلکہ آخرت کی فکر ضروری ہے)-----

پیارے بیٹے! وقت کی پابندی کے ساتھ نماز قائم رکھو' مستحقین میں زکوٰۃ تقسیم کرتے رہو' مشتبہ معاملات میں خاموشی اختیار کرو' خوشی اور غصہ کی حالت میں عدل اور میانہ روی سے کام لو' ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک' مہمان کی عزت' مصیبت زدہ لوگوں پر رحم' رشتہ داروں سے صلہ رحمی' مساکین سے محبت اور ان کی ہم نشینی اختیار کرو' عجز و انکسار سے کام لو' کیوں کہ یہ افضل عبادت ہے' موت کو یاد رکھو' دنیا سے بے رغبتی اختیار کرو' کیوں کہ تم موت کے مرہون ہو' مصائب تمہارے درپیش ہیں اور بیماری تم سے دور نہیں ہے-----

تمہیں خفیہ اور علانیہ (ہر حالت میں) خشیت الٰہی کی وصیت کرتا ہوں' قول و فعل میں شریعت کی مخالفت سے باز رہو' جب آخرت کا معاملہ درپیش ہو' تو اس میں پہل کرو' دنیاوی معاملہ میں عجلت سے کام نہ لو' حتیٰ کہ اس کی درستی معلوم ہو جائے----- تہمت کی جگہوں سے

بچو' کیوں کہ برے ساتھی کی صحبت نقصان دہ ہے-----

اے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرو' ظلم سے بچو' اچھی بات کا حکم دو' برائی سے منع کرو' اسلامی بھائیوں سے اللہ کی رضا کے لئے برادرانہ تعلق قائم کرو' نیکوں سے ان کی نیکی کی وجہ سے محبت رکھو' فاسق سے علیحدہ رہو اور دلی بغض رکھتے ہوئے' اس سے دوری اختیار کرو' کہیں تم بھی ان جیسے نہ ہو جاؤ-----

عام گزرگاہ میں نہ بیٹھو' بے وقوفوں سے جھگڑے میں اجتناب برتو' اخراجات میں میانہ روی سے کام لو' عبادت اچھی طرح کرو اور اس میں حسب طاقت ہمیشگی اختیار کرو' اکثر خاموش رہو کہ اس میں سلامتی ہے' اپنے لئے اعمال صالحہ کا ذخیرہ آگے بھیجو' اچھی تعلیم دو' ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہو' چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت کرو' کھانا تناول کرنے سے پہلے اس میں سے کچھ صدقہ کر دیا کرو' روزہ لازمی رکھو کہ یہ بدن کی زکوٰۃ اور روزہ دار کے لئے ڈھال ہے' نفس سے جہاد کرو' اپنے ساتھیوں سے محتاط رہو' دشمن سے علیحدہ رہو' مجالس ذکر میں شمولیت اور کثرت سے دعا کیا کرو-----

میرے بیٹے! میں نے نصیحت میں کمی نہیں کی' اب میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہونے والی ہے----- میں تمہارے بھائی محمد بن حنفیہ کی بابت تمہیں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں' وہ تمہارے باپ کا لخت جگر ہے اور تمہیں پتہ ہے کہ مجھے اس سے کتنی محبت ہے-----

حسین' ماں باپ دونوں کے لحاظ سے تمہارا حقیقی بھائی ہے-----

میرے بعد اللہ تعالیٰ تمہارا کفیل اور کارساز ہے' اسی کی بارگاہ میں

دعاگو رہو کہ وہ تمہاری اصلاح فرمائے اور سرکش لوگوں کے شر سے نہیں محفوظ فرمائے ----- صبر کرو' حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خلافت کا کوئی فیصلہ فرمادے ----- وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ -----

پھر فرمایا:

حسن! دیکھو' میرے قاتل کو میرے کھانے جیسا کھانا کھلاؤ' اگر زندہ رہا تو اپنے معاملہ کا خود فیصلہ کروں گا' اگر اس حملہ سے جان بر نہ ہو سکوں تو حملہ آور کو قتل کر دینا' مگر اس پر صرف ایک ہی وار کرنا اور اس کا (ناک' کان' ہونٹ وغیرہ اعضا کاٹ کر) مثلہ ہرگز نہ کرنا' کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا:

"مثلہ کرنے سے بچو' اگرچہ باؤلا کتا ہی کیوں نہ ہو" -----

اے حسن! میرے کفن میں گراں قیمت کپڑا استعمال نہ کرنا' کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہی ہدایت فرمائی ہے -----

اے بنی عبد المطلب! میری وجہ سے مسلمانوں کی خوں ریزی نہ کرنا' خبردار صرف میرے قاتل ہی کو سزا دینا' اگر اس کے حملہ کی وجہ سے میری موت واقع ہو جائے تو اس پر صرف ایک ہی وار کرنا" -----

اس وصیت کے بعد آپ نے سوائے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کے اور کوئی بات نہ کی ----- [۲۸۸]

پھر ۱۹/ رمضان المبارک ۴۰ھ' اتوار کی شب' ۶۳ برس کی عمر میں [۲۸۹] علم معرفت' شجاعت و بسالت' خلق و مروت' ایثار و سخاوت اور رشد و ہدایت کا یہ آفتاب عالم تاب غروب ہو گیا -----

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت' بمسجد شہادت

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا عہد خلافت چار سال نو ماہ پر محی
ہے----[۲۹۰]

تجہیز و تکفین

حضرات حسنین کریمین اور حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غسل دیا اور تین کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا' آپ کے صاحبزادے حضرت اما حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی او سحری کے وقت آپ کی تدفین ہوئی----[۲۹۱]

آپ کی قبر کے بارے میں متعدد اقوال ہیں' نجف اشرف (عراق) میں آپ کا روضہ انور مشہور اور مرجع خواص و عوام ہے-----

حضرت علی کے مزار کی تحقیق

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار کے بارے میں تواتر کی حد تک تو یہی مشہور ہے کہ آپ نجف اشرف میں مدفون ہیں مگر تاریخی طور پر اس میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے' حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دور خلافت میں سازشوں' شورشوں اور فتنوں کا سامنا رہا اور جس طرح آپ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا' ان حالات و واقعات کی نزاکت کا تقاضا تھا کہ آپ کی تدفین کو خفیہ رکھا جائے' خوارج آپ کے سخت دشمن تھے' جس شقی القلب عبدالرحمٰن بن ملجم کے قاتلانہ حملے سے آپ نے جام شہادت نوش کیا تھا' اس کا تعلق بھی اسی فرقہ نافرجام سے

تھا----- اندیشہ تھا کہ یہ لوگ کہیں آپ کی قبر مبارک کی بے حرمتی نہ کریں' تو آپ کی قبر مبارک کو مخفی رکھا گیا-----قبر انور کے سلسلہ میں خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ) نے بہت سی متضاد روایات نقل کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے :

محمد بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامع مسجد کوفہ کے قریب قصر الامارہ میں دفن کیا گیا-----[۲۹۲]

ابو زید بن طریف کا کہنا ہے' آپ جامع مسجد کی دیوار قبلہ کے ساتھ باب الوراقین کے سامنے یزید بن خالد کے گھر میں مدفون ہیں' ایک مرتبہ اس مکان میں کوئی تعمیری کام ہو رہا تھا کہ کھدائی میں آپ کی نعش مبارک بالکل تر و تازہ بر آمد ہوئی-----[۲۹۳]

عبداللہ العجلی بیان کرتے ہیں' آپ کوفہ میں کسی جگہ مدفون ہیں مگر قبر مبارک معلوم نہیں-----[۲۹۴]

ایک روایت میں ہے' آپ کی تدفین کوفہ میں ہوئی پھر حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصالحت کے بعد آپ کی نعش مبارک کو یہاں سے منتقل کر کے مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع شریف میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں دفن کیا-----[۲۹۵]

بعض روایات میں ہے کہ شہادت کے فوراً بعد آپ کے جسد اقدس کو ایک تابوت میں محفوظ کر کے اونٹ پر سوار کیا گیا' راستے میں اونٹ گم ہو گیا اور قبیلہ طے کے علاقہ میں جا پہنچا----- انہوں نے خزانہ سمجھ کر تابوت کھولا' مگر جب اندر سے نعش بر آمد ہوئی تو اسے دفن کر دیا اور اونٹ کو ذبح کر کے کھا لیا-----[۲۹۶]

ابو جعفر حضرمی سے منقول ہے کہ (نجف اشرف میں) جس قبر کو لوگوں نے

حضرت علی کا مزار سمجھ رکھا ہے' اگر فی الواقع ایسا ہوتا تو میں شب و روز یہیں بسر کر رہ جاتا' لیکن در حقیقت یہ آپ کا مزار نہیں ہے بلکہ :

لَوْ عَلِمَتِ الرَّافِضَةُ قَبْرَ مَنْ هٰذَا لَرَجَمَتْهُ بِالْحِجَارَةِ' هٰذَا قَبْرُ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ-----[۲۹۷]

"اگر روافض کو صاحب مزار کا نام معلوم ہو جائے تو وہ اسے سنگسار کرنے کی کوشش کریں' یہ مزار دراصل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے"-----

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ کے بارے میں ا مشہور قول یہ بھی ہے کہ آپ افغانستان میں مدفون ہیں اور آپ کی قبر کی منا سے یہ علاقہ مزار شریف کے نام سے موسوم ہے----- یہاں بہت عالی ش آستانہ عالیہ ہے' جو مرجع خلائق ہے----- کہا جاتا ہے کہ افغانستان کے قد جھنڈے میں آپ کے مزار کا نقشہ تھا-----

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا مزار جہاں کہیں بھی ہو' یہ بات ا جگہ ایک حقیقت ہے کہ نجف اشرف میں موجودہ عمارت آپ کی ذات اقدس سے منسوب ہے اور زائرین آپ ہی کی زیارت کی نیت سے حاضری دیتے اور آپ کی روحانی توجہات سے بہرہ یاب ہوتے ہیں-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ معمولی بارگاہ نہیں' آپ کمالات ظاہری و باطنی کے جامع' روحانیت و تصوف کے امام اور صاحب کرامات و تصرفات ہیں' سو نجف اشرف میں ان کی زیارت کے لئے آنے والے اجر و ثواب اور فیوض و برکات سے محروم نہیں رہتے-----

مزید براں یہ کہ بہت سی کتب میں نجف کا ذکر ہے----- علامہ یعقوب حموی

(متوفی ۶۲۶ھ) نے بھی نجف کے تحت آپ کی قبر انور کا تذکرہ کیا ہے-----[۲۹۸]
سر زمین نجف شعراء کے لئے بھی مرجع عقیدت رہی ہے' علامہ اقبال کا یہ
شعر تو زبان زد خاص و عام ہے------

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

اور تو اور' اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی' جن کے اشعار بھی علم و تحقیق کے
سانچے میں ڈھلے ہوتے ہیں' نے اپنے شہرۂ آفاق سلام میں حضرت امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت پر مشتمل اشعار کے اندر ان کے لئے "در درج
نجف" کے الفاظ استعمال کر کے نجف سے مرتضوی نسبت کی طرف اشارہ فرمایا
ہے------

دُرِّ دُرجِ نجف مہر برجِ شرف
رنگ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش کے قدیم نسخوں میں دوسرا مصرعہ یوں ہے:
"رنگ روی شہادت پہ لاکھوں سلام")

ازواج و اولاد

آپ کی پہلی شادی سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی، ان سے دو صاجزادے، سیدنا امام حسن مجتبیٰ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے اور کہا گیا ہے کہ ایک صاجزادے مُحَسَّن بھی تھے، جو بچپن میں وفات پا گئے تھے----- صاجزادیاں بھی دو تھیں، سیدہ زینب الکبریٰ اور سیدہ ام کلثوم الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما-----[۲۹۹]

سیدہ زینب کا نکاح حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوا[۳۰۰] جب کہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ہوا اور یہ نکاح آپ نے اہل بیت کرام سے نسبت و قرابت کے حصول کے لئے کیا تھا-----[۳۰۱]

سیدہ فاطمۃ الزہراء کی حیات مبارکہ میں حضرت علی نے کسی اور سے نکاح نہیں کیا، البتہ ان کے وصال کے بعد آپ نے متعدد شادیاں کیں، تفصیل درج ذیل ہے:

ام البنین بنت حرام

ان سے عباس، جعفر، عبد اللہ اور عثمان متولد ہوئے، یہ چاروں کربلا میں شہید ہوئے-----

لیلیٰ بنت مسعود

ان سے دو صاحبزادے ہوئے:

۱ عبید اللہ بن علی

۲ ابو بکر بن علی

یہ دونوں صاحبزادے امام حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے، بعض کا قول ہے کہ عبید اللہ کو مختار نے مذار (مدائن) میں شہید کیا-----

اسماء بنت عمیس

ان سے محمد الاصغر اور یحییٰ پیدا ہوئے----- ایک قول یہ بھی ہے کہ محمد، ام ولد (باندی) کے بطن سے ہیں----- کہا گیا ہے کہ عون بن علی بھی اسماء کی اولاد سے ہیں-----

صہباء بنت ربیعہ

ان سے ایک صاحبزادے عمر بن علی اور صاحبزادی رقیہ کا تولد ہوا-----

حضرت عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پچاسی برس کی عمر میں ینبع میں وصال ہوا-----

امامہ بنت عاص

آپ حضور ﷺ کی نواسی اور سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی ہیں----- ان سے محمد اوسط پیدا ہوئے-----

خولہ بنت جعفر

ان کا تعلق قبیلہ بنی حنیفہ سے تھا----- ان سے ایک صاحبزادے محمد الاکبر پیدا ہوئے، جنہوں نے محمد بن حنفیہؒ کے نام سے شہرت پائی----- (یہ صاحبزادے نہایت جلیل القدر عالم اور بڑے سربرآوردہ بزرگ تھے)-----

ام سعید بنت عروہ بن مسعود

ان سے ام الحسن، رملہ الکبریٰ اور ام کلثوم متولد ہوئیں-----

علاوہ ازیں متعدد باندیوں سے پیدا ہونے والی آپ کی صاحبزادیوں کے نام حسب ذیل ہیں:

ام ہانی، میمونہ، زینب الصغریٰ، رملۃ الصغریٰ، ام کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ، ام الکرم، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ، نفیسہ اور ایک صاحبزادی جو صغر سنی میں وفات پاگئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن-----[۳۰۲]

مجموعی طور پر حضرت علی کے چودہ صاحبزادے اور انیس صاحبزادیاں تھیں، آپ کی نسل ان پانچ صاحبزادوں سے باقی رہی:

۱ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲ سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(حضرت علی اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ان دونوں
صاجزادوں کی اولاد سید کہلائی)-----

۳ حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ-----[۲۰۳]

کلمات طیبات

حکمت و موعظت پر مبنی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند کلمات بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں :

۱...... اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوْا-----[۳۰۴]

"لوگ محو خواب ہیں، جب مریں گے تو بیدار ہوں گے (ہوش آئے گا)"-----

۲...... اَلصَّبْرُ مِنَ الاِیْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ، وَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهٗ-----[۳۰۵]

"صبر کا ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا دھڑ سے، جو صبر سے محروم ہوا وہ ایمان سے محروم ہو گیا"-----

۳...... اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِهٖ-----[۳۰۶]

"انسان (کا عیب و ہنر) اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے"-----

۴...... لَا یَسْتَحْیِیْ اِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا یَعْلَمُ اَنْ یَّقُوْلَ لَا

اَعْلَمُ----[۳۰۷]

"جب کسی سے ایسا سوال کیا جائے جسے وہ نہ جانتا ہو تو صاف کہہ دے کہ میں اس کے بارے میں نہیں جانتا اور اس اعتراف میں حیا نہ کرے"-----

۵......اَلا اِنَّ الْفَقِیْهَ کُلَّ الْفَقِیْهِ الَّذِیْ لا یُقَنِّطُ النَّاسَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ وَ لا یُؤَمِّنُهُمْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ وَ لا یُرَخِّصُ لَهُمْ فِیْ مَعَاصِی اللّٰهِ وَ لا یَدَعُ الْقُرْآنَ رَغْبَةً عَنْهُ اِلٰی غَیْرِهٖ-----[۳۰۸]

"آگاہ ہو جاؤ' حقیقتاً کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے' اللہ کے عذاب سے بے خوف نہ کرے' اللہ کی نافرمانی پر انہیں جری نہ بنائے اور قرآن کریم سے اعراض کر کے کسی اور طرف راغب نہ ہو"-----

۶......لا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَ انْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ-----[۳۰۹]

"یہ نہ دیکھو کہ کون کہہ رہا ہے' بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے"-----

۷...... اِذَا قَدَرْتَ عَلٰی عَدُوِّكَ فَاجْعَلِ الْعَفْوَ شُكْرًا لِقُدْرَةِ عَلَیْهِ-----[۳۱۰]

"جب تو اپنے دشمن پر قادر اور غالب ہو جائے تو اس غلبہ و قدرت پر بطور شکرانہ اسے معاف کر دے"-----

۸......اِذَا تَمَّ الْعَقْلُ نَقَصَ الْکَلَامُ-----[۳۱۱]

"جب عقل پوری ہو جائے' کلام کم ہو جاتا ہے"-----

۹......نِعْمَةُ الْجَاهِلِ کَرَوْضَةٍ عَلٰی مَزْبَلَةٍ----[۳۱۲]

"جاہل پر انعام کرنا' غلاظت پر باغ لگانے کے مترادف ہے"-----

۱۰......اَلْجَزْعُ اَتْعَبُ مِنَ الصَّبْرِ-----[۳۱۳]

"بے قراری صبر سے زیادہ بامشقت ہے"-----

۱۱......اَكْبَرُ الْاَعْدَاءِ اَخْفَاهُمْ مَكِيْدَةً-----[۳۱۴]

"خفیہ مکر و فریب کرنے والا شخص بہت بڑا دشمن ہے"-----

۱۲......اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ-----[۳۱۵]

"نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے"-----

۱۳......اِذَا حَلَّتِ الْمَقَادِيْرُ بَطَلَتِ التَّدَابِيْرُ-----[۳۱۶]

"جب تقدیر آ جائے' ساری تدابیر دھری کی دھری رہ جاتی ہیں"-----

۱۴......قُلْ عِنْدَ كُلِّ شِدَّةٍ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ تُكْفَ وَ قُلْ عِنْدَ كُلِّ نِعْمَةٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تُزَدْ مِنْهَا وَ اِذَا اَبْطَاَتْ عَلَيْكَ الْاَرْزَاقُ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يُوَسِّعْ عَلَيْكَ-----[۳۱۷]

'مصیبت میں (بکثرت) لاحول پڑھنے سے تیری کفایت ہو گی' نعمت ملے تو الحمد للہ کہہ' نعمت میں اضافہ ہو گا اور اگر رزق میں تنگی ہو' کثرت سے استغفار کرو' وسعت نصیب ہو گی"-----

۱۵......كَمْ مِّنْ غَرِيْبٍ خَيْرٌ مِّنْ قَرِيْبٍ-----[۳۱۸]

"بسا اوقات اجنبی' قریبی لوگوں سے بہتر ثابت ہوتے ہیں"-----

۱۶......اِرْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً وَ ارْتَحَلَتِ الْآخِرَةُ مُقْبِلَةً وَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا بَنُوْنَ فَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الْآخِرَةِ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنْ اَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَ لَا حِسَابَ وَ غَدًا حِسَابٌ وَ لَا عَمَلَ-----[۳۱۹]

"دنیا پیٹھ پھیر کر چلی جانے والی ہے اور آخرت در پیش ہے' ان میں سے ہر ایک کے طلب گار ہیں' سو تم آخرت سے محبت رکھو' دنیا کے طلب گار نہ بنو' کیوں کہ آج عمل کا وقت ہے' حساب نہیں' لیکن کل صرف حساب ہو گا اور عمل کا موقع نہیں مل سکے گا"-----

۱۷...... اَعْلَمُ النَّاسِ بِاللّٰهِ اَشَدُّهُمْ حُبًّا وَّ تَعْظِيمًا لِاَهْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ-----[۳۲۰]

"لوگوں میں سب سے زیادہ معرفت الٰہی رکھنے والا (عالم ربانی) وہ ہے جو اہل ایمان کی سب سے زیادہ تعظیم کرے اور ان سے محبت رکھے"-----

۱۸...... لَا خَيْرَ فِيْ عِبَادَةٍ لَا عِلْمَ فِيْهَا وَ لَا خَيْرَ فِيْ عِلْمٍ لَا فَهْمَ فِيْهِ وَ لَا خَيْرَ فِيْ قِرَاءَةٍ لَا تَدَبُّرَ فِيْهَا-----[۳۲۱]

"علم کے بغیر عبادت میں' فہم کے بغیر علم میں اور تدبر و تفکر کے بغیر قرآن پڑھنے میں خیر و برکت اور بھلائی نہیں ہے"-----

۱۹...... مَا نِلْتَ مِنْ دُنْيَاكَ فَلَا تُكْثِرَنَّ بِهٖ فَرَحًا وَّ مَا فَاتَكَ مِنْهَا فَلَا تَيْاَسْ عَلَيْهِ حُزْنًا وَّ لٰكِنْ هَمُّكَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ-----[۳۲۲]

"دنیا ملنے سے زیادہ خوش نہ ہو اور نہ ہی اس کے چلے جانے پر زیادہ غم گین ہو' در حقیقت تجھے مرنے کے بعد کی فکر کرنی چاہیے"-----

۲۰...... بِالْبِرِّ يُسْتَعْبَدُ الْحُرُّ-----[۳۲۳]

"نیکی اور بھلائی کے ذریعے آزاد کو بھی غلام بنایا جا سکتا ہے"-----

۲۱...... لَا شَرَفَ مَعَ سُوْءِ الْاَدَبِ-----[۳۲۴]

"بے ادب' بزرگی حاصل نہیں کر سکتا"-----

۲۲...... اِذَا اَمْلَقْتُمْ فَبَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ-----[۳۲۵]

"جب مفلسی میں مبتلا ہو جاؤ تو جلدی سے صدقہ کرو"-----

۲۳...... لِسَانُ الْعَاقِلِ وَرَاءَ قَلْبِهٖ وَ قَلْبُ الْاَحْمَقِ وَرَاءَ لِسَانِهٖ-----[۳۲۶]

"عاقل کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور بے وقوف کا دل زبان کے پیچھے ہوتا ہے"-----

۲۴...... لَا کَنْزَ اَغْنٰی مِنَ الْقِنَاعَةِ-----[۳۲۷]

"قناعت سے بڑھ کر مستغنی کرنے والا کوئی اور خزانہ نہیں ہے"-----

۲۵...... مَنْ کَثُرَ دَیْنُهٗ لَمْ تَقِرَّ عَیْنُهٗ-----[۳۲۸]

"جس پر قرض زیادہ ہو' اس کی آنکھ ٹھنڈی نہیں رہتی"-----

۲۶...... لَا تُعْرَفُ النَّاسُ اِلَّا بِالْاِخْتِبَارِ----- "لوگوں کو تجربہ سے آزمانا چاہیے' بیوی اور اولاد کو غائبانہ حالت میں' قریبی کو غربت و محتاجی میں اور دوستی کو تنہائی میں پرکھو' تاکہ اس کے ساتھ تم اپنا مقام پہچان سکو"-----[۳۲۹]

۲۷...... خَیْرُ الْکَلَامِ مَا دَلَّ وَ جَلَّ وَ قَلَّ وَ لَمْ یُمِلَّ-----[۳۳۰]

"بہترین کلام وہ ہے جو بادلیل ہو اور مقصد کی پوری وضاحت کرے' مختصر ہو اور لوگوں کے دل تنگ نہ کرے"-----

۲۸...... مِنَ الْفَرَاغِ تَکُوْنُ الصَّبْوَةُ-----[۳۳۱]

"فارغ رہنے سے حماقت جنم لیتی ہے"-----

۲۹...... قَارِنْ اَهْلَ الْخَیْرِ تَکُنْ مِنْهُمْ وَ امن اَهْلَ الشَّرِّ تَبِنْ

عَنْهُمْ----[۳۳۲]

"نیکوں کی صحبت اختیار کیجئے' تم ان میں سے ہو جاؤ گے' شریروں سے دور رہو تو تم ان سے جدا ہو جاؤ گے"-----

۳۰..... عَدُوٌّ عَاقِلٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدِيْقٍ جَاهِلٍ----[۳۳۳]

"دانا دشمن' جاہل دوست سے بہتر ہے"-----

کرامات

آپ کا اصل شرف اور کرامت سے بڑھ کر کرامت تو راہ حق پر آپ کی ثابت قدمی اور استقامت ہے، تاہم خرق عادت کے طور پر بھی آپ سے بہت سی کرامات ظہور پذیر ہوئیں----- یہاں بطور نمونہ صرف تین کرامات پیش کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے-----

سورج پھرا الٹے قدم

اللہ تعالیٰ جل و علا نے آپ کے لئے دو مرتبہ غروب ہو جانے کے بعد سورج کو طلوع فرمایا-----

✿ ایک مرتبہ تو جب صہبا میں خیبر سے واپسی پر حضور اکرم ﷺ نے نماز عصر ادا کرنے کے بعد حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے زانو پر سر انور رکھ کر استراحت فرمائی----- اسی اثنا میں وحی نازل ہونا شروع ہو گئی----- حضرت علی نے نماز ابھی نہیں پڑھی تھی، مگر سرکار کے آر[illegible] ے پیش نظ[illegible]

خاموش بیٹھے رہے' یہاں تک کہ نماز قضا ہو گئی----- سورج غروب ہو جانے کے بعد نزول وحی کا سلسلہ موقوف ہوا' آپ نے چشم اقدس کھولی تو مولی علی نے اپنی نماز کا حال عرض کیا----- سرکار نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ علیًّا کَانَ فِیْ طَاعَتِکَ وَ طَاعَۃِ رَسُوْلِکَ فَارْدُدْ عَلَیْہِ الشَّمْسَ-----

"اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی طاعت و بندگی میں مصروف رہا' سو اس کے لئے سورج واپس پلٹا دے"-----

فَطَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرُبَتْ-----[۳۳۴]

"چنانچہ ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع ہو گیا اور آپ نے نماز عصر ادا فرما لی"-----

۞ دوسری مرتبہ غروب شدہ آفتاب واپس لوٹنے کا واقعہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد پیش آیا----- حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ بابل کے سفر پر تھے' آپ نے عصر کی نماز ادا کر لی تھی' جب کہ کچھ ہمراہیوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی----- آپ نے نہر فرات عبور کرنے کا حکم دیا' اسی اثنا میں سورج غروب ہو گیا----- ساتھیوں نے نماز قضا ہو جانے پر اظہار تاسف کیا----- آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیے----- اللہ تعالیٰ جل و علا نے سورج واپس پھیر دیا----- آپ کے ساتھیوں نے نماز ادا کر لی تو سورج دوبارہ غروب ہو گیا-----[۳۳۵]

ختم قرآن

مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم گھوڑے پر سواری کرتے ہوئے رکاب میں پاؤں رکھتے تو شروع قرآن کریم سے تلاوت کا آغاز کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے سے پہلے ہی مکمل قرآن مجید ختم کر لیتے----- [۳۳۶]

کٹا ہوا ہاتھ صحیح ہو گیا

آپ سے محبت رکھنے والوں میں سے ایک سیاہ فام غلام نے کسی کی چوری کر لی----- اسے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا----- آپ نے پوچھا' کیا تو نے چوری کی ہے؟-----

"جی ہاں"----- غلام نے اقرار کر لیا-----

آپ نے شرعی حد نافذ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ کاٹ دیا-----

غلام عدالت سے واپس لوٹ رہا تھا کہ اسے سلمان فارسی اور ابن کراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے----- "یہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟"----- ابن کراء نے دریافت کیا----- یہ اس نے کاٹا ہے جو مومنوں کے امیر اور مسلمانوں کے سردار ہیں' جو داماد رسول اور زوج بتول ہیں-----غلام نے محبت آمیز لہجے میں کہا-----

"حضرت علی نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تو ان کی مدح کر رہا ہے؟"----- ابن کراء نے حیرانی سے پوچھا-----

مجھے تعریف کا حق پہنچتا ہے' کیوں کہ وہ تعریف کے لائق ہیں اور میں کیوں نہ ان کی تعریف کروں جب کہ انہوں نے میرا ہاتھ کاٹ کر مجھے اخروی عذاب سے بچا لیا' غلام نے بڑے وقار سے کہا اور چل دیا--

سلمان فارسی اور ابن کراء، حضرت مولا علی کے دربار میں پہنچتے ہیں-----
سلمان فارسی نے پورا واقعہ گوش گزار کر دیا----- حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام کو بلایا اور اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو کلائی کے ساتھ رکھ کر چادر سے ڈھانپ دیا اور دعا میں مشغول ہو گئے، پھر کیا تھا، آسمان سے ندا آئی:

اِرْفَعِ الرِّدَاءَ عَنِ الْيَدِ-----

"ہاتھ پر سے چادر کو اٹھا دو"-----

چادر اٹھائی گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہاتھ یوں صحیح سلامت ہے، جیسے کبھی کٹا ہی نہ تھا-----[۳۳۷]

اختتامیہ

گذشتہ اوراق میں بکھرے ہوئے مضمون کو خلاصے کے طور پر یوں بھی قلم بند کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم عادات و صفات نبویہ کے عظیم مظہر، خصائل و شمائل مصطفوی کے بہت بڑے مصور، عبادت و ریاضت میں غار حرا کے خلوت نشیں کا نقشہ، مسجد نبوی کے سب سے بڑے قاضی القضاۃ کے جلوے، حلم و بردباری اور رحمت عامہ کے اصل کے پرتو تھے----- مفسر قرآن، فقیہ علم و عرفان، امت کے رہنما و نگہبان، صوفیا کے اصل اور اہل علم کا سہارا بھی آپ ہیں----- ہاں ہاں، آپ شعراء کے قصائد کا مطلع، واعظوں، خطیبوں، مقالہ نگاروں اور مضمون نویسوں کا ابتدائیہ، فصیحوں، بلیغوں اور ادیبوں کے لئے فخر ہیں-----

ہر اک ادا میں ہیں سو جلوے ماہ تابی کے
نثار دیدہ و دل شان بوترابی کے

[۳۳۸]

حضرت مولا علی

اور

خلفاء ثلاثہ کے باہمی تعلقات

علی چوتھا خلیفہ مومنوں کا
علی حق بیں ہے، حق کا راستہ ہے
علی کے قدر داں صدیق اکبر
علی، فاروق اعظم کی رضا ہے
علی، عثمان کا ہم زلف یارو
علی کا ہر صحابی، ہم نوا ہے
علی کا مشورہ سب مانتے ہیں
علی کا ہر کوئی مدحت سرا ہے

(عارف مجور رضوی)

حضرت علی

اور خلفائے ثلاثہ کے باہمی تعلقات

سیدنا علی المرتضٰی، رسول اللہ ﷺ کے چوتھے خلیفہ برحق ہیں---- پہلے تینوں خلفاء کے ساتھ آپ کے نہایت اچھے مراسم تھے، آپ نے ان کی خلافت کو نہ صرف یہ کہ صدق دل سے تسلیم کیا، بلکہ ہر قدم اور ہر موڑ پر بھرپور عملی معاونت فرمائی اور انہیں اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید کرتے رہے----

اس سلسلے میں بعض لوگ افراط و تفریط کا شکار بھی ہیں، مگر سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و فرمودات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہی حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین آپس میں شیر و شکر اور باہم رفیق و معاون تھے---- رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ

مسند امام احمد میں ہے، سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ جمل کے موقع پر ارشاد فرمایا:

"امارت و خلافت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی وصیت نہیں فرما گئے' جس کی ہم پابندی کریں' ہم نے از خود اپنی رائے سے فیصلہ کیا' ابوبکر خلیفہ بنائے گئے' اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے' آپ نے تمام معاملات کو ٹھیک ٹھیک انجام دیا' پھر عمر خلیفہ بنے اور کام درست انجام دیا' یہاں تک کہ دین کی جڑیں مضبوط ہو گئیں"-----[۳۳۹]

عبدالرحمٰن بن جحیفہ کہتے ہیں:

میں حضرت علی کو رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل گردانتا تھا' ایک بار حضرت علی سے عرض کیا:

اے امیر المومنین! قسم بخدا میں رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام مسلمانوں میں سے آپ کے سوا کسی اور کو افضل نہیں سمجھتا----حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص کی نشان دہی نہ کروں؟-----عرض کیا' کیوں نہیں' بتائیں' فرمایا:

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ-----پھر فرمانے لگے:

کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے بعد سب سے افضل شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟-----عرض کیا' ضرور بتائیں' فرمایا:

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ-----[۳۴۰]

ابن عساکر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں' جب حضرت علی بصرہ تشریف لائے تو ابن کواء اور قیس بن عباد نے کھڑے ہو کر کہا:

یہ فرمائیں' کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد خلیفہ تم ہو گے؟-----اس سلسلے میں آپ سے بڑھ کر سچی اور صحیح بات کون بتا سکتا

ہے؟----- آپ نے فرمایا:

یہ بات درست نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ کوئی وعدہ فرمایا تھا----- میں نے سب سے پہلے آپ کی رسالت کی تصدیق کی، تو اب میں جھوٹ کیسے بولوں؟----- اگر حضور ﷺ نے ایسا کوئی وعدہ کیا ہوتا، تو میں قبیلہ بنو تیم کے فرد (ابوبکر کو) اور عمر بن خطاب کو رسول اللہ ﷺ کے منبر پر کھڑا نہ ہونے دیتا اور خود اپنے ہاتھوں سے ان کے ساتھ جنگ کرتا، خواہ کوئی میرا ساتھ نہ دیتا-----

رسول اللہ ﷺ کو اچانک کسی نے قتل نہیں کیا اور نہ ہی اچانک آپ کا وصال ہوا ہے، بلکہ مسلسل کئی روز تک آپ علیل رہے، جب بیماری شدید ہوئی اور مؤذن نے نماز کے لئے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، حالانکہ میں بھی آپ کے سامنے تھا----- آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک (عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے ابوبکر کو امامت سے باز رکھنا چاہا، تو آپ نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

تم یوسف (علیہ السلام) کے زمانہ کی عورتیں ہو، ابوبکر سے کہو، لوگوں کو نماز پڑھائیں-----

فَلَمَّا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ نَظَرْنَا فِيْ اُمُوْرِنَا، فَاخْتَرْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِدِيْنِنَا، فَكَانَتِ الصَّلٰوةُ اَصْلَ الْاِسْلَامِ، قِوَامَ الدِّيْنِ، وَ هُوَ اَمِيْنُ الدِّيْنِ فَبَايَعْنَا اَبَابَكْرٍ فَكَانَ لِذٰلِكَ اَهْلًا-----

جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو ہم نے خلافت کے بارے میں غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ رسول اللہ ﷺ نے جسے ہمارے دین

(نماز) کے لئے پسند فرمایا ہے' اسی کو ہم اپنی دنیا کے لئے (خلیفہ) منتخب کر لیں----- چونکہ نماز اسلام کی بنیاد ہے اور اس پر دین کا دارومدار ہے' جب کہ ابوبکر دین کے امین ہیں---- لہٰذا ہم نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی---- واقعی آپ اس کے حق دار تھے' یہی وجہ ہے کہ ہم میں سے کسی نے بھی آپ کی خلافت کا انکار کیا اور نہ ہی اس سے روگردانی کی-----

اس بنا پر میں نے بھی آپ کا حق ادا کیا' آپ کی مکمل اطاعت کی' آپ کے لشکر میں شریک ہو کر لڑتا رہا' جو کچھ آپ دیتے' میں راضی خوشی قبول کر لیتا' جہاں کہیں آپ نے جنگ کے لئے بھیجا' میں فوراً گیا----- یہاں تک کہ آپ کے حکم سے شرعی حد کے طور پر اپنے کوڑے سے مجرموں کو سزائیں بھی دیں-----

پھر جب حضرت ابوبکر نے وصال کے وقت حضرت عمر فاروق کو اپنا خلیفہ نامزد فرمایا' آپ ابوبکر کی سنت پر عمل پیرا ہوئے' تو ہم نے ان کی بیعت کر لی' آپ کی خلافت پر بھی نہ تو کسی نے اعتراض کیا اور نہ ہی کسی نے روگردانی کی---- میں نے حضرت عمر کے حقوق بھی پورے کئے' ان کی اطاعت کی' لشکروں میں شریک رہا' جو کچھ انہوں نے دیا' خوشی سے قبول کیا' جن جنگوں میں بھیجا' میں ان میں لڑتا رہا اور آپ کے سامنے مجرموں پر کوڑے برسائے-----

جب حضرت عمر کے وصال کا وقت قریب آیا' تو میں نے حضور علیہ السلام سے قرابت' اسلام لانے میں سبقت اور اپنی دیگر فضیلتوں کی طرف دھیان کیا تو خیال ہوا کہ میرے سوا کسی اور کو خلیفہ نہیں بنایا جائے گا'

مگر غالباً حضرت عمر کو خوف تھا کہ کہیں کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد نہ کر بیٹھیں، جس کے اعمال کی بابت قبر میں جواب دینا پڑے، اسی وجہ سے اپنی اولاد کو بھی خلافت کے لئے نامزد نہ کیا بلکہ (خود فیصلہ کرنے کے بجائے) انتخابِ خلیفہ کے لئے میرے سمیت چھ قریشی حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی، اس وقت پھر مجھے خیال ہوا کہ یہ کمیٹی میرے علاوہ کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کرے گی---- جب کمیٹی کا اجلاس ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے تمام ممبروں سے عہد لیا کہ ہم میں سے جسے اللہ تعالیٰ خلیفہ بنا دے، دوسرے تمام لوگ اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام کی تعمیل بجا لائیں گے---- پھر عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی---- اس وقت میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ میری بیعت پر میری اطاعت غالب آگئی اور جو وعدہ مجھ سے لیا گیا تھا، وہ دراصل دوسرے شخص کی بیعت کے لئے تھا---- سو ہم نے حضرت عثمان کی بھی بیعت کر لی اور ان کی اطاعت قبول کرتے ہوئے ان کے احکامات کی تعمیل کی---- حضرت عثمان کی شہادت کے بعد میں نے معاملات پر غور کیا اور سوچا کہ پہلے دونوں خلیفہ، جن کی نماز کے باعث بیعت کی تھی، وصال فرما گئے اور جن کے لئے وعدہ لیا گیا تھا، وہ بھی شہید ہو چکے، لہٰذا اب میں لوگوں سے بیعت لوں، چنانچہ حرمین شریفین اور کوفہ و بصرہ کے باشندوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی، جب کہ میرے مد مقابل وہ شخص (امیر معاویہ) تھا، جو قرابت، اسلام میں مسابقت اور علم و فضل وغیرہ کسی اعتبار سے بھی میرے ہم پلہ نہیں ہے، میں اس کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے خلافت کا

زیادہ حق دار ہوں-----[۳۴۱]

ابوبکر و عمر میرے حبیب ہیں

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر اعتراض کیا کہ آپ اکثر خطبہ میں یہ فرماتے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْنَا بِمَا اَصْلَحْتَ بِهٖ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ------

"اے اللہ! جس طرح تو نے خلفاء راشدین کی اصلاح فرمائی' ہماری بھی ویسی ہی اصلاح فرمادے"-----

پوچھا گیا' خلفاء راشدین سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟----- یہ سنتے ہی آپ کی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا:

هُمَا حَبِیْبَایَ اَبُوْبَکْرٍ وَّ عُمَرُ اِمَامَا الْھُدٰی وَ شَیْخَا الْاِسْلَامِ وَ رَجُلَا قُرَیْشٍ وَ الْمُقْتَدٰی بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ............-----

"ابوبکر و عمر دونوں میرے حبیب ہیں' ہدایت کے امام' شیخ الاسلام' قریش کے نہایت معزز فرد اور رسول اللہ ﷺ کے بعد قابل اقتداء ہیں----- ان کی اقتداء و اتباع کرنے والا محفوظ و مصون اور صراط مستقیم پر گامزن رہے گا اور ان (کی تعلیمات) کو مضبوطی سے تھامنے والا حزب اللہ میں سے ہو گا"-----[۳۴۲]

حضرت مولا علی
اور حضرت ابوبکر صدیق

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مخلص ساتھی اور مشیر رہے اور کسی مرحلہ پر بھی پیچھے نہ ہٹے---- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ المسلمین بنے تو آپ کی خلافت کو تسلیم کیا' چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی نے پہلے یا دوسرے دن بیعت کر لی تھی' کیوں کہ انہوں نے کسی بھی وقت حضرت ابوبکر کا ساتھ نہیں چھوڑا اور نہ ہی کسی نماز میں غیر حاضر رہے------[۳۴۳]

چنانچہ آپ اپنی ذاتی وجوہ اور بعض مصروفیات کی بنا پر چند ماہ اپنے گھر میں ہی مقیم رہے اور کسی سرگرمی کا مظاہرہ نہ کیا' حافظ ابن حجر ہیتمی' ابن سیرین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے پوچھا:
أ كَرِهتَ إِمَارَتِي؟-----
"آپ میری امارت کو ناپسند کرتے ہیں؟"----- کہا:
بالکل نہیں----- میری عدم سرگرمی کا باعث صرف یہ ہے کہ میں نمازوں کے علاوہ باقی تمام وقت قرآن کریم جمع کرنے میں صرف کرتا ہوں، راوی کہتے ہیں، لوگوں کا خیال یہ ہے کہ آپ نزول آیات کے مطابق قرآن کریم کو مرتب کرتے رہے-----[۳۴۴]

بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد بیعت کی----- مگر حافظ ابن کثیر کی مذکورۃ الصدر روایت زیادہ معتبر معلوم ہوتی ہے----- البتہ چونکہ آپ جمع و ترتیب قرآن کریم اور سیدہ فاطمہ کی علالت کے دوران ان کی تیمارداری میں مصروف رہے اور رسول اللہ ﷺ کے وصال اور حضرت ابوبکر کے خلیفۃ المسلمین ہونے کے چھ ماہ بعد ہی سیدہ کا وصال ہو گیا، تو آپ نے دوبارہ بیعت کی، جو پہلی بیعت کی تجدید و توثیق تھی-----[۳۴۵]

یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے، جو عام طور پر ایک خاص حلقہ کی جانب سے صحابہ دشمنی میں پھیلائی جاتی ہے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ وصال فرمانے تک ناراض رہیں-----

امر واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی وراثت سے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باغ فدک کا مطالبہ کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے، رسول اللہ ﷺ کی

حدیث سنائی :

لا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَا فَھُوَ صَدَقَۃٌ-----

"ہماری (انبیاء کرام کی) وراثت تقسیم نہیں کی جاتی' جو کچھ ہم چھوڑ جائیں' وہ صدقہ ہوتا ہے"-----

باغ فدک وغیرہ اموال پر بطور امین میں اسی طرح کا تصرف کرنے کا مجاز ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں اس کے مصارف کا استعمال فرماتے تھے-----[۳۴۶]

سیدہ خاموش ہو گئیں اور پھر اس سلسلے میں کبھی مطالبہ نہیں کیا----- البتہ بتقاضائے بشری ممکن ہے کہ وقتی طور پر آپ کو ملال خاطر بھی ہوا ہو' مگر یہ ایسی ناراضی نہ تھی' جو قطع تعلقی کے زمرے میں شامل ہو کر شرعاً ممنوع ہو----- مگر بالآخر حضرت سیدنا صدیق اکبر پر راضی ہو گئی تھیں-----

چنانچہ اوزاعی کہتے ہیں' ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ جب سیدہ ملول ہوئیں :

فَخَرَجَ اَبُوْ بَکْرٍ حَتّٰی قَامَ عَلٰی بَابِھَا فِیْ یَوْمٍ حَارٍ ثُمَّ قَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰی تَرْضٰی عَنِّیْ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَیْھَا عَلِیٌّ فَاَقْسَمَ عَلَیْھَا لِتَرْضٰی فَرَضِیَتْ-----[۳۴۷]

"تو ابوبکر صدیق شدید گرمی میں سیدہ فاطمۃ الزہراء کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور کہا' رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی جب تک راضی نہیں ہو جاتیں' واپس نہیں لوٹوں گا' حضرت علی نے سیدہ فاطمۃ الزہراء کو قسم دے کر کہا کہ آپ راضی ہو جائیں' چنانچہ آپ حضرت ابوبکر صدیق پر راضی ہو گئیں"-----

سیدہ کے جنازہ کی امامت

طبقات ابن سعد میں ہے:

صَلّٰی اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ عَلٰی فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَکَبَّرَ عَلَیْھَا اَرْبَعًا------[۳۴۸]

"رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء کی نماز جنازہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی"------

امام مالک' سیدنا امام جعفر صادق سے' وہ اپنے والد سیدنا امام محمد باقر سے' وہ سیدنا امام زین العابدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے روایت کرتے ہیں:

مَاتَتْ فَاطِمَةُ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ فَحَضَرَھَا اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ وَ الزُّبَیْرُ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَلَمَّا وُضِعَتْ لِیُصَلّٰی عَلَیْھَا قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تَقَدَّمْ یَا اَبَا بَکْرٍ قَالَ وَ اَنْتَ شَاھِدٌ یَا اَبَا الْحَسَنِ قَالَ نَعَمْ تَقَدَّمْ فَوَ اللّٰہِ لَا یُصَلِّیْ عَلَیْھَا غَیْرُكَ فَصَلّٰی عَلَیْھَا اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ وَ دُفِنَتْ لَیْلًا------[۳۴۹]

"سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا------ وصال کی خبر سنتے ہی حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) پہنچ گئے' جب نماز کے لئے جنازہ لایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

ابوبکر! نماز جنازہ آپ پڑھائیں' حضرت ابوبکر نے فرمایا:

آپ کی موجودگی میں؟----- حضرت مولا علی نے فرمایا:

ہاں، آگے بڑھیے----- بخدا آپ کے علاوہ کوئی اور نماز جنازہ نہیں

پڑھائے گا----- چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز

پڑھائی اور رات ہی کو آپ کی تدفین ہوئی"-----

قلبی تعلق

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا باہمی ربط اور قلبی تعلق ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا تھا، ان حضرات کے درمیان محبت و مودت اور عقیدت و موانست کا رشتہ تھا----- وہ ایک دوسرے کے انتہائی دوست اور ساتھی تھے-----

کثیر النواء حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

اَخَذَتْ اَبَا بَکْرٍ الْخَاصِرَۃُ فَجَعَلَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ یُسْخِنُ یَدَہٗ فَیَکْوِیْ بِھَا خَاصِرَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ-----[۳۵۰]

"ایک بار حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں درد تھا، حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنا ہاتھ آگ سے گرم کر کر کے اس پر پھیرتے رہے اور اسے سینکتے رہے"-----

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جب اسلام کا وہ لشکر جرار، جسے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں خود حضور ﷺ نے تیار فرمایا تھا، مدینہ منورہ سے کوچ کرنے لگا، تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بنفس نفیس اس میں شریک ہو گئے----- صحابہ کرام نے بہت منت سماجت کی کہ ان نازک ترین حالات میں

مدینہ منورہ سے آپ کی روانگی ہرگز مناسب نہیں' مگر آپ پیچھے نہ ہٹے اور تلوار لہراتے ہوئے لشکر اسلامی کے ساتھ چلتے رہے' یہاں تک کہ وادی القصہ میں آپہنچے' حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

اَخَذَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ بِزِمَامِهَا' قَالَ اِلٰی اَیْنَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟---- اَقُوْلُ لَكَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَوْمَ اُحُدٍ لِمْ سَیْفَكَ وَ لَا تَفْجَعْنَا بِنَفْسِكَ وَ ارْجِعْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ اُصِبْنَا بِكَ لَا یَكُوْنُ لِلْاِسْلَامِ بَعْدَكَ نِظَامٌ اَبَدًا----[۳۵۱]

"اس مرحلے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری کی مہار تھام لی اور (نہایت عقیدت و محبت کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے) کہا :

اے خلیفہ رسول! کدھر تشریف لئے جارہے ہیں؟---- آج میں آپ کو وہی بات یاد دلاتا ہوں' جو اللہ کے رسول ﷺ نے جنگ احد کے موقع پر فرمائی تھی---- اپنی تلوار میان میں ڈال لیں' ہمیں اپنی دائمی جدائی کا صدمہ نہ پہنچائیں' بلکہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے جائیے---- اللہ کی قسم اگر آپ کو کچھ ہو گیا اور آپ کی دائمی مفارقت کا صدمہ پہنچا تو پھر (ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھر جائے گا) نظام اسلام کبھی درست نہیں ہو سکے گا---- چنانچہ آپ نے لشکر کو روانہ فرما دیا اور خود (حضرت علی کے اصرار پر) مدینہ منورہ واپس آگئے"-----

اس واقعہ سے بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس درجہ مخلص تھے---- اگر

خدانخواستہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دل میں دشمنی ہوتی یا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو تسلیم نہ کیا ہوتا تو یہ انتہائی غنیمت کا موقع تھا' مدینہ منورہ خالی ہوجاتا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حق میں حالات کو سازگار بنا سکتے تھے' مگر آپ انتہائی خلوص و محبت سے باصرار' ابوبکر صدیق کو دارالخلافہ میں واپس لائے----- حقیقت یہ ہے کہ آپ کا یہ سنہری کردار انتہائی خلوص و محبت کا مظہر ہے-----

تعزیتی خطاب

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے' جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا' مدینہ منورہ کی فضا نالہ و شیون اور حزن و ملال میں تبدیل ہوئی' درد و غم کا وہی عالم تھا' جو سید عالم رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت تھا' صحابہ کرام کے سینے ہجر و فراق صدیق اکبر کے باعث پھٹے پڑے تھے' حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھیں آنسو برسا رہی تھیں اور آپ صحابہ کرام کے مجمع سے خطاب فرما رہے تھے----- اس موقع پر آپ نے فصاحت و بلاغت سے بھرپور جو طویل خطبہ ارشاد فرمایا' اس کی سطر سطر سے محبت کی خوشبو مہکتی ہے' لفظ لفظ سے عقیدت و محبت کے موتی جھلمل کرتے دکھائی دیتے ہیں----- اختصار کے پیش نظر اس تاریخی خطبہ کا صرف ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے-----

صحابی رسول حضرت اسید بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا تو آپ کے جسد اطہر پر ایک چادر ڈال دی گئی اور مدینہ منورہ کی فضا نالہ و فغاں سے لرز اٹھی اور وہی

کیفیت پیدا ہو گئی' جس طرح رسول اللہ ﷺ کے وصال پر ہوئی تھی---- خبر وصال سنتے ہی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا:

اَلْیَوْمَ اِنْقَطَعَتْ خَلَافَةُ النُّبُوَّةِ---- "آہ! آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہو گیا"---- پھر اس مکان کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے' جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسد مقدس رکھا ہوا تھا اور بارگاہ صدیقی میں نہایت فصاحت وبلاغت سے عقیدت و محبت کے پھول یوں نچھاور کئے:

یَرْحَمُكَ اللّٰهُ یَا اَبَا بَکْرٍ کُنْتَ اِلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اُنْسَهٗ وَ مُسْتَرَاحَهٗ وَ ثِقَتَهٗ وَ مَوْضِعَ سِرِّهٖ وَ مُشَاوَرَتِهٖ----

"اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے' آپ رسول اللہ ﷺ کے لئے الفت' محبت و راحت و سرور کا باعث اور حضور ﷺ کے معتمد راز دار اور مشیر تھے"-----

کُنْتَ اَوَّلَ الْقَوْمِ اِسْلَامًا وَ اَخْلَصَهُمْ اِیْمَانًا وَ اَشَدَّهُمْ یَقِیْنًا وَ اَخْوَفَهُمْ لِلّٰهِ وَ اَعْظَمَهُمْ غِنَاءً فِیْ دِیْنٍ وَ اَحْوَطَهُمْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ-----

"آپ ساری قوم میں اسلام لانے میں سب سے اول' ایمان میں سب سے زیادہ مخلص' یقین میں سب سے مضبوط' خدا خوفی میں سب سے بڑھ کر' دین کے لئے سب سے زیادہ نفع بخش تھے----- آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سب سے زیادہ حاضرباش' اسلام پر سب سے زیادہ مہربان' اصحاب رسول کے لئے سب سے زیادہ بابرکت اور صحبت و سنگت کے لحاظ سے سب سے بہترین تھے----- آپ کے

مناقب بہت زیادہ تھے' آپ نیکیوں میں سب سے سبقت لے جانے والے' مرتبہ میں سب سے بلند تر اور حضور علیہ کی بارگاہ تک رسائی اور وسیلہ میں سب سے قریب تھے---- آپ صورت و سیرت' حسن ہیئت اور رحمت و فضل میں رسول اللہ علیہ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے---- بارگاہ رسالت میں آپ قدر و منزلت اور عزت و کرامت میں سب سے بڑھ کر تھے اور حضور علیہ کی نظر میں سب سے زیادہ قابل اعتماد تھے---- اللہ تعالیٰ آپ کو رسول کریم علیہ اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے"-----

آپ رسول اللہ علیہ کے ہاں بمنزلہ سمع و بصر (کان اور آنکھ کی مانند) تھے---- آپ نے رسول اللہ علیہ کی اس وقت تصدیق کی' جب سب لوگوں نے آپ علیہ کی تکذیب کی تھی----- تب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کا نام صدیق رکھا اور فرمایا:

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖ-----[۳۵۲]

"اور وہ جو سچائی لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی"-----

سچائی لے کر تشریف لانے والے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ ہیں اور ان کی تصدیق کرنے والے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں-----

جب لوگوں نے بخل سے کام لیا' آپ نے دل کھول کر مدد اور غم خواری کی---- جب لوگ لاتعلق ہو کر الگ بیٹھ گئے' تو ان تنگیوں اور تکلیفوں میں آپ نے حضور علیہ کا ساتھ دیا-----مشکل وقت میں آپ نے حضور علیہ کی سنگت کا حق ادا کر دیا----- غار کے اندر آپ

دو میں سے دوسرے اور حضور ﷺ کے رفیق تھے----- اور وہ آپ ہی تھے جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان اور سکینت اتاری گئی----- آپ ہجرت میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق اور اللہ تعالیٰ کے دین میں اور امت پر حضور ﷺ کے خلیفہ تھے----- آپ نے خلافت کا حق ادا کر دیا-----

جب لوگ مرتد ہونے لگے تو آپ نے دین کا جھنڈا تھام کر یوں مردانہ وار مقابلہ کیا کہ کسی نبی کے خلیفہ کی ایسی مثال نہیں ملتی----- جب دوسرے ساتھیوں نے بزدلی دکھائی' آپ اٹھ کھڑے ہوئے' جب انہوں نے سستی کا مظاہرہ کیا تو آپ میدان میں نکل آئے-----جب انہوں نے کمزوری ظاہر کی' تو آپ قوی ثابت ہوئے-----

جب لوگ مضطرب تھے تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھا-----آپ حضور ﷺ کے خلیفہ برحق تھے----- منافقین کی ریشہ دوانیوں' کافروں کی تلملاہٹ' حاسدین کی ناپسندیدگی اور باغیوں کے غیظ وغضب کے باوجود آپ کی ذات ہر نزاع اور ٹکراؤ سے بالاتر تھی-----

جب لوگ بزدل ہو گئے' آپ غلبہ دین کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے-----جب لوگ گھبرا کر ڈانواں ڈول ہوئے تو آپ ثابت قدم رہے----- جب لوگ ٹھٹھک کر رک گئے' تو آپ نور الٰہی کی روشنی میں آگے بڑھتے چلے گئے-----پھر انہوں نے بھی آپ کی پیروی کی اور انہیں ہدایت نصیب ہو گئی----- آپ کی آواز سب سے پست' مگر تاثیر کے لحاظ سے سب سے بلند تھی----- آپ کی گفتگو سب سے

زیادہ باوقار' مؤثر اور درست تھی----- آپ بہت کم گفتگو فرماتے اور اکثر خاموش رہتے----- آپ کی ذات سب سے زیادہ بہادر تھی----- آپ معاملہ فہمی میں سب سے بڑھ کر----- عمل میں سب سے زیادہ فضیلت و شرف والے تھے-----

خدا کی قسم! آپ اہل دین کے سب سے بڑے رہنما تھے----- پہلے پہل جب لوگ دین سے ہٹے ہوئے تھے اور بعد میں بھی جب وہ دین کی طرف متوجہ ہوگئے' آپ اہل ایمان کے لئے مہربان باپ تھے----- اس مہر پدری سے وہ آپ کی اولاد بن گئے----- جو بھاری بوجھ وہ نہ اٹھا سکے' آپ نے اٹھا لئے----- جو ان سے فروگزاشت ہوئی' اس کی آپ نے نگہ داشت کی-----جو چیز انہوں نے کھو دی' اس کی آپ نے حفاظت کی----- جو انہوں نے نہ جانا' وہ آپ نے جان لیا----- جب وہ عاجز ہوگئے تو آپ نے کمر ہمت باندھ لی----- جب وہ گھبرا گئے تو آپ نے صبر و استقامت سے کام لیا----- آپ نے داد خواہوں کی داد رسی کی' وہ اپنی رہنمائی کے لئے آپ کی جانب رجوع ہوئے اور کامیاب ہوئے----- آپ کے طفیل انہیں وہ کچھ نصیب ہوا' جس کا ان کو گمان تک نہ تھا----- آپ کافروں کے لئے سخت عذاب' آتش سوزاں اور مسلمانوں کیلئے رحمت' انس اور پناہ گاہ تھے-----

آپ نے اوصاف کی فضا میں پرواز کی اور ان عطیات کے حصول میں کامیابی پائی----- آپ ساری فضیلتیں لے گئے اور آپ نے ساری نیکیاں سمیٹ لیں----- آپ کی دلیل کو شکست نہیں ہوئی اور آپ کی بصیرت کبھی کمزور نہیں ہوئی----- آپ کے نفس نے کبھی بزدلی نہیں

دکھائی، آپ کا دل نہ کبھی گھبرایا اور نہ متذبذب ہوا---- آپ اس پہاڑ کی مانند تھے، جس کو نہ شدائد ہلا سکتے ہیں اور نہ طوفان کے تندو تیز جھکڑ اپنی جگہ سے ہٹا سکتے ہیں اور آپ اس طرح تھے، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا:

"اے ابو بکر! تم اپنی صحبت میں اور میرے لئے مال خرچ کرنے میں سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے ہو"-----

اور جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اے ابو بکر! تم بدن میں تو ضعیف ہو، لیکن اللہ کے دین میں قوی ہو، اپنے مزاج کے اعتبار سے منکسر اور متواضع ہو لیکن اللہ کے نزدیک گرامی قدر---- انسانوں کی نگاہوں میں صاحب سطوت اور ان کے دلوں میں بڑے باوقعت ہو، تمہارے بارے میں کسی کی مجال نہیں کہ وہ آپ کو عیب لگائے اور نہ ہی کوئی زبان طعن دراز کر سکتا ہے"-----

اے ابو بکر! کسی شخص کو آپ سے حق کے خلاف فیصلہ کرنے کی امید یا لالچ نہ تھا اور نہ مخلوق میں آپ کسی کی (بے جا) رعایت کر سکتے تھے---- عاجز اور کمزور آپ کے نزدیک قوی اور معزز تھا، جب تک کہ آپ اس کا حق نہ دلا دیتے اور طاقت ور آپ کی نگاہوں میں ناچیز تھا، جب تک کہ آپ اس سے حق لے نہ لیتے-----

اس معاملہ میں قریب و بعید، سب آپ کی نظر میں برابر تھے-----

آپ کا مقرب وہ تھا، جو خدا کا سب سے زیادہ فرمانبردار اور سب سے زیادہ پرہیزگار تھا---- آپ سراپا حق و صداقت اور نرم خو تھے---- آپ کا قول محکم، قطعی حکمت سے لبریز اور اٹل ہوا کرتا---- آپ کا حکم،

بردباری اور حزم و احتیاط پر مبنی ہوتا' آپ کی رائے علم اور عزم کی آئینہ دار ہوتی ---- (ان اوصاف و فضائل کی قوت سے) آپ نے باطل کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا (اس کے بعد) راستہ صاف تھا' مشکل آسان تھی اور (فتنہ و فساد) کی آگ سرد ہو گئی -----

آپ کی مدد سے دین اعتدال پر آگیا اور آپ کی وجہ سے ایمان مضبوط بنیادوں پر استوار ہو گیا ---- اسلام اور مسلمان مزید قوی ہو گئے' فرمان الٰہی غالب آگیا' اگرچہ کفار کو یہ سخت ناگوار تھا ---- اللہ کی قسم اس حسن خدمت میں آپ سب سے آگے نکل گئے اور اپنے بعد آنے والوں کو سخت دشواری میں ڈال دیا ---- آپ خیر و برکت کے ساتھ کامیاب ہو گئے ---- آپ کی شان آہ و بکاء سے ارفع ہے اور آپ کی مفارقت کی مصیبت اہل آسمان پر بہت بڑی ہے ---- آپ کی رحلت کے صدمے نے لوگوں کو ہلا کے رکھ دیا ---- اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ---- اللہ تعالیٰ کی قضا پر ہم راضی ہیں اور اس کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں -----

فَوَ اللّٰهِ لَنْ يُّصَابَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِكَ اَبَدًا كُنْتَ لِلدِّيْنِ عِزًّا وَّ حِرْزًا وَّ كَهْفًا -----

"اللہ کی قسم' رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد جیسی مصیبت آج پہنچی ہے' مسلمانوں کو پھر کبھی نہیں پہنچے گی ---- آپ دین کی عزت' حفاظت اور پناہ تھے" -----

آپ مسلمانوں کے لئے جمعیت' مضبوط قلعہ اور فریاد رس تھے اور منافقوں کے لئے سخت غیظ و غضب تھے ---- اللہ تعالیٰ آپ کو آپ

کے نبی کریم علیہ السلام سے ملا دے اور ہمیں آپ کے (غم میں صبر کے) اجر سے محروم نہ رکھے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ فرمائے----- بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے-----

راوی کا بیان ہے کہ جب تک حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم خطبہ دیتے رہے' سب آدمی خاموش رہے' جب آپ خطبہ تمام فرما چکے' تو ایک ہنگامہ آہ و بکاء شروع ہو گیا اور سب نے ہم آواز ہو کر کہا' اے رسول اللہ علیہ السلام کے داماد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! آپ نے بالکل درست فرمایا-----[۳۵۳]

سیدنا صدیق اکبر کی اہل بیت کرام سے محبت

محبت کا یہی رنگ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار کا حصہ تھا----- آپ کو حضرت علی اور دیگر اہل بیت کرام سے قلبی عقیدت و محبت تھی اور ان پر بے حد اعتماد تھا----- آپ فرمایا کرتے:

وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ-----[۳۵۴]

"اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' مجھے اپنی قرابت داری سے رسول اللہ علیہ السلام کے اقرباء زیادہ محبوب ہیں"-----

آپ تاکیدی حکم فرماتے:

اِرْقَبُوْا مُحَمَّدًا فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ-----[۳۵۵]

"اہل بیت کے معاملہ میں رسول اللہ علیہ السلام کی نسبت کا لحاظ رکھا کرو"-----

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد اپنے ابتدائی ایام خلافت میں لشکر اسامہ کو روانہ فرمایا' تو مدینہ منورہ میں بہت ہی قلیل فوج باقی رہ گئی تھی'بعض قبائل کی طرف سے مدینہ طیبہ پر قابض ہو جانے کی افواہیں گردش کرنے لگیں تو ان نازک ترین حالات میں آپ نے اپنے جن معتمد ترین احباب کو مدینہ منورہ کے گرداگرد پہرہ کے لئے مقرر فرمایا' ان میں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی سرفہرست تھا-----[۳۵۶]

امام بخاری حضرت عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی سے باہر نکلے تو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے پایا' آپ نے انہیں اپنے کاندھے پر اٹھا لیا اور کہا-----

بِاَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِ
لَیْسَ شَبِیْھًا بِعَلِیِ

"میرے ماں باپ فدا ہوں' یہ تو ہوبہو رسول اللہ ﷺ کی تصویر ہیں' علی کے مشابہ نہیں ہیں"-----

وَ عَلِیٌّ یَضْحَكُ-----

"یہ سن کر حضرت علی مسکرا رہے تھے"-----[۳۵۷]

باہمی عقیدت و محبت

عقیدت و محبت کے اس دو طرفہ تعلق کا اندازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے بہ خوبی ہوتا ہے' آپ بیان فرماتے ہیں:

ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولا علی کرم اللہ

وجہہ الکریم کاشانہ نبوی میں حاضری کے لئے آئے' حضرت علی المرتضٰی نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا دروازہ پر آپ دستک دیجئے' حضرت ابوبکر صدیق نے کہا' آپ آگے بڑھیے' حضرت مولا علی نے کہا:

میں ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا' جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا:

مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَ لَا غَرَبَتْ مِنْ بَعْدِیْ عَلٰی رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ-----

"کسی شخص پر سورج طلوع و غروب نہ ہو گا' جو میرے بعد ابوبکر صدیق سے افضل ہو (یعنی میرے بعد ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں)------

حضرت ابوبکر صدیق نے کہا:

میں ایسے شخص سے آگے بڑھنے کی جرات کیسے کر سکتا ہوں' جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَعْطَیْتُ خَیْرَ النِّسَاءِ لِخَیْرِ الرِّجَالِ-----

"میں نے سب سے بہتر عورت کو سب سے بہتر شخص کے نکاح میں دیا"-----

حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم نے کہا:

میں ایسے شخص سے کیسے آگے بڑھوں' جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہو:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی صَدْرِ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ-----

"جو شخص ابراہیم خلیل علیہ السلام کے سینہ مبارک کی زیارت کرنا چاہے' وہ ابوبکر کے سینہ کو دیکھ لے"-----

ابوبکر صدیق نے کہا :

میں بھلا آپ سے کیسے تقدم کروں' جن کے حق میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان گرامی سنا ہو :

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی صَدْرِ آدَمَ وَ اِلٰی یُوْسُفَ وَ حُسْنِهٖ وَ اِلٰی مُوْسٰی وَ صَلٰوتِهٖ وَ اِلٰی عِیْسٰی وَ زُهْدِهٖ وَ اِلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ وَ خُلُقِهٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیٍّ-----

"جو شخص حضرت آدم کا سینہ مبارک' حضرت یوسف اور ان کا حسن و جمال' حضرت موسیٰ اور ان کی نماز' حضرت عیسیٰ اور ان کے زہد و تقویٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ و الثناء اور آپ کے خلق عظیم کو دیکھنا چاہے وہ علی المرتضیٰ کو دیکھ لے"-----

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا :

میں ایسی شخصیت سے پیش قدمی کی جرات کیسے کروں' جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ یہ فرمائیں :

اِذَا اجْتَمَعَ الْعَالَمُ فِیْ عَرَصَاتِ الْقِیٰمَةِ یَوْمَ الْحَسْرَةِ وَ النَّدَامَةِ یُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنْ قِبَلِ الْحَقِّ عَزَّ وَ جَلَّ یَا اَبَا بَکْرٍ اُدْخُلْ اَنْتَ وَ مَحْبُوْبُكَ الْجَنَّةَ-----

"جب میدان محشر میں حسرت و ندامت (یعنی قیامت) کے روز تمام لوگ جمع ہوں گے' ایک منادی حق تعالیٰ عزوجل کی جانب سے ندا کرے گا' اے ابوبکر! تم اپنے محبوب کی معیت میں جنت میں داخل ہو

جاؤ“-----

حضرت ابوبکر نے کہا:

مجھے ایسے شخص سے تقدم کی ہمت کیسے ہو سکتی ہے، جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے خیبر اور حنین کے موقع پر، جب آپ کی خدمت میں دودھ اور کھجور کا ہدیہ پیش کیا گیا، تو فرمایا:

ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃٌ مِّنَ الطَّالِبِ الْغَالِبِ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ-----

”یہ ہدیہ طالب و غالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کے لئے ہے“-----

حضرت علی نے کہا:

میں آپ سے کیوں کر آگے بڑھوں، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے یہ فرمایا ہو:

اَنْتَ یَا اَبَا بَکْرٍ عَیْنِیْ-----

”ابوبکر! تم میری آنکھ ہو“-----

حضرت ابوبکر نے کہا:

میں ایسی شخصیت سے کیونکر آگے بڑھوں، جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

”روز قیامت علی جنتی سواری پر آئیں گے، تو کوئی ندا کرنے والا ندا کرے گا:

یَا مُحَمَّدُ کَانَ لَكَ فِی الدُّنْیَا وَالِدٌ حَسَنٌ وَ اَخٌ حَسَنٌ اَمَّا الْوَالِدُ الْحَسَنِ فَاَبُوْكَ اِبْرَاهِیْمُ الْخَلِیْلُ وَ اَمَّا الْاَخُ فَعَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ-----

”اے محمد مصطفیٰ! دنیا میں آپ کے ایک بہت اچھے والد، ایک بہت اچھے

بھائی تھے' والد ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور بھائی علی المرتضیٰ"-----

حضرت علی المرتضیٰ نے کہا:

میں ایسی شخصیت پر کیسے فوقیت حاصل کر سکتا ہوں' جس کی بابت نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَجِيْئُ رِضْوَانُ خَازِنُ الْجِنَانِ بِمَفَاتِيْحِ الْجَنَّةِ وَ مَفَاتِيْحِ النَّارِ وَ يَقُوْلُ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلرَّبُّ جَلَّ جَلَالُهٗ يُقْرِئُكَ السَّلَامُ وَ يَقُوْلُ لَكَ هٰذِهٖ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ وَ مَفَاتِيْحُ النَّارِ اِبْعَثْ مَنْ شِئْتَ اِلَى الْجَنَّةِ وَ ابْعَثْ مَنْ شِئْتَ اِلَى النَّارِ-----

"روز محشر جنت کا خازن رضوان' جنت اور دوزخ کی چابیاں لے کر ابوبکر صدیق کی خدمت میں پیش کرے گا اور کہے گا' اے ابوبکر! رب کریم جل جلالہ آپ کو سلام فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کی چابیاں اپنے پاس رکھ لیں' جسے چاہو جنت میں بھیج دو اور جسے چاہو دوزخ میں بھیج دو"-----

حضرت ابوبکر صدیق نے کہا:

میں ایسے شخص سے آگے بڑھنے کا یارا نہیں رکھتا' جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَانِيْ فَقَالَ لِيْ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُقْرِءُكَ السَّلَامُ وَ يَقُوْلُ لَكَ اَنَا اُحِبُّكَ وَ اُحِبُّ عَلِيًّا-----

"جبریل امین علیہ السلام نے مجھے آکر بتایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کے بعد فرماتا ہے کہ میں تم سے اور علی سے محبت کرتا ہوں' اس پر میں نے سجدہ شکر ادا کیا----- پھر کہا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

میں فاطمہ سے بھی محبت کرتا ہوں' میں پھر سجدہ شکر بجا لایا---- پھر کہا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

میں حسن و حسین سے بھی محبت کرتا ہوں' اس پر میں نے سجدہ شکر ادا کیا"-----

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

میں ایسے بزرگ سے کیسے آگے بڑھوں' جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ عَلَیْهِمْ-----

"اگر روئے زمین کے تمام لوگوں کے ایمان کا ابوبکر کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے' تو ابوبکر کا ایمان سب سے وزنی ہوگا"-----

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

ایسی محبوب شخصیت سے کیسے آگے بڑھوں' جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی ہو:

قیامت کے دن علی المرتضیٰ' ان کی اہلیہ اور اولاد اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں گے تو لوگ کہیں گے یہ کون ہیں؟---- منادی کہے گا:

هٰذَا حَبِیْبُ اللّٰهِ هٰذَا عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ-----

"یہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں' یہ علی بن ابی طالب ہیں"-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

بھلا میں ایسی محترم شخصیت سے کیوں کر آگے بڑھوں' جن کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اہل محشر جنت کے آٹھوں دروازوں سے یہ آواز سنیں گے:

اُدْخُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ الاَ كْبَرُ-----

"صدیق اکبر! جنت کے جس دروازے سے جی چاہے' تشریف لائیں"-----

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھوں گا' جس کے حق میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہو:

بَيْنَ قَصرِىْ وَ قَصرِ اِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ قَصرُ عَلِىٍّ-----

"علی کا محل میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے محلوں کے درمیان ہو گا"-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

اس وجیہ مرد سے آگے کیسے بڑھوں' جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

اِنَّ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ مِنَ الْكَرُوْبِيِّيْنَ وَ الرُّوْحَانِيِّيْنَ وَ الْمَلاءِ الْاَعْلٰى لَيَنْظُرُوْنَ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ-----

"آسمانوں کے فرشتے کروبین' روحانین اور ملاء اعلیٰ روزانہ ابوبکر کی طرف تکتے رہتے ہیں"-----

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

میں ایسی پیکر ایثار شخصیت سے کیسے تقدم کروں' جس کی اولاد اور خود اس کے اپنے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہو:

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا-----[۳۵۸]

"اللہ کی محبت میں مسکین' یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں"-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:
میں ایسے متقی شخص سے کیوں کر فائق ہو سکتا ہوں' جس کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان والا شان ہو:

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ----[۳۵۹]

"وہ ہستی' جو سچ لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی' یہی وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں"-----

جبریل امین کی آمد اور حضور کا فیصلہ

دونوں جلیل القدر شخصیات کا باہمی اکرام و اعزاز دیدنی تھا' ان کا محبت بھرا مکالمہ جاری تھا کہ جبریل امین علیہ السلام' رب العالمین کی طرف سے رسول صادق و امین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کر رہے ہیں اور ان کی ادب و احترام پر مبنی گفتگو سن رہے ہیں----- اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کو ان کے حسن ادب' حسن اسلام اور حسن ایمان کے باعث اپنی رحمت و رضوان سے ڈھانپ لیا ہے----- آپ ان کے پاس ثالث کی حیثیت سے تشریف لے جائیں' چنانچہ حضور تشریف لائے----- دونوں کی باہمی محبت کو دیکھ کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا:

وَ حَقِّ مَنْ نَّفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ اَصْبَحَتْ مِدَادًا وَ الْاَشْجَارَ اَقْلَامًا وَّ اَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ كُتَّابًا لَعَجَزُوْا عَنْ

فَضْلِكُمَا وَعَنْ وَصفِ اَجْرِكُمَا---[۳۶۰]

"قسم ہے اس (رب) کے حق کی' جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے' اگر سارے سمندر سیاہی ہو جائیں' درخت قلمیں بن جائیں' اور زمین و آسمان والے لکھنے بیٹھ جائیں' پھر بھی تمہاری فضیلت اور اجر بیان کرنے سے عاجز رہ جائیں"-----

حضرت مولا علی اور حضرت عمر فاوق

باہمی محبت' احترام اور اعتماد کا جو رشتہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تھا' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی آپس میں اسی طرح کا تعلق تھا-----

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہترین مشیر تھے----- جب بھی کوئی مشکل مرحلہ آتا' آپ کو بلواتے اور آپ اپنی خداداد ذہانت و لیاقت سے مسئلہ کا حل فرما دیتے-----

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے مشکل اور الجھے ہوئے مسائل کے بارے میں اللہ سے پناہ مانگتے' جن کے حل کے لئے حضرت علی موجود نہ ہوں-----

حضرت عمر آپ کی صلاحیتوں کے کھلے دل و دماغ سے معترف تھے اور برملا اس کا اظہار بھی فرماتے----- اس سلسلے میں آپ کا یہ قول لَو لا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ ("اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا") زبان زد خاص و عام ہے----- کتنے ہی ایسے

مقدمات آتے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا فیصلہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرما دیتے' اس سلسلے میں کچھ تفصیل اسی کتاب کے "قوت فیصلہ اور قضا میں مہارت" کے عنوان میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے-----

فتح بیت المقدس

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات پر مکمل اعتماد تھا' چنانچہ جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور نصاریٰ نے یہ شرط عائد کی کہ ہم آپ کے خلیفہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور سے معاہدہ نہیں کریں گے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تمام صورت حال لکھ بھیجی----- آپ نے صحابہ کرام سے مشاورت کی' حضرت عثمان غنی کا مشورہ یہ تھا کہ آپ کا بذات خود تشریف لے جانا مناسب نہیں' مگر حضرت علی نے مشورہ دیا کہ آپ کا جانا ہر لحاظ سے مفید ہے----- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ رائے پسند آئی' آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قائم مقام خلیفہ مقرر کر کے شام کا سفر اختیار فرمایا-----[۳۶۱]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی فتح کا تاریخی اعزاز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اور یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صائب رائے پر عمل کا نتیجہ تھا-----

اہل بیت کرام سے تعلق

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نبوی نسبت اور قرابت کا بے حد لحاظ

فرماتے' اسی لئے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آپ کی اولاد کا انتہائی احترام کرتے---- مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر اسی نسبت نبوی کے پیش نظر الاقرب فالاقرب کی ترتیب کا لحاظ فرماتے----

جب کثرت فتوحات کے باعث مالی وسعت ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام کی درجہ بندی فرما کر ان کے وظائف مقرر کرنے کے لئے باقاعدہ ایک محکمہ (دیوان) قائم فرمانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت مولا علی اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مشورہ دیا کہ اس میں سرفہرست آپ اپنا نام رکھیں' مگر حضرت عمر نے اس رائے کو تسلیم نہ کیا اور فرمایا:

"میں رسول اللہ ﷺ سے قربت کے اعتبار سے ترتیب رکھوں گا"-----

چنانچہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام رکھا' پھر اہل بدر اور ان کے بعد دیگر غزوات کے شرکاء----- قرابت نبوی ہی کا اعتبار کرتے ہوئے' آپ نے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے وظائف اہل بدر کے برابر متعین فرمائے' حالانکہ دونوں شہزادے جنگ بدر میں شریک نہ تھے (کیوں کہ ابھی یہ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے)-----[۳۶۲]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وَ قَدْ ثَبَتَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یُکْرِمُھُمَا وَ یَحْمِلُھُمَا وَ یُعْطِیْھِمَا کَمَا یُعْطِی اَبَاھُمَا-----

"یہ بات تحقیقی طور پر ثابت شدہ ہے کہ حضرت عمر' حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کی بہت تکریم فرماتے' انہیں اٹھاتے اور ان کی

خدمتؑ میں عطیات پیش کرتے' جیسا کہ ان کے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تحائف سے نوازتے"-----

ایک بار آپ نے صحابہ کرام کے صاحبزادوں میں یمنی پوشاکیں تقسیم کیں' اور فرمایا:

یہ حضرات حسن و حسین کے لئے موزوں نہیں' چنانچہ آپ نے یمن میں اپنے نائب کو خط لکھا کہ فوری طور پر حسنین کریمین کے شایان شان دو پوشاکیں بھجوائی جائیں-----[۳۶۳]

حضرت عمر کی وصیت

ایک مرتبہ مال تقسیم کرنے لگے اور آغاز سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا' تو آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

ابا جان! پہلے مجھے دیں' میں زیادہ مستحق ہوں' کیوں کہ میں خلیفہ کا بیٹا ہوں-----آپ نے فرمایا:

بیٹے! یہ تو نے کیا کہہ دیا؟----- پہلے ان کے باپ جیسا باپ اور ان کے جد امجد جیسا جد کریم تو لا' شہزادگان مال لے کر گھر پہنچے تو انہوں نے تمام واقعہ حضرت علی کے گوش گزار کیا-----آپ نے فرمایا:

جاؤ' اور امیر المومنین کو یہ خوشخبری سنا دو' جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اور آپ کے پاس جبریل امین' اللہ رب العالمین کی طرف سے لے کر حاضر ہوئے تھے کہ:

عُمَرُ سِرَاجُ اَھْلِ الْجَنَّةِ-----

"عمر جنتیوں کے سورج ہیں"-----

شہزادگان نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خوشخبری سنائی تو آپ نے حد درجہ خوشی اور مسرت و انبساط کا اظہار کیا اور فرمایا:

شہزادو! جو بات آپ نے کہی ہے' ذرا اپنے والد گرامی سے لکھوا لاؤ[۳۶۴]'

امام محب طبری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سنی تو صحابہ کرام کی ایک جماعت کو ساتھ لے کر حضرت علی کے ہاں پہنچے اور کہا:

کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "عمر سراج اہل جنت ہے"----- آپ نے کہا' ہاں-----

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

تو پھر مجھے یہ لکھ کر دیں' چنانچہ حضرت علی نے یہ تحریر لکھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَا ضَمِنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ جِبْرِيْلَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ-----

"یہ ضمانت نامہ ہے' علی بن ابی طالب کی طرف سے' عمر بن خطاب کے لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سنا کہ عمر جنتیوں کے سراج ہیں"-----

حضرت عمر نے اسے محفوظ کر لیا اور اپنی اولاد کو وصیت فرمائی:

اِذَا اَنَا مِتُّ وَ غَسَلْتُمُوْنِيْ وَ كَفَنْتُمُوْنِيْ فَادْرِجُوْا هٰذِهٖ مَعِيَ فِيْ كَفَنِيْ حَتّٰى اَلْقٰى بِهَا رَبِّيْ-----

"میری وفات کے بعد تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر حضرت علی کی

اس تحریر کو میرے کفن میں رکھ دینا تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو یہ تحریر (ضمانت نامہ) میرے ساتھ ہو"-----

چنانچہ آپ کے وصال کے بعد اس وصیت پر عمل کیا گیا-----[۳۶۵]

محب طبری فرماتے ہیں:

جنت میں نور ہی نور ہو گا' تاریکی نہیں ہو گی----- اہل جنت سے مراد ایمان دار ہیں' جب کفر کی ظلمت تھی تو حضرت عمر کے اسلام لانے سے اسلام کا ظہور ہوا' کفر کی تاریکی چھٹ گئی' اس لئے آپ کو سراج (سورج) فرمایا گیا-----[۳۶۶]

خاتون جنت کی صاحبزادی سے نکاح

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح ہوا----- آپ کا حضرت علی کی خدمت میں اس نکاح کی درخواست پیش کرنے کا مقصد اہل بیت کرام سے نسبت و قرابت کا حصول تھا-----[۳۶۷]

یہ سب تمہارا کرم ہے

بعض لوگ افسانہ طرازی کرتے ہوئے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ معاذ اللہ صحابہ کرام خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل بیت کرام سے عداوت تھی' مگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان کی آپس میں کس درجہ محبت تھی-----

ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی ملاقات کے لئے آئے' آپ تخلیہ میں گفتگو کر رہے تھے' آپ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ ابن

عمر بھی باہر کھڑے تھے، وہ واپس ہوئے تو حضرت امام حسین بھی واپس تشریف لے آئے، کچھ دن بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپ سے ملاقات ہوئی، تو پوچھا، کیا بات ہے آپ ملتے نہیں؟---امام حسین نے کہا:

ملنے آیا تھا، مگر جب دیکھا کہ آپ کے صاحبزادے بھی باہر کھڑے منتظر ہیں تو ان کے ساتھ میں بھی واپس لوٹ آیا---فرمایا:

"شہزادے! آپ کا ابن عمر سے زیادہ حق ہے (کہ آپ سے ملاقات کی جائے) ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کا اور پھر آپ ہی کے گھرانے کا فیض وکرم ہے"-----[۳۶۸]

مجھے حضرت عمر سے افضل سمجھنے والا مفتری ہے

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہمیشہ رطب اللساں رہے اور آپ کے فضائل پر مشتمل بہت سی احادیث روایت فرمائیں----آپ نے حضرت عمر کی افضلیت کا ہمیشہ اعلان واقرار فرمایا-----

محب طبری نے حضرت علی سے یہ روایت نقل کی ہے:

لَا یَبْلُغُنِیْ اَنَّ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی عُمَرَ اِلَّا ضَرَبْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ-----[۳۶۹]

"مجھے اگر کسی کے بارے میں یہ پتہ چلے کہ وہ مجھے عمر سے افضل کہتا ہے، تو میں اسے اس بہتان پر مفتری کی حد لگاؤں گا"-----

یہ میرے دوست کی نشانی ہے

ابو السفر سے مروی ہے:

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چادر اکثر پہنا کرتے' آپ کو عرض کیا گیا کہ آپ ہمیشہ یہی چادر اوڑھتے ہیں' کوئی خاص وجہ ہے؟----- فرمایا:

كَسَانِيْهِ خَلِيْلِيْ وَ صَفِيِّيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ-----[۴۷۰]

"یہ میرے خلیل اور مخلص دوست عمر بن خطاب کی نشانی ہے' انہوں نے یہ چادر مجھے پہنائی تھی"-----

ابو اسحاق اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ بہت زیادہ رو رہے تھے' رونے کا سبب پوچھا گیا' تو فرمایا:

یہ چادر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عطیہ ہے' اسے دیکھ کر ان کی یاد میں آنسو بہا رہا ہوں-----[۴۷۱]

اتباع عمر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قلبی لگاؤ کا اندازہ اس امر سے بھی ہوتا ہے کہ بقول حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

كَانَ يَشْبَهُ بِعُمَرَ فِيْ السِّيْرَةِ-----[۴۷۲]

"آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت جیسی سیرت اختیار فرمائی"-----

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لَا اَعْلَمُ عَلِيًا خَالَفَ عُمَرَ وَ لَا شَيْئًا مِمَّا صَنَعَ حِيْنَ قَدِمَ كُوْفَةَ-----[۴۷۳]

"میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ حضرت علی نے کوفہ میں آکر امور خلافت سنبھالنے کے بعد حضرت عمر کی کبھی مخالفت کی ہو' یا

آپ کے کسی طریقے میں تبدیلی کی ہو"-----

عدالت فاروقی کی شہادت

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں حضرت عمر فاروق کی حضرت مولا علی اور حسنین کریمین سے ملاقات ہوئی' حضرت عمر' حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر رونے لگے' حضرت علی نے رونے کا سبب دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا:

علی! مجھ سے بڑھ کر رونے کے قابل بھلا اور کون ہو سکتا ہے' مجھ پر خلافت کا بار گراں ہے' پتہ نہیں اللہ کے ہاں میں اچھا ہوں یا برا؟-----

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا:

واللہ! آپ تو عدل فرمانے والے ہیں-----

حضرت علی کی اس بات کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے رہے' پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کی عدالت اور حکمرانی کی تعریف و توصیف کی مگر آپ برابر روتے رہے----- یہاں تک کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے بھائی جان کی طرح آپ کے عدل و انصاف کی تعریف کی' تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

بھتیجو! تم اس بات کی شہادت دیتے ہو؟----- دونوں حضرات اپنے والد گرامی کی طرف دیکھنے لگے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اِشْهَدَا وَ اَنَا مَعَكُمَا شَهِيْدٌ-----[۴۷۴]

"بیٹو! گواہی دو' میں بھی تمہارے ساتھ (عمر کی عدالت پر) گواہ ہوں"-----

تعزیتی کلمات

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کے معترف تھے بلکہ آپ کے اعمال حسنہ پر بے حد رشک کرتے----ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا' آپ کی چارپائی کے گرداگرد مشتاقان دید اور دعائے خیر کرنے والوں کا ہجوم تھا' اسی اثنا میں حضرت علی آئے' انہوں نے کہا:

اے عمر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں فرمائے:

مَا خَلَّفْتَ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهٖ مِنْكَ-----[۴۷۵]

"آپ کے بعد کوئی شخص ایسا نہیں ہے' جس کے نامۂ اعمال کے ساتھ میں اللہ کے حضور حاضر ہونا پسند کروں"-----

قسم بخدا!! اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو اپنے دو ساتھیوں (رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملائے گا' کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اکثر سنا' آپ ﷺ فرماتے:

ذَهَبْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ----دَخَلْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ----خَرَجْتُ اَنَا وَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ-----

"میں' ابوبکر اور عمر گئے----میں' ابوبکر اور عمر داخل ہوئے----میں' ابوبکر اور عمر نکلے"-----

یعنی ہر کام میں حضور ﷺ' ابوبکر و عمر کو ساتھ رکھتے' اب بھی مجھے یقین

ہے کہ اللہ تعالیٰ عمر فاروق کو ان کے ساتھ ہی رکھے گا----[۳۷۶]

اہل بیت کرام کے ممتاز فرد' امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ تعزیتی کلمات مروی ہیں :

مَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَلْقَی اللّٰہَ بِمِثْلِ صَحِیْفَتِہٖ مِنْ ھٰذَا الْمُسَجّٰی----[۳۷۷]

"میرے نزدیک اس کفن پوش (عمر فاروق) سے زیادہ محبوب اور کوئی شخص نہیں ہے کہ میں اس جیسا اعمال نامہ لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں (یعنی میری خواہش ہے کہ میرا اعمال نامہ بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال نامہ کے مشابہ ہو)"-----

حضرت علی اور حضرت عثمان غنی

شیخین کریمین (ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آپ کے بہت دوستانہ مراسم تھے' جب آپ کی شادی کا مرحلہ آیا تو مہر اور دیگر اخراجات کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زرہ فروخت کرنا چاہی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زرہ ۴۸۰ درہم میں خریدی اور پھر رقم ادا کرنے کے بعد زرہ بھی واپس کر دی----- [۳۷۸]

آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کی بھی بہت عزت کرتے' حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

كَانَ عُثْمَانُ يُكْرِمُ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ يُحِبُّهُمَا----- [۳۷۹]

"حضرت عثمان' حسنین کریمین کی عزت و تکریم کرتے اور ان سے محبت رکھتے"-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نہایت مخلص اور آپ کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان تھے-----

محمد بن حاطب کہتے ہیں' میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا' کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ :

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ-----[۳۸۰]

"بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ پہلے ہو چکا ہے' وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے"-----

اس سے مراد عثمان غنی ہیں-----[۳۸۱]

روز محشر عثمان غنی سے حساب نہیں لیا جائے گا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے کس کا حساب لیا جائے گا؟----- آپ نے فرمایا:

ابوبکر کا----- عرض کیا' پھر کس کا حساب ہو گا؟----- فرمایا:

عمر کا----- پوچھا' پھر کس کا؟----- فرمایا' تمہارا' میں نے عرض کیا' عثمان کہاں گئے؟----- فرمایا:

عثمان کے لئے میں نے ایک مرتبہ اللہ سے دعا کی تھی' کہ ان کا حساب نہ لیا جائے-----

دوسری روایت میں ہے' حضور ﷺ نے فرمایا:

عُثْمَانُ رَجُلٌ ذُوْ حَيَاءٍ سَأَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَا يَقِفَ لِلْحِسَابِ فَشَفَّعَنِيْ فِيْهِ-----[۳۸۲]

"عثمان صاحب حیاء ہے' میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ

اسے حساب کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے' اللہ تعالیٰ نے میری سفارش قبول فرمالی ہے"-----

مسجد نبوی کے توسیعی کام کی تعریف

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسجد نبوی کی وسعت اور اس کی خوبصورتی کے لئے کام کرایا تو حضرت علی نے اسے دیکھ کر کہا:

حضرت عثمان نے کیا خوب کارنامہ انجام دیا (اور اس پر وہ مستحق اجر ہیں کیوں کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ-----

"جو اللہ کے لئے مسجد تعمیر کرائے' اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا گھر بنائے گا"-----[۳۸۳]

باغیوں کا محاصرہ اور حضرت علی کا مخلصانہ کردار

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کے آخری ایام میں جب باغیوں نے آپ کے خلاف یورش برپا کی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں سمجھانے اور فتنہ کو فرو کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی' مگر وہ باز نہ آئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی کے مکان کا محاصرہ کر لیا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد نبوی میں آنا ممکن نہ رہا----- اس اثنا میں باغیوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کی امامت کے لئے مجبور کیا' مگر آپ نے فرمایا:

لَا اُصَلِّیْ بِکُمْ وَ الْاِمَامُ مَحْصُوْرٌ وَ لٰکِنْ اُصَلِّیْ

وَحُذِيَ----[۳۸۴]

"امیر المومنین محصور ہیں اور میں نماز پڑھاؤں ؟---- ناممکن، میں تو تنہا نماز ادا کروں گا"----

جب باغیوں کی سرگرمیاں بڑھیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادوں سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر محافظ بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا:

اِذْهَبَا بِسَيْفَيْكُمَا حَتّٰى تَقُوْمَا عَلٰى بَابِ عُثْمَانَ فَلَا تَدَعَا اَحَدًا يَصِلِ اِلَيْهِ----[۳۸۵]

"اپنی تلواریں لے کر عثمان غنی کے دروازہ پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی حملہ آور کو آپ تک نہ پہنچنے دینا"----

باغیوں پر جب کسی نصیحت نے اثر نہ کیا تو ان کے خطرناک عزائم کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باغیوں کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت طلب کی، مگر حضرت عثمان غنی نے فرمایا:

جس شخص پر میرا کوئی حق ہے اور وہ اللہ پر یقین رکھتا ہے، اسے اللہ کی قسم وہ میری وجہ سے خوں ریزی نہ کرے----[۳۸۶]

پھر حضرت عثمان غنی نے گھر کے اندر موجود تمام لوگوں کو قسم دے کر کہا کہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ، سب چلے گئے، مگر حضرت امام حسن اور چند دیگر صحابہ وہیں موجود رہے---- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ کرام نے بھی اپنے صاحبزادوں کو حفاظت کے لئے بھیجا----[۳۸۷]

باغی دور سے کھڑے ہو کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر تیر اندازی کرتے رہے' ان تیروں سے حضرت امام حسن اور حضرت مولا علی کے غلام قنبر زخمی ہو گئے---- ان کا بہتا ہوا خون دیکھ کر باغیوں نے محسوس کیا کہ اگر بنو ہاشم ان کی حمایت میں نکل کھڑے ہوئے تو قتل عثمان کا منصوبہ ناکام ہو جائے گا---- فوری طور پر مکان کی پچھلی جانب سے دیواریں پھلانگ کر اندر داخل ہو گئے اور سیدنا عثمان غنی کو شہید کر دیا----

حضرت علی کو جب اس کا علم ہوا تو اس المناک سانحہ سے آپ پریشان ہو گئے اور شدید غم و غصہ کے عالم میں اپنے صاحبزادگان کو فرمایا:

كَيْفَ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْتُمَا عَلَى الْبَابِ؟---- وَ رَفَعَ يَدَهٗ فَلَطَمَ الْحَسَنَ وَ ضَرَبَ صَدْرَ الْحُسَيْنِ----[۳۸۸]

"تمہارے پہرے کے باوجود امیر المومنین کو شہید کر دیا گیا؟---- پھر حضرت علی نے سیدنا حسن کو ایک تھپڑ رسید کیا اور سیدنا حسین کے سینہ پر ضرب لگائی"----

حضرت علی کی خلفائے ثلاثہ سے محبت

اس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے پیش رو تینوں خلفاء سے نہایت مخلصانہ مراسم تھے اور وہ آپس میں شیر و شکر تھے---- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان حضرات سے محبت ہی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے اپنے پیاروں اور یاروں کے نام پر اپنے صاحبزادوں کے نام محمد' ابوبکر' عمر اور عثمان رکھے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)----[۳۸۹]

مشکل کشا علی ہے

مشکل کشا علی ہے، حاجت روا علی ہے
شیر خدا علی ہے، مت پوچھ کیا علی ہے

کوئی کسی کا طالب، کوئی کسی پہ عاشق
پر میں تو حیدری ہوں، محور میرا علی ہے

کعبہ میں ہے ولادت، مسجد میں ہے شہادت
کیا دل نشیں علی ہے، کیا دل رُبا علی ہے

حسنین کا ہے والد، سر تاجِ فاطمہ ہے
داماد مصطفیٰ کا، اقدس بڑا علی ہے

سب کو طلب ہے اس کی، سب پہ کرم ہے اس کا
مولا مرا علی ہے، مولا ترا علی ہے

جب "یا علی" پکاریں، بنتی ہے بات بگڑی
ہوتی نہیں کبھی رد، ایسی دعا علی ہے

بیماریٔ بدن ہو، یا روگ روح کا ہو
سب کا طبیب حیدر، سب کی شفا علی ہے

صدیق ہوں، عمر ہوں، یا ہوں جناب عثمان
ہر مسئلے میں تینوں کا ہم نوا علی ہے

ہم کو نہیں ضرورت، غیروں کے آسرے کی
شکر خدا، ہمارا، اک آسرا علی ہے

ٹھوکر لگے ہمیں کیوں، ہم کیسے راہ بھولیں
جب ہم مسافروں کا، خود رہنما علی ہے

بابِ دیارِ حکمت کا کیا لکھوں قصیدہ
فیضانؔ میری سوچوں سے ماورا علی ہے

دل سے ہوں مرتضائی، جاں سے ہوں بو ترابی
فیضانؔ میرے لب پہ دن رات "یا علی" ہے

پروفیسر فیض رسول فیضانؔ

چمنستان کرم

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

باب مدینۃ العلم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے حالات و واقعات اور فضائل و کمالات کا ایک اجمالی خاکہ گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں---- اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن بے پناہ حیرت انگیز خوبیوں اور عظمتوں کی بلندیوں سے سرفراز فرمایا ہے، اس میں ایک بہت بڑی وجہِ فضیلت بلکہ بنیادی عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی جگر گوشہ اور سب سے لاڈلی اور چہیتی صاحبزادی، خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے عقد میں آئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے آپ کو حسن و حسین ایسے جلیل القدر فرزند عطا فرمائے، جن سے رسول اللہ ﷺ کا سلسلہ نسب جاری ہوا اور قیامت تک حسنی و حسینی سادات باقی رہیں گے------

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ازواج و اولاد کے باب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ سیدہ خاتون جنت کے وصال کے بعد آپ نے متعدد نکاح کیے، جن سے آپ کی کثیر اولاد بھی ہوئی مگر سید کہلانے کے حق دار صرف وہی ٹھہرے، جو سید الکونین ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شہزادوں میں سے ہیں-----

سیدۂ کائنات کے بغیر مولائے کائنات کے حالات و سوانح تشنہ نظر آتے ہیں---- ذوق کو گوارا نہیں اور قلم کو یارا نہیں کہ حضرت علی کی دیگر مختلف جہتوں اور خداداد رفعتوں کا بیان کیا جائے اور ملت اسلامیہ کی اس عظیم ہستی کا تذکرہ نوک قلم پہ لائے بغیر مضمون کا اختتام ہو جائے' جن کی رفاقت سے حضرت علی کی عظمت کو چار چاند لگے اور جن سے عقد حقیقتاً قران السعدین اور نورٌ علی نور کہلانے کا مستحق ہے-----

سو' نہایت اختصار کے ساتھ جگر گوشہ رسول حضرت سیدہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے شہزادگان گرامی مرتبت حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تذکرہ کیا جاتا ہے-----

سیدۂ کائنات

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدۂ کائنات کے بغیر مولائے کائنات کے حالات و سوانح تشنہ نظر آتے ہیں----- ذوق کو گوارا نہیں اور قلم کو یارا نہیں کہ حضرت علی کی دیگر مختلف جہتوں اور خداداد رفعتوں کا بیان کیا جائے اور ملت اسلامیہ کی اس عظیم ہستی کا تذکرہ نوک قلم پہ لائے بغیر مضمون کا اختتام ہو جائے' جن کی رفاقت سے حضرت علی کی عظمت کو چار چاند لگے اور جن سے عقد حقیقتاً قران السعدین اور نورٌ علیٰ نور کہلانے کا مستحق ہے-----

سو' نہایت اختصار کے ساتھ جگر گوشہ رسول حضرت سیدہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے شہزادگان گرامی مرتبت حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تذکرہ کیا جاتا ہے-----

سیدہ کائنات

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عِفّت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیّبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)

سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہراء

آپ رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی، سب سے پیاری، لاڈلی اور چہیتی صاحبزادی ہیں----- جن کو آتے دیکھ کر آقا ﷺ استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے انہیں کے ہاں جاتے اور انہیں پیار دیتے-----

رسول اللہ ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں، حافظ ابن عبد البر کی تحقیق کے مطابق عمروں کے اعتبار سے ان کی ترتیب یہ ہے :

١ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

٢ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

٣ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

٤ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

چاروں صاحبزادیاں ام المومنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں-----[٣٩٠]

ولادت

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت اس وقت ہوئی' جب قریش مکہ' کعبہ شریف کی تعمیر نو کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے دیوار کعبہ میں حجر اسود کو نصب کیا---- گویا جب آپ ﷺ کو حجر اسود کی تنصیب کا اعزاز نصیب ہوا (یا یوں کہہ لیں کہ جب حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے دیوار کعبہ میں حجر اسود نصب کر کے کعبہ اور حجر اسود کو مشرف فرمایا)' عین ان ہی ایام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سعادت مند صاحبزادی عطا فرمائی' اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ برس تھی----[۳۹۱]

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت بعثت نبوی کے بعد ہوئی' جب کہ حضور ﷺ کی عمر مبارک ۴۱ سال تھی----[۳۹۲]

لیکن مدائنی اور ابن جوزی نے پہلی روایت کو ترجیح دی ہے' جسے واقدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بناء کعبہ کے زمانہ میں قبل از بعثت آپ کی ولادت ہوئی----[۳۹۳]

اسم گرامی اور القاب

سیدۂ کائنات کا اسم گرامی فاطمہ' کنیت ام ابیہا اور القاب سیدۃ نساء اہل الجنۃ' زہراء' بتول' راضیہ اور زاکیہ وغیرہ ہیں' جن کی مختصر وضاحت حسب ذیل ہے:

فاطمہ

فاطمہ "فطم" سے مشتق ہے اور فطم کا معنی ہے چھڑانا' روکنا---- آپ کو

فاطمہ کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ اپنے جملہ (اہل ایمان) عقیدت مندوں کو جہنم سے روک لیں گی---- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اِبْنَتِیْ فَاطِمَةُ حَوْرَاءُ آدَمِیَّةٍ لَمْ تَحِضْ وَ لَمْ تَطْمِثْ وَ اِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ فَطَمَهَا وَ مُحِبِّیْهَا عَنِ النَّارِ----[۳۹۴]

"میری بیٹی فاطمہ (حسن صورت و سیرت اور طہارت و پاکیزگی کے اعتبار سے روحانی کمال والی ایسی) انسانی حور ہے، جو حیض و نفاس کے عوارض سے پاک ہے، اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان سے محبت و عقیدت رکھنے والوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا"-----

ام ابیہا

آپ کی کنیت "ام ابیہا" ہے-----[۳۹۵]

یعنی اپنے باپ کی (محبت کرنے میں) ماں (جیسی)----- چونکہ حضور علیہ السلام کو ان سے اور ان کو آپ علیہ السلام سے بہت زیادہ پیار تھا، اس لئے ان کی یہ کنیت رکھی گئی-----

سیدۃ نساء العالمین

آپ کا لقب سیدۃ نساء العالمین اور سیدۃ نساء اہل الجنۃ ہے----- یعنی تمام جہان کی عورتوں اور جنتی عورتوں کی سردار ہیں-----[۳۹۶]

زہراء

آپ کے حسن و جمال اور شیفتگی و تازگی کی وجہ سے آپ کو زہراء کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے---[۳۹۷]

امام عبدالوہاب شعرانی تحریر کرتے ہیں:

وَ مِنْ خَصَائِصِ ابْنَتِهٖ فَاطِمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ لَا تَحِيْضُ وَ كَانَتْ اِذَا وَلَدَتْ طَهُرَتْ مِنْ نِفَاسِهَا بَعْدَ سَاعَةٍ حَتّٰی لَا تَفُوْتَهَا صَلٰوةٌ وَ لِذٰلِكَ سُمِّيَتِ الزَّهْرَاءَ-----[۳۹۸]

"حضرت فاطمہ کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نسوانی عارضہ (ماہانہ خون) سے محفوظ رکھا تھا' جب ان کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوتی' تو آپ نفاس سے پاک ہوتیں' چنانچہ آپ کی کوئی نماز قضا نہ ہوتی-----اسی لئے آپ کا نام زہراء رکھا گیا"-----

بتول

آپ کا ایک مشہور لقب بتول بھی ہے-----لغت میں "بتل" کا معنی ہے' قطع کرنا-----چونکہ حضرت خاتون جنت' فضل و شرف' دین اور حسن و جمال کے اعتبار سے اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے جدا اور منفرد شان کی حامل تھیں' اس لئے آپ کو بتول کہا جاتا ہے-----

"بتول" کہلانے کی یہ وجہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شایان شان ہے کہ دنیا و مافیہا سے کٹ کر فقط یاد الٰہی اور محبت خداوندی میں مستغرق ہو گئیں تھیں-----[۳۹۹]

گویا آپ کی سیرت طیبہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ کی مصداق تھی :

وَ اذْکُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلاً---- [۴۰۰]

"اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو"-----

راضیہ

اپنے رب کریم سے ہر حال میں راضی رہنے والی تھیں-----

زاکیہ

پاکیزہ اور صالحہ---- آپ کی تمام حیات طیبہ نہایت پاکیزگی اور تقویٰ و طہارت سے عبارت تھی ؎

صادقہ' صالحہ' راضیہ' زاکیہ
صاف دل' نیک خو' پارسا' شاکرہ
عابدہ' زاہدہ' ساجدہ' ذاکرہ
سیدہ' زاہرہ' طیبہ' طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت فاطمہ سے محبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بہت محبت تھی---- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

کَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ اِلَیْھَا فَقَبَّلَھَا وَ اَجْلَسَھَا فِیْ

مَجْلِسِهٖ وَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ عَلَیْهَا قَامَتْ مِنْ مَّجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَ اَجْلَسَتْهُ فِیْ مَجْلِسِهَا-----[۴۰۱]

"حضرت فاطمۃ الزہراء جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے' انہیں چومتے اور اپنی مسند پر بٹھاتے' یونہی جب حضور ﷺ آپ کے ہاں تشریف لاتے' تو سیدہ کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا استقبال کرتیں' بوسے دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں"-----

رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جب آقا حضور ﷺ سفر کے لئے روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ کو ملتے-----[۴۰۲]

یونہی سفر سے واپسی پر آقا ﷺ اپنے گھر جانے سے پہلے انہیں ملتے' حضرت ابو ثعلبہ خشنی سے مروی ہے:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا قَدِمَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ یَاْتِیْ فَاطِمَۃَ ثُمَّ یَاْتِیْ اَزْوَاجَهٗ-----[۴۰۳]

"حضور ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب کسی غزوہ یا سفر سے واپس لوٹتے تو سب سے پہلے مسجد میں دو رکعت نفل ادا فرماتے' پھر سیدہ کے گھر تشریف لے جاتے اور اس کے بعد ازواج مطہرات کے پاس جاتے"-----

ایک مرتبہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا:

اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ؟-----قَالَتْ زَوْجُهَا-----[۴۰۴]

"حضور ﷺ کو سب سے زیادہ کس سے محبت تھی؟----- فرمایا:
فاطمۃ الزہراء سے' پھر پوچھا گیا' مردوں میں کس سے زیادہ محبت
تھی؟----- فرمایا:
فاطمہ کے شوہر علی سے"-----

مرا جسم بھی تو مری جان بھی تو

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے----- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ-----[۴۰۵]

"فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے' جس نے انہیں ناراض کیا' اس نے مجھے ناراض کیا"-----

حضرت مجاہد سے مروی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

هِيَ بُضْعَةٌ مِّنِّيْ وَ هِيَ قَلْبِيْ وَ هِيَ رُوْحِيْ.......... مَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِيْ وَ مَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ-----[۴۰۶]

"فاطمہ میرا پارہ گوشت ہے' یہ میرا دل ہے' یہ میری روح ہے' جس نے اسے اذیت دی' اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی' اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی"-----

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں' حضور ﷺ نے حضرت علی' حضرت فاطمۃ الزہراء' حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو فرمایا:

اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبْتُمْ وَ سَلْمٌ لِّمَنْ سَالَمْتُمْ-----[۴۰۷]

"جس سے تمہاری جنگ، اس سے میری جنگ اور جس سے تمہاری صلح، اس سے میری بھی صلح"-----

حضرت مولا علی سے مروی ہے، حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَغْضَبُ لِغَضَبِكِ وَ یَرْضٰی لِرِضَاكِ-----[۴۰۸]

"اللہ تعالیٰ تمہارے غضب ناک ہونے سے غضب ناک اور تمہاری رضا سے راضی ہوتا ہے"-----

چادر تطہیر

حضور ﷺ، ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے، کہ قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا-----[۴۰۹]

"اللہ یہی ارادہ فرماتا ہے کہ اے رسول اللہ کے گھر والو! تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور فرما دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کرے"-----

تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلایا اور اپنی چادر میں ڈھانپ لیا، پھر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اَھْلِیْ اِذْھَبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا-----

"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، انہیں گناہوں کی آلائش سے محفوظ فرما اور انہیں سراپا طہارت بنا دے"-----

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اہل بیت

سے نہیں ہوں؟----- فرمایا:

کیوں نہیں----- [۴۱۰]

اخلاق

آپ سیرت و صورت اور اخلاق و شمائل میں اپنے والد گرامی کا صحیح نمونہ تھیں'

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ سمْتًا وَّ دَلاًّ وَّ هَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فِیْ قِیَامِهَا وَ قُعُوْدِهَا مِنْ فَاطِمَةَ----- [۴۱۱]

"میں نے فاطمہ سے بڑھ کر کسی اور کو حضور کے سیرت و اخلاق اور طریقہ کے زیادہ مشابہ نہیں پایا----- ان کی نشست و برخاست حضور ﷺ کے طریقہ کے مطابق تھی"-----

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے:

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا کَانَ اَصْدَقَ لَهْجَةٍ مِّنْ فَاطِمَةَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ الَّذِیْ وَلَدَهَا ﷺ----- [۴۱۲]

"میں نے سیدہ فاطمہ سے بڑھ کر کسی کو راست گفتار نہیں پایا' سوائے ان کے والد گرامی کے' کہ ان کی تو بات ہی اور ہے"-----

گھریلو زندگی

آپ نہایت صابرہ شاکرہ تھیں' جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا' تو گھر کے سارے کام کاج اپنے ہاتھوں سے انجام دیتیں-----

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حضرت ابن اعبد سے اپنی گھریلو زندگی کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

فاطمہ' رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی اور تمام گھرانہ میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں اور میری رفیقہ حیات تھیں:

فَجَرَّتْ بِالرُّحٰی حَتّٰی اَثَرَتْ بِیَدِھَا وَ اسْتَقَتْ بِالْقِرْبَۃِ حَتّٰی اَثَرَتْ فِیْ نَحْرِھَا وَ قَمَّتِ الْبَیْتَ حَتّٰی اغْبَرَّتْ ثِیَابُھَا وَ اَوْقَدَتِ الْقِدْرَ حَتّٰی دَکَنَتْ ثِیَابُھَا فَاصَابَھَا مِنْ ذٰلِکَ ضُرٌّ------[۴۱۴]

"چکی پیتے پیتے ان کے ہاتھوں پر چھالے بن گئے تھے' پانی کا مشکیزہ اٹھاتے اٹھاتے سینے پر نشان پڑ گئے تھے' گھر کی صفائی کرتے کرتے اور چولہا جلاتے جلاتے کپڑے گرد و غبار اور دھویں سے آلودہ ہو جاتے' جس کی وجہ سے انہیں سخت مشقت اور تکلیف پہنچتی-----

ایک دن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا:

قسم خدا کنویں سے ڈول کھینچتے کھینچتے میرے سینے میں درد اٹھنے لگا ہے' حضور ﷺ کے پاس کچھ قیدی لائے گئے ہیں' جاکر گھر کے کام کاج کے لئے کوئی قیدی مانگ لائیں' حضرت فاطمہ نے کہا:

چکی پیتے پیتے میرے بھی ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں' چنانچہ حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئیں' آپ نے پوچھا:

بیٹی کیسے آنا ہوا؟----- عرض کیا:

سلام کرنے حاضر ہوئی ہوں----- شرم و حیا کے باعث مزید کچھ نہ کہہ پائیں' گھر آئیں تو حضرت علی نے پوچھا' کیا بنا؟----- حضرت فاطمہ نے بتایا:

میں تو کچھ عرض نہیں کر سکی ---- اس کے بعد حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مشکلات گوش گزار کیں اور حرف مطلب زبان پر لائے ---- آپ ﷺ نے فرمایا:

وَ اللّٰهِ لا اُعْطِيْكُمَا وَ اَدَعُ اَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوِىْ بُطُوْنُهُمْ لا اَجِدُ مَا اُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَ لٰكِنْ اَبِيْعُهُمْ وَ اُنْفِقُ عَلَيْهِمْ اَثْمَانَهُمْ ---- [۴۱۴]

"اللہ کی قسم میں تمہیں نوکر نہیں دے سکتا' جب کہ اہل صفہ بھوک میں مبتلا ہیں' میں انہیں کیا کھلاؤں؟ ---- ان غلاموں کو فروخت کیا جائے گا اور اس رقم سے اہل صفہ کی کفالت کروں گا" ----

دونوں میاں بیوی گھر واپس ہوئے تو پھر حضور ﷺ بھی ان کے گھر تشریف لائے' دیکھا کہ دونوں نے ایک چادر اوڑھی ہوئی ہے' جس کی حالت یہ ہے کہ اگر سر ڈھانپیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے ہیں اور اگر پاؤں ڈھانپتے ہیں تو سر ننگا رہ جاتا ہے ---- حضور ﷺ کو آتا دیکھ کر استقبال کے لئے کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا:

اپنی جگہ بیٹھے رہو ---- پھر فرمایا:

جو کچھ تم مانگنے آئے تھے' اس سے بہتر چیز تمہیں نہ عطا کر دوں؟ ----

عرض کی' کیوں نہیں ---- فرمایا:

جبریل نے ذکر الٰہی کے کچھ کلمات کی تعلیم دی ہے' تم ایسا کرو کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللّٰہ' دس مرتبہ الحمد للّٰہ' دس مرتبہ اللّٰہ اکبر کا ورد کیا کرو اور سوتے وقت سبحان اللّٰہ اور الحمد للّٰہ تینتیس تینتیس بار اور اللّٰہ اکبر چونتیس بار پڑھ لیا کرو ----

دوسری روایت میں فرمایا:

یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے-----

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

فَوَاللّٰهِ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ-----[۴۱۵]

واللہ! جب سے حضور ﷺ نے یہ وظیفہ سکھایا ہے، کبھی اس کا ناغہ نہیں کیا-----

امت مصطفیٰ ﷺ سے پیار

حضرت فاطمۃ الزہراء کی سیرت اپنے بابا جان سید دوعالم ﷺ کی سیرت طیبہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، جس طرح آپ ﷺ کو اپنی امت سے پیار تھا اور امت کے لئے راتوں کو رویا کرتے، اسی طرح سیدہ بھی امت مصطفیٰ ﷺ کی مغفرت کے لئے گریہ و زاری کرتیں----- حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

امی جان سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ساری ساری رات نوافل میں گزار دیتیں، اور بڑی کثرت سے امت محمدیہ کے لئے دعا کرتی رہتیں----- میں نے عرض کیا، امی جان! کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے لئے دعا نہیں کرتیں، فرمایا:

پیارے بیٹے! پہلے دوسروں کا حق ہے، اس سے فراغت پاؤں، تو پھر اپنی باری آئے-----[۴۱۶]

فہم و فراست

حضرت سیدہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی فہم و فراست اور حکمت و بصیرت سے نوازا

تھا---- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا' عورت کے لیے کیا چیز بہتر ہے؟-----

ہم' منشائے رسول ﷺ کے مطابق کوئی جواب نہ دے پائے-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر آکر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس سوال کا تذکرہ کیا' تو انہوں نے فوراً کہا' آپ نے یہ جواب کیوں نہ دیا:

اَنْ لَا یَرَیْنَ الرِّجَالَ وَلَا یَرَوْنَھُنَّ-----

"عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس عورت کو دیکھے"-----

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں واپس آئے اور سوال کا جواب عرض کیا' تو آپ نے فرمایا:

تمہیں یہ کس نے بتایا ہے؟---- عرض کیا' فاطمہ نے' فرمایا:

وہ میرے جسم کا حصہ ہے-----[۴۱۷]

نگاہیں جھکا لو

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیکر شرم و حیا تھیں' وہ ملت اسلامیہ کی تمام بیٹیوں کو عفت و پاک دامنی کا مجسمہ دیکھنا چاہتی تھیں---- آپ عورتوں کی بہتری اسی میں سمجھتی تھیں کہ وہ حجاب میں رہیں---- اپنا حال یہ تھا کہ کبھی سر سے آنچل بھی نہیں سرکنے دیا' اللہ تعالیٰ آپ کو میدان محشر میں بھی خصوصی عزت و شرف سے نوازے گا-----

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
روز محشر عرش کے پردے کی اوٹ سے ایک منادی ندا کرے گا:

یَا اَهْلَ الْجَمْعِ نَكِّسُوْا رُؤُسَكُمْ وَ غَضُّوْا اَبْصَارَكُمْ حَتّٰى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَى الصِّرَاطِ فَتَمُرُّ مَعَ سَبْعِيْنَ اَلْفَ جَارِيَةٍ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ كَمَرِّ الْبُرَاقِ-----[۴۱۸]

"اے اہل محشر! اپنے سروں کو جھکا لو' نگاہیں نیچی کر لو' حتی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ پل صراط سے گزر جائیں' چنانچہ آپ ستر ہزار حوروں کے جلو میں تیز براق کی طرح گزر جائیں گی"-----

فراق رسول کا غم

رسول اللہ ﷺ ایسے پدر مہربان سے فطری طور پر آپ کو بے حد محبت تھی' حضور ﷺ کی علالت اور سفر آخرت کی تیاری دیکھ کر بے قرار ہو گئیں----- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

نبی کریم ﷺ کی تمام ازواج آپ کے پاس جمع تھیں' اتنے میں حضرت فاطمہ آئیں' ان کی چال ہو بہو رسول اللہ ﷺ کی چال کے مطابق تھی' انہیں دیکھ کر آپ ﷺ نے مرحبا کہا' اور فرمایا:
اے میری بیٹی! مرحبا' پھر انہیں اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا اور سرگوشی میں کوئی بات فرمائی' جسے سن کر وہ سخت روئیں----- جب آپ ﷺ نے ان کی بے قراری دیکھی تو دوبارہ سرگوشی کی' جس سے وہ ہنسیں----- جب رسول اللہ ﷺ اٹھے تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا' رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا

تھا؟----- حضرت فاطمہ نے کہا' میں رسول اللہ ﷺ کا راز کیوں افشا کروں-----

حضرت عائشہ فرماتی ہیں' جب رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے تو میں نے حضرت فاطمہ سے کہا' میرا آپ پر جو حق ہے' اس کی قسم دے کر سوال کرتی ہوں' مجھے بتایئے کہ حضور ﷺ نے آپ سے کیا کہا تھا----- حضرت فاطمہ نے کہا' ہاں اب بتا دیتی ہوں-----

پہلی بار جب آپ نے سرگوشی کی تو یہ خبر دی کہ جبریل ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے' اس دفعہ انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے----- گمان یہی ہے کہ اب میرا وقت قریب آگیا ہے' تم اللہ سے ڈرنا اور صبر سے کام لینا' کیوں کہ میں تمہارا اچھا پیشرو ہوں' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا' اس بات پر مجھے گریہ طاری ہوا تھا----- پھر جب حضور ﷺ نے میری بے قراری دیکھی' تو دوبارہ رازدارانہ انداز میں فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ-----

"اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو"-----

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا' اس بات پر میں ہنس دی----- [۴۱۹]

قبر اطہر پر حاضری

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' حضور ﷺ کے وصال کے بعد

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی قبر اطہر پہ حاضر ہو کر رونے لگیں اور قبر اطہر سے مٹی اٹھا کر اپنے چہرے پر ملی اور آنکھوں میں ڈالی' پھر یہ شعر پڑھے-----

مَا ذَا علی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ
اَنْ لا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الایَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا

[۴۲۰]

"جو شخص احمد مجتبیٰ ﷺ کی قبر اطہر کی مٹی کو سونگھ لے تو اسے عمر بھر کسی اور قیمتی خوشبو سونگھنے کی حاجت نہیں----- مجھ پر ایسی مصیبتیں ٹوٹ پڑی ہیں کہ اگر یہ دنوں پر گریں تو راتیں ہو جائیں"-----

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ دنیا سے رخصت فرمانے تک کبھی نہ ہنسیں بلکہ آپ ﷺ کی جدائی کے صدمہ میں اندر اندر گھلتی رہیں اور ہمہ وقت شوقِ ملاقات کی متمنی رہتیں-----[۴۲۱]

پردہ کی وصیت

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ مطہرہ) سے فرمایا:

میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ میرا جنازہ کھلا لے جایا جائے' جس طرح کہ عام طور پر میت کے اوپر صرف چادر ڈال دی جاتی ہے' حضرت اسماء نے کہا' اے

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی! میں نے حبشہ کے علاقہ میں یہ طریقہ دیکھا ہے کہ جنازہ کی چارپائی پر درخت کی شاخیں لگا کر ان پر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے (چنانچہ ٹہنیاں منگوا کر اس کا عملی مظاہرہ دیکھا) حضرت فاطمہ نے اسے بے حد پسند فرمایا اور وصیت فرمائی کہ جب میری وفات ہو جائے تو تم اور حضرت علی مجھے غسل دینا' چنانچہ ایسا ہی کیا گیا-----

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام میں وہ پہلی خاتون ہیں' جن کے جنازہ کو پردہ لگایا گیا-----[۴۲۲]

غسل

طبقات ابن سعد میں ہے کہ سیدہ فاطمہ نے اپنی وفات کے دن بہت اچھی طرح غسل کیا' نئے کپڑے پہنے' پھر فرمایا:

میری چارپائی کو صحن کے درمیان میں رکھ دو----- آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس پر قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں اور فرمایا' ابھی تھوڑی دیر بعد میری روح پرواز کرنے والی ہے' میں نے غسل کر لیا ہے' اب کوئی میرے جسم کو ننگا نہ کرے-----[۴۲۳]

- دوسری روایت (جسے حافظ ابن کثیر نے ترجیح دی ہے) کے مطابق بوقت وصال سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل کی وصیت فرمائی تھی:

لَمَّا حَضَرَتْهَا الْوَفَاةُ اَوْصَتْ اِلٰی اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ----- اِمْرَأَةِ الصِّدِّيْقِ----- اَنْ تَغْسِلَهَا فَغَسَلَتْهَا هِيَ وَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَّ سَلْمٰی اُمُّ رَافِعٍ-----[۴۲۴]

"جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس کو غسل کی وصیت فرمائی---- چنانچہ انہوں نے حسب وصیت غسل دیا' ان کے ساتھ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ام رافع سلمیٰ بھی غسل کے انتظام و انصرام میں شریک ہوئے"-----

وصال

امام ابن جوزی لکھتے ہیں کہ سیدہ کا وصال رسول اللہ ﷺ کے وصال سے چھ ماہ بعد تین رمضان المبارک ۱۱ھ منگل کی رات کو ہوا---- اس وقت آپ اٹھائیس سال چھ ماہ کی تھیں----[۴۲۵]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ پڑھایا اور وصال کے بعد اسی رات[۴۲۶] جنت البقیع میں تدفین ہوئی----[۴۲۷]

محب طبری لکھتے ہیں کہ آپ کا جنازہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا----[۴۲۸]

آپ کی قبر اطہر پر حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے یہ اشعار پڑھے-----

حَبِیْبٌ لَیْسَ لِیْ بَعْدُ حَبِیْبٌ
وَ مَا لِسِوَاہُ فِیْ قَلْبِیْ نَصِیْبٌ
حَبِیْبٌ غَابَ عَنْ عَیْنِیْ وَ جِسْمِیْ
وَ عَنْ قَلْبِیْ حَبِیْبِیْ لَا یَغِیْبُ

[۴۲۹]

"محبوب (رفیقہ حیات) جس کے بعد اور کوئی محبوب نہیں اور اس کے ماسوا میرے دل میں کسی اور کی جگہ نہیں ہے----- وہ پیاری شخصیت جو میری آنکھوں اور جسم سے اوجھل ہو گئی مگر دل میں اسی طرح موجود ہے"-----

علامہ اقبال کا ہدیۂ عقیدت

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں وہ ہدیۂ عقیدت بھی شامل کتاب کر دیا جائے' جو نباض ملت حکیم الامت علامہ محمد اقبال نے سیدۂ عالم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں پیش کیا ہے----- انہوں نے نہایت جامع انداز میں آپ کی عظمت و انفرادیت' عبادت و ریاضت' عفت و پاک دامنی' شرم و حیا' فقر و استغناء' صبر و رضا' وفا شعاری اور اولاد کی اعلیٰ تربیت ایسی خوبیوں کو بڑے احسن پیرائے میں سمو دیا ہے' تاکہ دختران اسلام' رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی اور اسلام کی مایہ ناز ہستی کے اسوہ کو اپنا آئیڈیل اور نمونہ حیات بنا لیں-----

علامہ اقبال کہتے ہیں:

مریم از یک نسبتِ عیسیٰ عزیز   از سہ نسبت' حضرت زہرا عزیز

حضرت مریم علیہا السلام کی عزت و مرتبہ صرف ایک نسبت سے ثابت ہے کہ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں' مگر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عزت و مرتبہ تین نسبتوں سے ثابت ہے-----

نورِ چشمِ رحمۃ للعالمین   آں امام اولین و آخرین

آں کہ جاں در پیکرِ گیتی دمید   روزگارِ تازہ آئیں آفرید

ایک تو آپ رحمۃ للعالمین اور تمام انسانیت کے قائد و امام ﷺ کی آنکھوں کا نور

اور لخت جگر ہیں، وہ ہستی کہ جنہوں نے روئے زمین کے جسم میں از سر نو جان ڈالی اور ایک نئے نظام اور نئے عہد کی تخلیق فرمائی-----

بانوے آں تاج دار ہَلْ اَتیٰ مرتضیٰ، مشکل کشا، شیر خدا
پادشاہ و کلبۂ ایوانِ او یک حسام و یک زرہ سامانِ او

آپ کی دوسری نسبت یہ ہے کہ آپ اس ہستی کی رفیقۂ حیات ہیں، جن کا مرتبہ و مقام یہ ہے کہ وہ سورۃ الدہر کی آیت کریمہ "وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلیٰ حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا" کے مصداق ہونے کے ساتھ ساتھ مرتضیٰ بھی ہیں، مشکل کشا اور شیر خدا بھی----- وہ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کہ بادشاہ وقت ہوتے ہوئے بھی ان کا شاہی دربار ایک جھونپڑی سے عبارت تھا، ایک ذوالفقار حیدری اور ایک زرہ ان کی کُل کائنات تھی-----

مادر آں مرکزِ پرکارِ عشق مادرِ آں کارواں سالارِ عشق

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عزت و عظمت کی تیسری نسبت یہ ہے کہ آپ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں، جن میں سے ایک عشق کی رونق اور رعنائی کا مرکز تھے اور دوسرے اسی قافلۂ عشق ربانی کے سالار و میر کارواں تھے-----

آں یکے شمعِ شبستانِ حرم حافظِ جمعیت خیر الامم
تا نشیند آتشِ پیکار و کیں پشتِ پا زد برسرِ تاج و نگیں

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزندوں میں سے ایک تو وہ ہیں، جو بیت اللہ کے لئے شمعِ روشن کی حیثیت رکھتے ہیں اور بہتر امت یعنی ملت اسلامیہ کے اتحاد کے محافظ بھی ہیں----- جنگ اور حسد کی آگ بجھانے کی خاطر آپ نے تخت و تاج کو ٹھکرا دیا تھا-----

واں دگر مولائے ابرارِ جہاں　　قوتِ بازوئے احرارِ جہاں
در نوائے زندگی سوز از حسین　　اہلِ حق حریت آموز از حسین

اور وہ جو دوسری ہستی ہیں یعنی سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو وہ دنیائے تقویٰ کے نیک لوگوں کے آقا اور حریت پسندوں کے لئے قوت بازو کی حیثیت رکھتے ہیں۔ زندگی کی نغمگی میں سوز حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرہون منت ہے اور اہل حق کو آزادی کا سبق دینے والے بھی وہی ہیں-----

سیرت فرزند ہا از اُمہات　　جوہر صدق و صفا از اُمہات
مزرعِ تسلیم را حاصل بتول　　مادراں را اسوۂ کامل بتول

اولاد کی تربیت ماں کی گود سے جنم لیتی ہے اور صدق و صفا کے جوہر ماں کی تربیت سے حاصل ہوتے ہیں-----سرِ تسلیم خم کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا نچوڑ سیدہ زہراء بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں' یہی ہستی ہے' جو ماؤں کے لئے ایک کامل نمونہ بھی ہیں-----

بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت　　با یہودے چادرِ خود را فروخت

روایت ہے کہ ایک فقیر بے نوا کی حالت پر ان کا دل اس قدر متاثر ہوا کہ اپنی چادر تک ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر ڈالی-----

نوری و ہم آتشی فرماں برش　　گم رضایش در رضائے شوہرش
آں ادب پروردۂ صبر و رضا　　آسیا گرداں و لب قرآں سرا

وہ ایک ایسی ہستی تھیں کہ تمام جن و ملک ان کے مطیع و غلام تھے' مگر وہ خود اپنے شوہر کی خوش نودی میں اپنی ہستی تک کو فراموش کیے ہوئے تھیں-----
انہوں نے صبر اور رضائے الٰہی کے ایسے ماحول میں تربیت پائی تھی کہ وہ ایک طرف چکی پیستی جاتی تھیں اور دوسری جانب زبان پر قرآن کریم کی آیات رواں

رہتی تھیں۔۔۔۔

گریہ ہائے او ز بالیں بے نیاز   گوہر افشاندے بدامانِ نماز
اشک او برچید جبریل از زمیں   ہم چو شبنم ریخت بر عرش بریں

ان کی آہ و زاری کسی تکیے کی محتاج نہ تھی، نماز پڑھتے وقت ان کی چشمِ اطاعت گزار سے آنسو موتی بن کر ٹپکتے تھے۔۔۔۔ یہی آنسو جبریل امین زمین سے اٹھاتے اور قطرۂ شبنم کی طرح عرش بریں پر انڈیلتے جاتے تھے۔۔۔۔

رشتۂ آئینِ حق زنجیر پاست   پاسِ فرمانِ جناب مصطفیٰ است
ورنہ گرد تربتش گردیدمے   سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے

[۴۳۰]

شریعت مصطفوی کی ڈوری پاؤں کی زنجیر ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی پاس داری مطلوب ہے، ورنہ دیوانہ وار آپ کی قبر اطہر کے طواف اور وہاں سجدہ ریزی کے لئے دل بے قرار ہے۔۔۔۔

حسنین کریمین

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

شگفتہ گلشن زہرا کا ہر گل تر ہے
کسی میں رنگِ علی ہے، کسی میں بوئے رسول

رسول اللہ ﷺ اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دونوں صاحبزادوں سے بے حد محبت فرماتے' انہیں سینہ مبارک سے لگا کر بھینچتے' چومتے' سونگھتے اور کندھوں پر سوار کرتے----- ان کی ولادت پر خود ان کے نام تجویز فرمائے----- حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' جب حسن پیدا ہوئے تو حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا' مجھے میرا بیٹا دکھاؤ' اس کا نام کیا ہے؟----- میں نے عرض کیا:

حرب (بمعنی جنگ اور لڑائی' چونکہ شیر خدا خود بہادر اور جنگ جو تھے' اس لئے صاحبزادے کا نام بھی اسی مناسبت سے رکھا) حضور ﷺ نے فرمایا:

بَلْ هُوَ حَسَنٌ-----

"بلکہ اس کا نام حسن ہے"-----

جب حسین کی ولادت ہوئی' میں نے حرب نام رکھا' آپ نے فرمایا:

"نہیں یہ حسین ہے"-----

اسی طرح تیسرے بیٹے کی ولادت پر بھی میں نے وہی نام رکھا مگر آپ ﷺ نے تبدیل فرما کر محسن رکھ دیا---- (یہ صاحبزادے کم سنی میں ہی وفات پا گئے تھے)-----

پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

میں نے ان بچوں کے نام ہارون علیہ السلام کے صاحبزادوں کے نام پر شبر، شبیر اور مشبر رکھے ہیں----[۴۳۱]

(سریانی زبان کے یہ الفاظ حسن، حسین اور محسن کے ہم معنی ہیں)-----

جنتی نام

عمران بن سلمان بیان کرتے ہیں:

اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ مِنْ اَسْمَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَمْ يَكُوْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ-----[۴۳۲]

"حسن اور حسین اہل جنت کے نام ہیں، زمانہ جاہلیت میں یہ نام کسی کے نہ تھے"-----

مفضل کہتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ حَجَبَ اسْمَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ حَتّٰى سَمّٰى بِهِمَا النَّبِيُّ ﷺ ابْنَيْهِ-----[۴۳۳]

"اللہ نے یہ نام چھپائے ہوئے تھے، حتی کہ حضور ﷺ نے اپنے صاحبزادوں کے نام حسن اور حسین رکھے"-----

شبیہ رسول

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں صاحبزادے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شکل و صورت میں بہت زیادہ مشابہت رکھتے----- دونوں شہزادے اکٹھے کھڑے ہوتے تو حضور ﷺ کی شکل و شباہت کی یاد تازہ ہو جاتی، حضرت علی فرماتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ اَشْبَهَ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّأْسِ وَ الْحُسَيْنُ اَشْبَهَ النَّاسِ بِالنَّبِيِّ ﷺ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ----- [۴۳۴]

"حضرت امام حسن سر سے لے کر سینہ تک اور امام حسین سینہ اطہر سے مقدس قدموں تک رسول اللہ ﷺ کے بہت مشابہ تھے"-----

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں-----

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا

[۴۳۵]

نیز فرمایا-----

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذاتِ حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

[۴۳۶]

فیضان مصطفیٰ کے امین

سیرت و کردار اور اخلاق و اطوار میں دونوں شہزادے حضور ﷺ کے تربیت یافتہ اور آپ کے فیضان کے وارث و امین تھے-----

حضرت زینب بنت ابی رافع بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی آخری علالت کے ایام میں حضرت فاطمہ اپنے دونوں صاحبزادوں کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی:

هٰذَانِ ابْنَاكَ فَوَرِّثْهُمَا شَيْئًا، قَالَ اَمَّا حَسَنٌ فَاِنَّ لَهُ هَيْبَتِيْ وَ سُؤْدَدِيْ وَ اَمَّا حُسَيْنٌ فَاِنَّ لَهُ جُرْاَتِيْ وَ جُوْدِيْ-----[۴۳۷]

"حضور! یہ آپ کے بیٹے ہیں، انہیں اپنی وراثت میں سے کچھ عطا فرمائیں، آپ نے فرمایا:

حسن کے لئے میری ہیبت اور سیادت اور حسین کے لئے میری جرأت و سخاوت ہے"-----

دوسری روایت میں ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

نَحَلْتُ هٰذَا الْكَبِيْرَ الْمَهَابَةَ وَ الْحِلْمَ وَ نَحَلْتُ هٰذَا الصَّغِيْرَ الْمَحَبَّةَ وَ الرِّضَا-----[۴۳۸]

"بڑے کو تو میں نے اپنی ہیبت و دبدبہ اور حلم دیا اور چھوٹے کو محبت اور رضا عطا کرتا ہوں"-----

تعویذ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ عَلَى الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ تَعْوِيْذَانِ فِيْهِمَا زَغَبٌ مِنْ زَغَبِ جَنَاحِ جِبْرِيْلَ-----[۴۳۹]

"حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تعویذ پہن رکھے تھے' جن میں جبریل کے شہپر میں سے ایک چھوٹا سا پر تھا"-----

یہ مجھے محبوب ہیں

حضور علیہ السلام ان بچوں سے بے حد پیار فرماتے اور انہیں پھولوں کی طرح سونگھا کرتے----- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا' آپ کو اہل بیت میں سب سے پیارا کون ہے؟----- فرمایا:

حسن و حسین-----

وَ كَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ ادْعِىْ لِیَ ابْنَیَّ فَيَشُمُّهُمَا وَ يَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ-----[۴۴۰]

"آپ علیہ السلام حضرت فاطمہ کو فرماتے' میرے بیٹوں کو لاؤ' پھر آپ انہیں سینے سے لگاتے اور سونگھتے-----

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا-----[۴۴۱]

"حسن و حسین' یہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں"-----

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ رات کو کسی کام کی غرض سے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا' حضور نے چادر میں کوئی چیز چھپائی ہوئی تھی' میں نے عرض کیا' حضور اس میں کیا

ہے؟----- آپ نے چادر ہٹائی تو دیکھا حسن و حسین ہیں، آپ نے ان کو پہلوؤں پہ اٹھایا ہوا تھا، پھر فرمایا:

هٰذَانِ اِبْنَایَ وَ اِبْنَا ابْنَتِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهُمَا----- [۴۴۲]

"یہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں، اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی انہیں اپنا محبوب بنا اور ان کے ساتھ محبت رکھنے والوں سے محبت فرما"-----

آقا حضور ﷺ ان بچوں کے رونے سے بے قرار ہو جاتے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

حضور ﷺ ایک مرتبہ گلی سے گزر رہے تھے، حسن و حسین کے رونے کی آواز سنی، آپ جلدی سے ان کے پاس پہنچے اور پوچھا، میرے بچوں کو کیا ہوا؟-----

سیدہ فاطمہ نے عرض کی، پیاسے ہیں، (ان دنوں پانی کی قلت تھی) آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا، کسی کے پاس پانی ہے؟----- پانی کسی کے پاس نہ تھا-----

آپ نے ایک صاحبزادے کو اٹھا کر سینے سے چمٹایا اور اپنی زبان چوسائی، حتیٰ کہ انہیں سکون ہو گیا، اسی طرح دوسرے صاحبزادے کو بھی زبان چوسائی، جس سے انہوں نے رونا بند کر دیا----- [۴۴۳]

لاڈ اور پیار کے انداز

اللہ اللہ، حسنین کریمین کی کیا عظمت ہے کہ جنہیں آتا دیکھ کر حضور ﷺ خطبہ

روک دیتے، منبر سے اتر کر انہیں اٹھا لیتے اور جن کی خاطر سجدوں کو دراز فرما دیتے، حضرت زر بن عبداللہ سے مروی ہے:

جب رسول اللہ ﷺ سجدہ میں جاتے، حضرت حسن و حضرت حسین آ کر پشت انور پر سوار ہو جاتے، جب کوئی انہیں منع کرنے کا ارادہ کرتا، آقا اشارہ سے روک دیتے، پھر نماز سے فارغ ہو کر اپنی گود میں لے لیتے اور فرماتے:

مَنْ اَحَبَّنِیْ فَلْیُحِبَّ هٰذَیْنِ----[۴۴۴]

"جو مجھ سے محبت رکھتا ہے، وہ ان دونوں سے بھی محبت رکھے"----

حضرت ابوبریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

ایک مرتبہ حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرخ دھاری دار قمیص پہنے لڑکھڑاتے ہوئے چلے آرہے تھے، آپ منبر سے اترے اور دونوں کو گود میں اٹھا لیا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ----[۴۴۵]

"تمہارا مال اور تمہاری اولاد سراسر آزمائش ہیں"----

میں نے ان بچوں کو دیکھا، لڑکھڑاتے ہوئے آرہے ہیں تو مجھ سے رہا نہ گیا اور اپنی بات قطع کر کے انہیں اٹھا لیا----[۴۴۶]

لاڈ کا ایک اور انداز

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں، ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ایک کندھے پر حضرت حسن اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین کو اٹھایا ہوا تھا، میں نے کہا:

صاحبزادو! تمہاری سواری کتنی اچھی ہے؟-----

حضور ﷺ نے فرمایا:

وَ نِعْمَ الْفَارِسَانِ هُمَا-----[۴۴۷]

"سوار بھی تو بہترین ہیں"-----

نوجوانان جنت کے سردار

اللہ رب العزت جل جلالہ نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نوجوانان جنت کے سردار ہونے کا اعزاز عطا فرمایا' حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں اپنی والدہ کے اصرار پر حضور ﷺ کی خدمت میں اس ارادے سے حاضر ہوا کہ اپنی والدہ اور اپنے لئے دعائے مغفرت کراؤں گا' میں نے آپ ﷺ کے ساتھ مغرب اور پھر عشاء کی نماز ادا کی' جب آپ ﷺ فارغ ہو کر چلے' تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ہو لیا' آپ ﷺ نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر پوچھا' کون؟----- (پھر خود ہی فرمایا) حذیفہ ہو؟----- میں نے عرض کیا' جی ہاں----- فرمایا:

کس حاجت سے آئے ہو؟----- (پھر دلی ارادے کو جانتے ہوئے' حاجت روائی کی اور) فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری والدہ کی مغفرت فرمائے----- پھر فرمایا:

ابھی ایک فرشتہ آیا تھا' جو اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا' یہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مجھے سلام کرنے اور خوش خبری سنانے آیا کہ:

إِنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَ إِنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ-----[۴۴۸]

"فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں"-----

جس پہلو سے بھی دیکھا جائے حسنین کریمین ہر لحاظ سے ممتاز نظر آتے ہیں' بطور تبرک ان کے چند اجتماعی اوصاف و فضائل کا تذکرہ کیا گیا ہے' اب فرداً فرداً مختصر حالات و مناقب پیش خدمت ہیں-----

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بڑے صاحبزادے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ۱۵/ رمضان المبارک ۳ھ کو ہوئی----- رسول اللہ ﷺ نے کانوں میں اذان دی[۴۴۹]، اپنے لعاب دہن کی گھٹی ڈالی اور حسن نام رکھا-----[۴۵۰]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

آپ حسن و جمال میں رسول اللہ ﷺ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے-----[۴۵۱]

حضور ﷺ نے ساتویں دن دو چھترے ذبح کر کے ان کا عقیقہ کیا اور سر مونڈ کر بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم دیا-----[۴۵۲]

ان کے بال ایک درہم سے کچھ زیادہ وزنی تھے-----[۴۵۳]

حضور ﷺ نے حضرت اسماء بنت عمیس اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ہدایت فرمائی :

کہ اس بچے کا خیال رکھنا' جب روئے تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہہ دینا' جس بچے کے کانوں میں یہ کلمات کہہ دیئے جائیں' وہ شیطان کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے-----[۴۵۴]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق آپ کا ختنہ بھی ساتویں روز عقیقہ کے موقع پر ہوا تھا-----[۴۵۵]

نام' کنیت' القاب

آپ کا نام حسن' کنیت ابو محمد اور ابو عمرو تھی[۴۵۶]' جب کہ تقی' نقی' زکی' سبط اکبر' مجتبیٰ اور سید آپ کے القاب تھے----- سید کے لقب سے خود حضور علیہ السلام نے یاد فرمایا-----

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں' حضور علیہ السلام منبر پر تشریف فرما تھے اور حضرت حسن آپ کے پہلو میں تھے' آپ نے ایک بار مجمع کی طرف اور ایک بار حضرت حسن کی طرف دیکھا' پھر فرمایا:

اِبنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ وَ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ-----[۴۵۷]

"میرا یہ بیٹا سید ہے' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے گا"-----

محبوب محبوب خدا

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

حضور علیہ السلام ان سے بے حد محبت فرماتے' ان کے رخسار و لب چومتے' زبان

چومتے، گود میں کھلاتے اور سینہ اور پشت پر بٹھاتے، کبھی یوں بھی ہوتا کہ نماز پڑھتے تو سجدہ کی حالت میں یہ آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے، تو ان کی خاطر سجدہ دراز فرما دیتے اور کبھی اپنے پاس منبر پر بٹھاتے----[۴۵۸]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا، ایک صاحب نے دیکھ کر کہا:

نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ-----

"بیٹے! تمہاری سواری کتنی اچھی ہے"-----

حضور ﷺ نے فرمایا:

نِعْمَ الرَّاکِبُ هُوَ-----[۴۵۹]

"سوار بھی تو بہترین ہے"-----

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے:

ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا، کیا یہاں ننھا ہے؟ کیا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟-----

ہمارا گمان یہ تھا کہ ان کی والدہ نے انہیں غسل کرانے اور ہار پہنانے کے لئے روک رکھا ہے----- تھوڑی دیر گزری کہ حضرت حسن دوڑتے ہوئے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے گلے میں بانہیں ڈالیں اور دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحْبِبْ مَنْ یُّحِبُّهٗ-----[۴۶۰]

"اے اللہ! میں حسن سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما

اور اس سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت فرما"-----

حضرت علی کی نظر میں

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نظر میں اپنے صاجزادے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت مقام و مرتبہ تھا' حافظ ابن کثیر تحریر کرتے ہیں:

وَ كَانَ عَلِيٌّ يُكْرِمُ الْحَسَنَ اِكْرَامًا زَائِدًا وَ يُعَظِّمُهُ وَ يُبَجِّلُهُ-----[۴۶۱]

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت زیادہ عزت اور تکریم و تعظیم کرتے"-----

عبادت و ریاضت

سیدنا حسن مجتبیٰ نہایت عابد و زاہد اور متقی و پرہیزگار تھے اور کیوں نہ ایسے ہوتے جب کہ ان کے کانوں میں شروع سے ہی تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کی صدائیں گونجتی رہیں' جن کی نگاہوں کے سامنے اپنے نانا جان ﷺ کی عبادت و ریاضت' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہد و اتقاء اور سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شب بیداریوں کے حسین مناظر تھے-----

حافظ ابن کثیر آپ کی عبادت کے معمولات کے بارے میں لکھتے ہیں:

آپ کا معمول یہ تھا کہ مسجد نبوی میں فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد مصلی پر بیٹھے رہتے اور سورج طلوع ہونے تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتے' پھر ملاقات کے لئے آنے والے معززین سے گفتگو فرمانے کے بعد امہات المومنین کے گھروں میں جاتے اور انہیں سلام کرتے' آپ نے پچیس بار پیدل حج کیے' حالانکہ عمدہ اونٹوں کی

آپ کے پاس کمی نہ تھی' آپ فرماتے' مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اس سے ملاقات کے لئے اس کے گھر سوار ہو کر جاؤں' روزانہ سونے سے پہلے سورۂ کہف کی تلاوت کرتے-----[۴۶۲]

خوف خدا کا یہ عالم تھا کہ جب وضو کرتے تو رنگت تبدیل ہو جاتی' آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا:

حَقٌّ عَلٰی مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّدْخُلَ عَلٰی ذِی الْعَرْشِ اَنْ یَّتَغَیَّرَ لَوْنُہٗ-----[۴۶۳]

"جو شخص مالک عرش' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونے کا ارادہ کرے' اس کا یہی حال ہونا چاہیے کہ خوف خدا سے اس کا رنگ اڑ جائے"-----

خدمت خلق

آپ مخلوق خدا کی خدمت و دستگیری کو بھی عبادت تصور کرتے' ایک بار ایک ضرورت مند مدد لینے کے لئے حضرت امام حسین کے پاس حاضر ہوا' آپ نے حالت اعتکاف میں ہونے کی وجہ سے معذرت چاہی' اس شخص نے حضرت امام حسن کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست پیش کی' آپ نے اس کی حاجت پوری کر دی اور فرمایا:

لَقَضَاءُ اَخٍ لِّیْ فِی اللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنِ اعْتِکَافِ شَھْرٍ-----[۴۶۴]

"میرے نزدیک کسی دینی بھائی کی حاجت براری' ایک ماہ کے اعتکاف سے بہتر ہے"-----

تحمل و بردباری

آپ بڑے رحیم، منکسر، متواضع، بردبار اور متحمل مزاج تھے، رزین بن سوار کہتے ہیں، ایک مرتبہ مروان آپ سے جھگڑنے لگا اور سخت برا بھلا کہا، آپ (کمال تحمل سے) خاموش رہے، اسی دوران مروان نے دہنے ہاتھ سے ناک صاف کی تو آپ نے فرمایا:

افسوس، تجھے اتنا بھی معلوم نہیں کہ دایاں ہاتھ اس کام کے لئے مناسب نہیں، یہ سن کر مروان خاموش ہو گیا-----[۴۶۵]

آپ نے حق گوئی سے کام لیتے ہوئے غلط بات پہ ٹوکا، مگر اپنے معاملہ میں صبر سے کام لیا-----

جب آپ کا وصال ہوا، جنازہ کے وقت مروان رونے لگا، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

زندگی میں تو تو ان سے جھگڑتا رہا، اب کیوں روتا ہے؟-----اس نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے کہا:

میں نے آپ کو اس سے بھی زیادہ حلیم پایا-----[۴۶۶]

محمد بن اسحاق کہتے ہیں:

آپ کی زبان سے کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سنا، ایک بار عمر بن عثمان کے ساتھ جھگڑا ہوا تو صرف یہ کہا:

رَغِمَ اَنْفُهٗ-----[۴۶۷]

"اس کی ناک گرد آلود ہو"-----

(یہ کلمہ اہل عرب کی عام معمول کی گفتگو کا حصہ ہے)-----

جود و سخا

آپ بڑے جواد' کریم اور سخی تھے' ایک بار ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے دیکھا' وہ اللہ تعالیٰ سے دس ہزار درہم مانگ رہا تھا' آپ نے گھر جا کر اسے مطلوبہ رقم بھجوادی-----

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کچھ مانگا' آپ نے اسے پچاس ہزار درہم اور پانچ سو دینار عطا کیے اور فرمایا:

کسی مزدور کو بلا لاؤ تاکہ وہ یہ اٹھا لے جائے' وہ شخص مزدور کو لایا تو آپ نے اپنی چادر اتار کر اسے دی اور فرمایا:

مزدور کی اجرت بھی میری طرف سے ہو گی-----[۴۶۸]

ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے ایک احاطہ کے پاس سے گزرے' ایک سیاہ فام غلام کو دیکھا' وہ اس طرح روٹی کھا رہا تھا کہ ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک کتے کو کھلاتا' آپ نے پوچھا' تو ایسا کیوں کر رہا ہے؟-----اس نے عرض کیا' مجھے شرم آتی ہے کہ خود کھاؤں اور پاس بیٹھے ہوئے کتے کو نہ کھلاؤں' آپ نے فرمایا' میری واپسی تک یہیں ٹھہرنا' چنانچہ آپ اس کے مالک کے پاس گئے اور اس سے غلام اور وہ احاطہ خرید لیا اور واپس آکر اس غلام کو آزاد کر کے احاطہ اسے ہبہ کر دیا-----[۴۶۹]

آپ نے دو مرتبہ اپنا تمام مال اور تین مرتبہ اپنا آدھا مال اللہ کے رستے میں صدقہ کیا-----[۴۷۰]

ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا' کیا وجہ ہے' آپ اگر فاقہ میں بھی ہوں تو سائل کو کبھی خالی نہیں لوٹاتے' آپ نے فرمایا:

میں بھی اپنے رب کا ایک سوالی ہوں' مجھے حیا آتی ہے کہ ایک سائل کسی

دوسرے سائل کو خالی واپس کر دے-----[۴۷۱]

علم و فضل

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجسمۂ علم و فضل تھے' احادیث مبارکہ سیکھنے اور ان کی نشر و اشاعت میں کوشاں رہے----- آپ نے براہ راست حضور ﷺ سے احادیث سنیں' جن میں بعض صغر سنی کے باوجود یاد رہ گئیں----- ابو الحوراء بیان کرتے ہیں میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کون سی احادیث یاد ہیں تو آپ نے فرمایا:

مجھے یاد ہے کہ ایک بار صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی تھی' جسے حضور ﷺ نے میرے منہ سے نکال دیا تھا----- پوچھا گیا' یارسول اللہ ﷺ! اس کھجور میں کیا حرج تھا؟----- فرمایا:

اِنَّا آلُ مُحَمَّدٍ لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ-----[۴۷۲]

"ہم آل محمد ہیں' ہمارے لئے صدقہ جائز نہیں ہے"-----

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ آپ نے اپنے والد' بھائی امام حسین اور ماموں ہند بن ابی ہالہ سے احادیث روایت کیں' جب کہ آپ سے روایت کرنے والوں کے نام یہ ہیں:

آپ کے صاحبزادے حسن (مثنیٰ)' ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ' امام زین العابدین' ان کے صاحبزادے عبد اللہ اور امام باقر' عکرمہ' ابن سیرین' جبیر بن نفیر' ابو الحوراء' ربیعہ بن شیبان اور ابو مجلز وغیرہ-----[۴۷۳]

ذوق شعر و سخن

آپ شعر و سخن کا عمدہ ذوق رکھتے تھے' آپ کے اشعار اللہ پر توکل' استغناء اور

فکر آخرت کے مضامین پر مشتمل ہوتے-----

علامہ عبدالقادر طبری نے آپ کے یہ اشعار ذکر کیے ہیں :۔

اَغْنِ عَنِ الْمَخْلُوْقِ بِالْخَالِقِ
تُغْنَ عَنِ الْكَاذِبِ وَ الصَّادِقِ
وَ اسْتَرْزِقِ الرَّحْمٰنَ مِنْ فَضْلِهٖ
فَلَيْسَ بِالرَّحْمٰنِ مِنْ وَاثِقِ
مَنْ ظَنَّ اَنَّ الرِّزْقَ مِنْ كَسْبِهٖ
زَلَّتْ بِهٖ النَّعْلَانِ مِنْ حَالِقِ

[۴۷۴]

"خالق کائنات کے ذریعے مخلوق سے بے نیازی اختیار کرلو' ہر جھوٹے اور سچے سے بے پروا ہو جاؤ گے-----

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی سے رزق طلب کرو' کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رازق نہیں-----

جس کا گمان یہ ہو کہ لوگ اسے غنی کر دیں گے' اسے اپنے رحمان پر اعتماد نہیں ہے-----

جو رزق کو اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ سمجھے' اس کے پاؤں پہاڑ کی چوٹی سے پھسل گئے"-----

خطابت

باب مدینۃ العلم کے یہ صاحبزادے اپنے والد کی طرح بہترین خطیب تھے' آپ سے منقول حکمت و موعظت پر مبنی کلمات سے آپ کی فصاحت و بلاغت اور وعظ و

خطابت کا بہ خوبی اندازہ ہوتا ہے-----

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :

ایک دن حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

بیٹے! کبھی مجھے بھی تقریر سناؤ' عرض کی' آپ کے سامنے شرم آتی ہے-----

ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھپ کر آپ کی تقریر سنی' آپ نے بہت فصیح و بلیغ خطبہ دیا' فارغ ہوئے تو حضرت علی نے فرمایا :

ذُرِّيَّةٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ-----[۴۷۵]

"یہ تو ایک ہی نسل ہے' جس میں ایک دوسرے کا فرزند ہے"-----

باب مدینۃ العلم کے سوالات

ایک بار' باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضیٰ نے اپنے صاحبزادے سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند سوالات کیے' جن کے آپ نے نہایت عمدہ جوابات دیے----- جلیل القدر باپ اور صاحب علم و دانش صاحبزادے کی گفتگو حسب ذیل ہے----- حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے استفسار فرمایا :

میرے بیٹے! بتاؤ' اچھا کام کیا ہے؟-----

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی :

"بری شے کو دفع کرنا"-----

ارشاد فرمایا : شرافت و بزرگی کیا ہے؟-----

جواب دیا : "قبیلہ کے ساتھ اچھا سلوک رکھنا اور ان کی سختی برداشت کرنا"-----

ارشاد فرمایا : سخاوت کیا ہے؟-----

جواب دیا: "تنگی اور فراخی میں مال خرچ کرنا"-----

ارشاد فرمایا: ملامت کیا ہے؟-----

جواباً امام حسن نے عرض کیا: "انسان کا اپنے لئے مال جمع کرنا اور اپنی عزت خراب کر دینا"-----

ارشاد فرمایا: بزدلی کیا ہے؟-----

عرض کیا: "دوست پر زیادتی کرنا اور دشمن کے مقابلہ میں کمزوری دکھاتے ہوئے پیچھے ہٹنا"-----

ارشاد فرمایا: غنٰی کیا ہے؟-----

عرض کیا: "اللہ تعالٰی نے جو کچھ قسمت میں رکھا ہے' اگرچہ تھوڑا ہو' اس پر خوش رہنا"-----

ارشاد فرمایا: بردباری کیا ہے؟-----

عرض کیا: "غصہ کو دبانا اور اپنے نفس کو قابو میں رکھنا"-----

ارشاد فرمایا: ذلت و رسوائی کیا ہے؟-----

عرض کیا: "مصیبت کے وقت بے قراری کا اظہار کرنا"-----

ارشاد فرمایا: تکلف کیا ہے؟-----

عرض کیا: "بے مقصد کلام کرنا"-----

ارشاد ہوا: بزرگی کیا ہے؟-----

عرض کیا: "قرض اور تاوان ادا کرنے میں مدد دینا اور جرم معاف کرنا"-----

ارشاد فرمایا: سیادت کیا ہے؟-----

عرض کیا: "اچھے کام کرنا اور قبیح امور سے دور رہنا"-----

ارشاد فرمایا: بے وقوفی کیا ہے؟-----

عرض کیا: "ذلیل امور کا پیچھا کرنا اور گمراہوں کی صحبت اختیار کرنا"-----

ارشاد فرمایا: غفلت کیا ہے؟-----

عرض کیا: "مسجد چھوڑ دینا اور مفسد لوگوں کی طاعت کرنا"-----[۴۷۶]

ملفوظات

لَا اَدَبَ لِمَنْ لَا عَقْلَ لَهُ-----

"جس میں عقل نہیں، اس میں ادب نہیں"-----

لَا مَوَدَّةَ لِمَنْ لَا هِمَّةَ لَهُ-----

"جس میں ہمت نہیں، اس میں محبت نہیں"-----

لَا حَيَاءَ لِمَنْ لَا دِيْنَ لَهُ-----

"جس کا دین نہیں، اس میں شرم و حیا نہیں"-----

رَأْسُ الْعَقْلِ مُعَاشَرَةُ النَّاسِ بِالْجَمِيْلِ-----

"لوگوں سے اچھا سلوک کرنا، بہترین عقل مندی ہے"-----

بِالْعَقْلِ تُدْرَكُ الدَّارَانِ جَمِيْعًا وَ مَنْ حُرِمَ الْعَقْلَ حُرِمَهُمَا جَمِيْعًا-----

"عقل کے ساتھ دنیا و آخرت دونوں حاصل ہو جاتی ہیں، جو عقل سے محروم رہا، وہ ان دونوں سے محروم رہا"-----[۴۷۷]

حاضر جوابی

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح آپ بھی بہت حاضر جواب تھے' ایک مرتبہ آپ نے بہت خوبصورت لباس زیب تن کیا اور اس پر مستزاد' آپ کا خداداد حسن تھا' ایک شکستہ حال یہودی نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگا' ایک بات تو بتائیں' آپ کے جد امجد کا فرمان ہے:

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّۃُ الْکَافِرِ-----

"دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے"-----

مگر یہاں اس کے برعکس معاملہ نظر آرہا ہے' آپ مومن ہیں اور میں کافر' دنیا میرے لئے قید خانہ ہے اور آپ جنت کے سے عیش و آرام میں ہیں-----

حضرت امام حسن نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جنت میں میرے لئے جو نعمتیں تیار فرما رکھی ہیں اگر تو انہیں دیکھ لے تو تو یقین کرے گا کہ ان نعمتوں کی نسبت میں اب قید خانہ میں ہوں' اسی طرح اگر تو وہ عذاب دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے آخرت میں مقدر فرمایا ہے تو موجودہ حالت کو جنت سمجھنے لگے گا-----[۴۷۸]

خلافت

حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد نوے ہزار افراد نے آپ کی بیعت کرلی' چھ ماہ تک آپ خلیفہ رہے' اس دوران کسی کا ایک قطرہ خون بھی نہ بہا-----[۴۷۹]

پھر' امیر معاویہ نے شام سے ان پر لشکر کشی کی' حضرت حسن کی فوجیں بھی سامنے آئیں' آپ نے سوچا' اس وقت تک کوئی فریق غالب نہیں آ سکتا جب تک کہ بہت سے مسلمانوں کا خون نہ بہے' چنانچہ آپ نے امیر معاویہ کی طرف پیغام بھیجا اور اس شرط پر صلح ہوئی کہ امیر معاویہ کے بعد خلافت حضرت حسن کے پاس آجائے گی اور مدینہ' حجاز اور عراق والوں کے پاس حضرت علی کے زمانہ کا جو کچھ ہے اس کا امیر معاویہ مطالبہ نہیں کریں گے-----

امیر معاویہ نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور یوں حضور ﷺ کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا:

میرا یہ بیٹا (حسن) مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے گا-----[۴۸۰]

حضرت امام حسن' امیر معاویہ کے حق میں ربیع الاول ۴۱ھ میں خلافت سے دستبردار ہوئے-----[۴۸۱]

اس معاہدہ کے بعد آپ کوفہ سے منتقل ہو کر مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے' بعض لوگوں نے اس فیصلہ پر طعنہ زنی کی' تو آپ نے فرمایا:

اِخْتَرْتُ ثَلَاثًا عَلٰی ثَلَاثٍ اَلْجَمَاعَةَ عَلَى الْفُرْقَةِ وَ حِقْنَ الدِّمَاءِ عَلٰی سَفْكِهَا وَ الْعَارَ عَلَى النَّارِ-----[۴۸۲]

"میں نے تین چیزوں پر تین چیزوں کو ترجیح دی ہے:
مسلمانوں کی جمعیت قائم رکھنے کو تفرقہ پر' امن کو خون ریزی پر اور عار (شرم ساری) کو نار پر"-----

دوسری روایت میں ہے' لوگ کہتے:

یَا عَارَ الْمُؤْمِنِیْنَ-----

"ایمان داروں کے لئے باعث ننگ و شرم"-----

آپ جواباً فرماتے :

اَلْعَارُ خَيْرٌ مِّنَ النَّارِ-----[۴۸۳]

"عار' نار سے بہتر ہے"-----

خلافت سے دستبرداری کا عمل محض رضائے الٰہی کے لئے تھا' خود فرماتے ہیں :

عربوں کی کھوپریاں میرے ہاتھوں میں تھیں' جس سے میں جنگ کرتا وہ جنگ کرتے اور جس سے میں صلح کرتا وہ صلح کرتے' میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور امت محمدیہ کی خوں ریزی ختم کرنے کے لئے خلافت سے علیحدگی اختیار کی ہے-----اب دوبارہ (جنگ کی) آگ کو نہیں بھڑکانا چاہتا-----[۴۸۴]

شہادت

عمیر بن اسحاق کہتے ہیں' میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوا' تو آپ نے فرمایا :

مجھے کئی بار زہر دیا گیا اور اس مرتبہ تو بہت سخت قسم کا زہر دیا گیا ہے-----

دوسرے دن پھر حاضر ہوا' امام حسین آپ کے سرہانے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے پوچھا :

بھائی جان! آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟-----فرمایا

کیا تم اسے قتل کرو گے-----کہا' ہاں-----فرمایا :

جس کے بارے میں میرا گمان ہے' اگر اس نے زہر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ (اسے) سخت عذاب دینے والا ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے

کسی کا ناحق خون ہے-----

آپ چالیس دن علیل رہنے کے بعد ۵/ ربیع الاول ۴۹ھ یا ۵۰ھ کو شہید ہوئے اور جنت البقیع شریف میں آپ کی تدفین ہوئی-----[۴۸۵]

اولاد امجاد

آپ کثیر الاولاد تھے' اس سلسلہ میں مختلف روایات ہیں----- شیخ محمد بن حسین دیار بکری علیہ الرحمہ ابن الدراع کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ کے گیارہ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی' صاحبزادوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں :

۱...... حضرت عبد اللہ

۲...... حضرت قاسم

۳...... حضرت حسن (حسن مثنیٰ)

۴...... حضرت زید

۵...... حضرت عمرو

۶...... حضرت عبید اللہ

۷...... حضرت عبد الرحمن

۸...... حضرت احمد

۹...... حضرت اسماعیل

۱۰...... حضرت حسین اثرم

۱۱...... حضرت عقیل-----[۴۸۶]

تین صاحبزادے حضرت قاسم' حضرت ابوبکر اور حضرت عبد اللہ میدان کربلا میں شہید ہوئے----- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے

صرف حضرت حسن مثنیٰ (وفات ۱۲۰ھ) اور حضرت زید (وفات ۱۷۹ھ) سے حسنی سادات کا سلسلہ دنیا میں باقی ہے----[۴۸۷]

یہ دونوں صاحبزادے جلیل القدر عالم دین اور سیرت و کردار میں اپنے والد ماجد کے صحیح جانشین تھے-----

حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے بڑے بلند پایہ اولیاء و علماء پیدا ہوئے---- سید الاولیاء سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ نسب بھی آپ کے توسط سے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے-----[۴۸۸]

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى جَدِّهٖ وَعَلَيْهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

حسنِ مجتبیٰ سیدُ الاسخیاء
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی!
چاشنی گیرِ عظمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)

سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

القاب

آپ کا نام نامی حسین، کنیت ابو عبد اللہ اور القاب رشید، طیب، زکی، وفی، سید مبارک، تابع لمرضاۃ اللہ (راضی بہ رضائے الٰہی)، اور سب سے اعلیٰ وہ القاب تھے، جو حضور علیہ السلام نے عطا فرمائے، یعنی سبط اور نوجوانانِ جنت کے سردار-----[۴۸۹]

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۵ / شعبان المعظم ۴ھ کو ہوئی، حضور علیہ السلام نے کانوں میں اذان دی، اپنے لعاب دہن سے گھٹی ڈالی اور دعائے خیر فرمائی-----

ساتویں دن ایک مینڈھا ذبح کر کے ان کا عقیقہ کیا، حسین نام تجویز فرمایا، ان کی والدہ ماجدہ کو ان کا سر مونڈوانے اور بالوں کے ہم وزن چاندی تصدق کرنے کا حکم دیا-----[۴۹۰]

مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کے عقیقہ میں دو دو چھترے ذبح کیے گئے تھے ----- [۴۹۱]

پیکر حسن و جمال

آپ رسول اللہ ﷺ کے بہت مشابہ اور پیکر حسن و جمال تھے' اندھیرے میں بیٹھے ہوتے تو آپ کی جبین اقدس اور رخساروں سے روشنی نکلتی جس سے قرب و جوار جگمگا اٹھتے ----- [۴۹۲]

اس روشنی اور نور کا ذکر اس شعر میں بھی ہے جسے جنوں نے آپ کی شہادت کے موقع پر اظہار غم کرتے ہوئے پڑھا' اور قبیلہ طے کے افراد نے سنا -----

مَسَحَ الرَّسُوْلُ جَبِیْنَهٗ فَلَهٗ بَرِیْقٌ فِی الْخُدُوْدِ
اَبَوَاهُ مِنْ عُلْیَا قُرَیْشٍ وَ جَدُّهٗ خَیْرُ الْجُدُوْدِ

[۴۹۳]

"رسول اللہ ﷺ نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا' آپ کے رخسار پرانوار نہایت روشن اور چمکدار تھے' آپ کے آباء و اجداد کا تعلق قریش کے اعلیٰ اور بہتر خاندان سے ہے اور آپ کے نانا جان سب سے بہتر نانا ہیں" -----

بلا شبہ آپ سراپا حسن و جمال اور اسم با مسمی تھے --- اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز اس حقیقت کا اظہار یوں کرتے ہیں :

جان حسن' ایمان حسن' اے کان حسن' اے شان حسن
اے جمالت لمعِ شمعِ من راکی امداد کن

دونوں میں سے ایک

ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں زانو پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں زانو پر اپنے صاجزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھائے ہوئے تھے----- جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور کہا:

اللہ تعالیٰ ان دونوں کو یکجا آپ کے پاس نہیں رہنے دے گا' ایک کو اپنے پاس بلالے گا' آپ کو اختیار ہے جسے چاہیں رکھ لیں----- آپ ﷺ نے فرمایا:

اگر حسین رخصت ہوں تو ان کے فراق میں میرے علاوہ علی اور فاطمہ کی بھی دل سوزی ہو گی' جب کہ ابراہیم کی وفات کا بیشتر رنج و الم مجھے ہو گا----- لہذا میں اپنے غم کو ترجیح دیتا ہوں' اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا-----

پھر جب کبھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ' آپ ﷺ کے پاس آتے تو آپ انہیں مرحبا کہتے' ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور فرماتے:

فَدَيْتُهُ بِابْنِي اِبْرَاهِيمَ----- [۴۹۴]

"میں نے حسین پر اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کر دیا ہے"-----

امام عالی مقام سے حضور ﷺ کی محبت

حضور ﷺ' حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے حد محبت فرماتے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے' آپ نے پوچھا: ننھا کدھر ہے؟----- حضرت حسین دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کی گود میں

بیٹھ گئے، اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کر دیں، حضور ﷺ نے ان کو بوسہ دیا اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ----[۴۹۵]

"اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس کے ساتھ محبت رکھنے والوں سے بھی محبت فرما"-----

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَمْتَصُّ لُعَابَ الْحُسَیْنِ کَمَا یَمْتَصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَۃَ-----[۴۹۶]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت حسین کے لعاب کو اس طرح چوستے جس طرح آدمی کھجور کو چوستا ہے"-----

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حُسَیْنٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا-----[۴۹۷]

"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالیٰ حسین سے محبت رکھنے والوں سے محبت فرمائے"-----

لاڈ کا ایک انداز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ امام حسین کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے، امام حسین اپنے پاؤں آپ کے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے----- رسول اللہ ﷺ فرما

رہے تھے:

ننھے قدموں والے چڑھ آ' چڑھ آ' ننھے حسین جسم اطہر پر چڑھنے لگے یہاں تک کہ اپنے قدم حضور ﷺ کے سینہ اقدس پر رکھ دیئے' تو حضور ﷺ نے فرمایا:

منہ کھولو' انہوں نے منہ کھولا-----

ثُمَّ تَفَلَ ثُمَّ قَبَّلَهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُ فَاِنِّي اُحِبُّهُ-----[۴۹۸]

"حضور ﷺ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا' پھر منہ چوم کر فرمایا:

اے اللہ! یہ مجھے بہت محبوب ہے' تو بھی اسے محبوب رکھ"-----

کشتی

ایک مرتبہ دونوں بھائی کشتی کر رہے تھے' حضور ﷺ نے حضرت حسن کو فرمایا:

حسین کو پکڑ لو----- یہ سن کر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا متعجب ہوئیں اور عرض کی:

یارسول اللہ! حسن بڑا ہے اور آپ اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں' حضور ﷺ نے فرمایا:

دوسری طرف جبریل امین ہیں جو حسین کو کہہ رہے ہیں' حسن کو پکڑنا-----[۴۹۹]

شہادت کی شہرت

آپ کی پیدائش کے جلد ہی بعد آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی

تھی ---- حضور ﷺ کی چچی حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ایک دن میں نے حضرت امام حسین کو حضور ﷺ کی گود میں دیا' تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ آپ کی چشمان مقدس سے آنسو بہہ رہے ہیں ---- میں نے عرض کیا' میرے ماں باپ فدا! کیا ماجرا ہے؟ ---- فرمایا:

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ اِبْنِیْ ھٰذَا ----

"مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو شہید کرے گی" ----

پھر فرمایا:

اَتَانِیْ بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهٖ حَمْرَاءَ ---- [۵۰۰]

"جبریل امین میرے پاس شہادت گاہ کی سرخ مٹی لے کر آئے" ----

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مٹی دی اور فرمایا:

رِیْحُ کَرْبٍ وَّ بَلَا ----

"اس مٹی سے غم اور مصیبت کی بو آتی ہے" ----

پھر فرمایا:

اِذَا تَحَوَّلَتْ ھٰذِہِ التُّرْبَةُ دَمًا فَاعْلَمِیْ اَنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا قَدْ قُتِلَ ---- [۵۰۱]

"ام سلمہ! جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے' تو یقین کر لینا کہ میرا بیٹا حسین شہید کر دیا گیا" ----

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے' حضور ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا یَعْنِی الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِاَرْضٍ مِّنْ اَرْضِ العِرَاقِ یُقَالُ لَھَا کَرْبَلاءُ فَمَنْ شَھِدَ ذٰلِكَ مِنْکُمْ فَلْیَنْصُرْہُ----[۵۰۲]

"میرے بیٹے حسین کو عراق کے علاقہ "کربلا" میں شہید کیا جائے گا' اس وقت جو لوگ موجود ہوں' انہیں حسین کی مدد کرنی چاہیے"-----

عبادت و ریاضت

آپ بہت بڑے عابد تھے' اکثر روزہ رکھتے اور بڑی کثرت سے نفلی نماز پڑھتے اور حج کرتے[۵۰۳]' آپ نے پچیس حج پیدل کیے-----[۵۰۴]

یہ ذوق عبادت میدان کربلا میں ۱۰/ محرم الحرام ۶۱ھ کی رات کو اپنے جوبن پر تھا----- ۹/ محرم کی عصر ہی کو یزیدی فوج حملہ آور ہوا چاہتی تھی' مگر امام عالی مقام نے اپنے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ کسی طرح کل تک کے لئے لڑائی کا سلسلہ مؤخر ہو جائے تو بہتر ہے' اس موقع پر آپ نے جو کلمات کہے' ان سے آپ کے ذوق عبادت کا پتہ چلتا ہے' فرمایا:

لَعَلَّنَا نُصَلِّیْ لِرَبِّنَا ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ وَ نَدْعُوْہُ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ فَھُوَ یَعْلَمُ اَنِّیْ کُنْتُ اُحِبُّ الصَّلٰوۃَ لَہٗ وَ تِلَاوَۃَ کِتَابِہٖ وَ کَثْرَۃَ الدُّعَاءِ وَ الْاِسْتِغْفَارِ-----[۵۰۵]

"اگر موقع مل جائے تو آج کی رات نماز' دعا اور استغفار میں گزار دیں' کیوں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے نماز اور تلاوت قرآن کریم سے بے حد محبت ہے' کثرت کے ساتھ دعا

اور استغفار میرا معمول ہے"-----

تقویٰ کی وصیت

آپ کی ساری زندگی عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت میں گزری----- خشیت الٰہی اور رضائے خداوندی پر راضی رہنے کا اندازہ اس وصیت سے بہ خوبی لگایا جا سکتا ہے' جو آپ نے شب عاشورہ عرصہ گاہ امتحان میں اپنی ہمشیرہ کو ارشاد فرمائی:

اِتَّقِي اللّٰهَ وَ تَعَزَّيْ بِعَزَاءِ اللّٰهِ وَ اعْلَمِيْ اَنَّ اَهْلَ الْاَرْضِ يَمُوْتُوْنَ وَ اَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ وَ اَنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ' اَبِيْ خَيْرٌ مِنِّيْ وَ اُمِّيْ خَيْرٌ مِنِّيْ وَ اَخِيْ خَيْرٌ مِنِّيْ وَ لِيْ وَ لَهُمْ وَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ ...... يَا اُخَيَّةُ! اِنِّيْ اُقْسِمُ عَلَيْكِ لَا تَشُقِّيْ عَلَيَّ جَيْبًا وَ لَا تَخْمِشِيْ عَلَيَّ وَجْهًا وَ لَا تَدْعِيْ عَلَيَّ بِالْوَيْلِ وَ الثُّبُوْرِ اِنْ اَنَا هَلَكْتُ-----[۵۰۶]

"بہن! تقویٰ الٰہی کو پیش نظر رکھو' اللہ تعالیٰ کے نام سے تسلی حاصل کرو اور جان لو کہ زمین والے باقی رہیں گے نہ آسمان والے----- اللہ تعالیٰ کے ماسوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے----- میرے باپ' میری ماں اور میرے بھائی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مجھ سے بہتر تھے----- ان کے لئے' میرے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے----- فرمایا:

اے میری پیاری بہن! تجھے قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری موت پر گریبان نہ پھاڑنا' چہرہ نہ نوچنا اور نوحہ و بَین نہ کرنا"-----

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے بھی اس وصیت کا تذکرہ کیا ہے:

زنہار کہ دست از شکیبائی بر مدارید و کلام ناخوشی بر زبان میارید کہ

موجب نقص ثواب شاگردد-----[۵۰۷]

"خبردار! صبر کا دامن ہرگز نہ چھوڑنا اور زبان پر کوئی نامناسب کلمہ ہرگز نہ لانا' جو تمہارے ثواب میں کمی کا باعث بنے"-----

علم و فضل

مدینۃ العلم رسول اللہ ﷺ اور باب مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان تربیت سے آپ علم و فضل میں ممتاز اور قد آور شخصیت تھے-----آپ نے اپنے جد کریم رسول اللہ ﷺ' اپنے والد مکرم' والدہ محترمہ' ماموں ہند بن ابی ہالہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے احادیث سنیں اور ان کی اشاعت و ترویج کی خدمت انجام دی----- آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے بھائی حضرت امام حسن' صاحبزادے امام زین العابدین' صاحبزادیاں سیدہ فاطمہ اور سیدہ سکینہ' پوتے امام محمد باقر کے علاوہ امام شعبی' حضرت عکرمہ' شیبان دؤلی اور کرزتیمی وغیرہ علماء و محدثین شامل ہیں-----[۵۰۸]

اخلاق

آپ بے داغ کردار کے مالک تھے' صاحب خلق عظیم ﷺ' سیدہ خاتون جنت اور باب مدینۃ العلم علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کی تربیت کی تھی' اس لئے قدرتی طور پر پیکر اخلاق حسنہ تھے-----

بڑے بھائی امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے حد احترام کرتے' ایک دفعہ دونوں بھائیوں میں کسی بات پر ناراضی ہو گئی' چند ہی دن گزرے کہ حضرت امام حسن بے چینی سے امام حسین کے پاس آئے' دیکھتے ہی استقبال کے لئے کھڑے ہو

گئے' دونوں بھائی فرط محبت سے لپٹ گئے' حضرت امام حسین نے کہا:

بھائی جان! میں خود آپ سے ملاقات کے لئے بے قرار تھا' مگر مجھے آپ کا احترام ملحوظ تھا' (چونکہ حدیث پاک کی رو سے ناراض ہونے والوں میں سے جو منانے میں سبقت کرے اس کے لئے اجر ہے) لہذا میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ملاقات میں پہل کر کے آپ کو اجر و ثواب سے محروم کروں----[۵۰۹]

جود و سخا اور کرم و عطا کا یہ عالم تھا کہ معمولی سے احسان کے بدلہ میں بہت زیادہ نواز دیتے' ایک مرتبہ حج کے لئے جارہے تھے کہ راستے میں ایک بڑھیا نے مہمان نوازی کی' طویل عرصہ کے بعد وہ بڑھیا انتہائی فقر و غربت کے عالم میں مدینہ منورہ آئی' ایک گلی سے گزر رہی تھی کہ امام حسن مجتبیٰ نے پہچان لیا اور اسے ایک ہزار بکری اور ایک ہزار درہم عنایت فرمائے اور اپنے غلام کے ساتھ امام حسین کے پاس بھجوایا---- آپ نے بڑھیا کو دیکھتے ہی پہچانا اور اپنے بھائی جان کی طرح ہزار بکریاں اور ہزار درہم عطا فرما کر نہایت تکریم سے رخصت کیا----[۵۱۰]

شعر و سخن

آپ کو بھی اپنے والد گرامی کی طرح شعر و سخن کا بڑا نفیس ملکہ تھا' آپ کے اشعار' فکر آخرت اور پاکیزہ خیالات پر مبنی ہوتے تھے' چند نمونے ملاحظہ ہوں-------

لَئِنْ كَانَتِ الدُّنْيَا تُعَدُّ نَفِيسَةً
فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰهِ اَعْلٰى وَ اَنْبَلُ
وَ اِنْ كَانَتِ الْاَبْدَانُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ

فَقَتْلُ امْرِئٍ بِالسَّيْفِ فِيْ اللّٰهِ اَفْضَلُ
وَ اِنْ كَانَتِ الْاَرْزَاقُ شَيْئًا مُقَدَّرًا
فَقِلَّةُ سَعْيِ الْمَرْءِ فِي الرِّزْقِ اَجْمَلُ
وَ اِنْ كَانَتِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْكِ جَمْعُهَا
فَمَا بَالُ مَتْرُوْكٍ بِهِ الْمَرْءُ يَبْخَلُ

[۵۱۱]

"اگرچہ (عام لوگوں کے نزدیک) دنیا کو اچھا اور نفیس خیال کیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا اجر و ثواب بہت اعلیٰ اور بہتر ہے-----

ہرچند کہ بدن کو موت کے لئے پیدا کیا گیا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کے رستے میں تلوار سے شہادت پانا نہایت افضل ہے-----

اگرچہ ہر کسی کا رزق تقدیر میں مقرر ہو چکا ہے' تاہم بہتر یہ ہے کہ حصول رزق کے لئے زیادہ تگ و دو نہ کی جائے-----

سارے کا سارا مال (فوت ہو جانے کے بعد) ترکہ قرار پائے گا' سو ایسے مال متروک میں بخل کا کیا فائدہ؟"-----

شب عاشورہ' تلوار صاف کرتے ہوئے یہ اشعار موزوں کیے-----

يَا دَهْرُ اُفٍّ لَّكَ مِنْ خَلِيْلِ
كَمْ لَكَ بِالْاِشْرَاقِ وَ الْاَصِيْلِ
مِنْ صَاحِبٍ اَوْ طَالِبٍ قَتِيْلِ
وَ الدَّهْرُ لَا يَقْنَعُ بِالْبَدِيْلِ
وَ اِنَّمَا الْاَمْرُ اِلَى الْجَلِيْلِ
وَ كُلُّ حَيٍّ سَالِكُ السَّبِيْلِ

[۵۱۲]

"اے زمانے! تو کتنا بے وفا دوست ہے، ہر صبح و شام تیرے ہاتھوں
کتنے ہی مارے جاتے ہیں-----
یہ زمانہ کسی سے عوض قبول نہیں کرتا-----
سارا معاملہ تو اللہ رب جلیل کے قبضہ قدرت میں ہے، ہر زندہ شخص
موت کی راہ پر گامزن ہے"-----

چھوٹی بحر کے درج ذیل اشعار میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کس قدر اعتماد اور توکل کا اظہار کیا ہے اور مصائب و مشکلات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع کرنے کا درس دیا ہے-----

اِذَا مَا عَضَّكَ الدَّهْرُ
فَلَا تَجْنَحْ اِلَى الْخَلْقِ
وَ لَا تَسْأَلْ سِوَى اللّٰهِ
الْمُغِيْثِ الْعَالِمِ الْحَقِّ
فَلَوْ عِشْتَ وَ قَدْ طُفْتَ
مِنَ الْغَرْبِ اِلَى الشَّرْقِ
لَمَا صَادَفْتَ مَنْ يَّقْدِرُ
اَنْ يُّسْعِدَ اَوْ يُشْقِي

[۵۱۴]

"جب زمانہ تجھے دکھ پہنچائے تو مخلوق کی طرف مائل نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے آگے دست سوال دراز نہ کر، وہی سارے زمانہ کی فریاد سننے اور مدد کرنے والا ہے-----

اگر تو کافی عرصہ تک زندہ رہے اور مشرق سے مغرب تک چکر

لگائے تو تجھے ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا جو تجھے نیک بخت یا بدبخت بنانے پر قادر ہو"-----

جرأت و بہادری

یہ وصف آپ کو رسول اللہ ﷺ سے ورثہ میں ملا تھا' جیسا کہ پہلے گزر چکا' حضور ﷺ نے فرمایا تھا:

اَمَّا حُسَیْنٌ فَاِنَّ لَهُ جُرْاَتِیْ وَ جُوْدِیْ-----[۵۱۴]

"حسین کے لئے میری جرات اور جود و سخا ہے"-----

جرأت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بچپن ہی سے آپ کو اپنی شہادت کا علم تھا مگر کبھی آپ نے بے صبری کا مظاہرہ نہیں کیا' کبھی ایسی دعا نہیں کی کہ شہادت ٹل جائے' بلکہ زندگی کا ایک طویل حصہ عرصہ گاہ امتحان میں گزارا اور جب وقت آیا تو جرات و استقامت کا حق ادا کر دیا-----

آپ کی جرأت و بہادری اور بے داغ کردار کی تابناک جھلکیاں واقعہ کربلا کے ایک ایک مرحلے پر بہت نمایاں دکھائی دیتی ہیں-----

آپ نے جب دینی اقدار کو پامال ہوتے دیکھا تو یزید ایسے فاسق و فاجر حکمران کی بیعت کر کے دنیاوی راحتوں کے حصول کی بجائے اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا-----

اپنے بھائیوں' بھتیجوں' عزیزوں اور جگر کے ٹکڑوں (نوجوان بیٹوں اور شیر خوار بچوں) کو ایک ایک کر کے قربان کر دیا----- خود بھی جام شہادت نوش کیا' اپنے اور اپنے جانثار ساتھیوں کے مقدس خون کے ساتھ شجر اسلام کی آبیاری کی اور تاریخ شجاعت وبسالت میں ایسا باب رقم کیا جس کی کوئی اور مثال پیش نہیں کی

جا سکتی-----

سچ کہا ہے خواجہ خواجگان سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ العزیز نے-----

شاہ است حسین بادشاہ ست حسین
دین ست حسین دین پناہ ست حسین
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ست حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سانحہ کربلا

حضرت امیر معاویہ نے جب یزید کے ولی عہد ہونے کے لئے بیعت لی تھی تو حضرت امام حسین، حضرت ابن عمر، حضرت عبد اللہ بن زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا-----امیر معاویہ کی وفات کے بعد پیہم اصرار کے باوجود امام حسین نے یزید پلید کی بیعت نہ کی اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آ گئے-----اس اثناء میں اہل کوفہ نے امام عالی مقام کو بڑی کثرت سے خطوط تحریر کیے اور انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی-----(آپ نے حالات کا جائزہ لینے کے لئے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ بھیجا، انہوں نے لوگوں کی عقیدت، ولولہ اور جوش و خروش دیکھ کر امام عالی مقام کو حالات سازگار ہونے کی اطلاع بھجوائی-----بعد میں حکومتی دباؤ اور لالچ میں آ کر اہل کوفہ نے سخت بے وفائی کا مظاہرہ کیا، نتیجۃً امام مسلم تن تنہا شہید کر دیے گئے-----اہل کوفہ کے پیہم اصرار اور امام مسلم کی ابتدائی رپورٹ پر) امام

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ جانے کے لئے تیار ہو گئے' آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ' حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر بہت سے حضرات نے آپ کو منع کیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِی الْمَنَامِ وَ اَمَرَنِیْ بِاَمْرٍ فَاَنَا فَاعِلٌ مَا اَمَرَ-----[۵۱۵]

"مجھے رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی ہے' آپ نے مجھے ایک حکم فرمایا ہے' میں آپ کے حکم کی ہر حال میں تعمیل کروں گا"-----

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق پہنچے تو اس وقت یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا گورنر بنا دیا----- اس نے عمرو بن سعد بن ابی وقاص کی قیادت میں ایک لشکر آپ کی طرف بھیجا----- حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن زیاد بد نہاد کی اطاعت سے انکار کیا' لشکر حملہ آور ہوا' تو (شدید مقابلہ کے بعد) حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت کرام کے انیس افراد[۵۱۶] نے جام شہادت نوش کیا-----

سنان بن انس نخعی نے امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا' جب کہ عمرو بن سعد اور شمر قتل پر برانگیختہ کرنے والے تھے----- خولی بن زیاد نے آپ کا سر اقدس تن سے جدا کر کے عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھیجا----- مجموعی طور پر کربلا میں امام عالی مقام کے ساتھ ۷۲ (بہتر) افراد شہید ہوئے-----[۵۱۷]

میدان کربلا میں جب یہ سانحہ عظمیٰ پیش آیا' ادھر مدینہ منورہ میں ام المومنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی تھیں' رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے کہا:

رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِی الْمَنَامِ وَ عَلٰی رَأْسِہٖ وَ لِحْیَتِہٖ تُرَابٌ

فَقُلْتُ مَا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ شَھِدْتُ قَتْلَ الْحُسَیْنِ

آنِفًا-----[۵۱۸]

"ابھی ابھی میں نے خواب دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سر انور

اور داڑھی مبارک پر گرد و غبار ہے' میں نے پوچھا' یارسول اللہ ﷺ! کیا

ہوا؟----- فرمایا:

میں ابھی قتل حسین کے موقع پر موجود تھا (اور وہیں سے آ رہا

ہوں)"-----

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں' میں نے خواب دیکھا کہ دوپہر کا وقت ہے' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہیں' آپ کے بال بکھرے اور گرد و غبار میں اٹے ہوئے ہیں' ہاتھ میں خون کی شیشی ہے----- میں نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' یہ کیا ہے؟----- فرمایا:

ھٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ لَمْ اَزَلِ الْتَقَطْتُ مُنْذُ الْیَوْمِ-----[۵۱۹]

"یہ حسین کا خون ہے' (بوقت شہادت) میں یہ خون جمع کرتا

رہا"-----

وقت شہادت آپ کا جسد اطہر تیروں' نیزوں اور تلواروں کے زخموں سے گلاب رنگ تھا' علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

وَ وُجِدَ بِالْحُسَیْنِ ثَلَاثٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ طَعْنَۃً وَّ اَرْبَعٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ ضَرْبَۃً

غَیْرَ الرَّمْیَۃِ-----[۵۲۰]

"وقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسد اطہر پر نیزوں

کے ۳۳ (تینتیس) اور تلواروں کے ۳۴ (چونتیس) گھاؤ تھے' جب کہ

تیروں کے (ان گنت) زخم اس کے علاوہ تھے"-----

۱۰/محرم الحرام ۶۱ھ بروز جمعۃ المبارک آپ شہید ہوئے تو عمر مبارک ۵۶ سال ۵ ماہ (پانچ دن) تھی-----[۵۲۱]

شہادت کے بعد یزیدی لشکر کے سربراہ عمرو بن سعد نے اپنے لشکریوں کو للکارا کہ کوئی آگے بڑھے اور امام عالی مقام کے تن نازنیں کو گھوڑوں سے روند ڈالے----- دس بد طینت اشخاص گھوڑے دوڑاتے آئے اور اپنے نامہ اعمال کو تیرہ و تاریک بنایا-----[۵۲۲]

یزیدی فوج کے مقتولین پر عمرو بن سعد نے جنازہ پڑھا اور ان کی تدفین کی مگر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہداء کی لاشیں بے گور و کفن پڑی رہیں----- سانحہ کربلا کے ایک یا دو روز بعد قریبی بستی غاضریہ میں مقیم بنی اسد قبیلہ کے لوگوں نے تجہیز و تکفین کی سعادت حاصل کی-----[۵۲۳]

کربلا میں امام پاک کے جسد مبارک کی تدفین ہوئی' سر انور (جنت البقیع) مدینہ منورہ' دمشق یا مصر میں مدفون ہے----- جس کی تفصیل کے لئے راقم کا سفر نامہ "چند روز مصر میں" کا مطالعہ مفید ثابت ہو گا-----

کربلا معلّٰی میں آپ کا نہایت عالی شان اور فن تعمیر کا شاہ کار روضہ مبارکہ مرجع خلائق ہے' جس کے بلند و بالا سنہری مینار آج بھی شہید اعظم کی عظمتوں کی گواہی دے رہے ہیں-----

عدیم المثال شہادت

نواسۂ رسول' جگر گوشۂ بتول' حیدر کرار کے عظیم فرزند' ملت اسلامیہ کے بطل جلیل' شہزادۂ گلگوں قبا' سید الشہداء' امام عالی مقام' سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلائے کلمۃ الحق اور شریعت محمدیہ کی بالا دستی کے لئے معرکۂ کربلا میں جو

لازوال شہادت اور عظیم الشان قربانی پیش کی' اپنے اور اپنے عزیز و اقارب کے خون سے جو انمٹ نقوش ثبت کیے ہیں' تاریخ حریت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے-----

معرکہ کربلا حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن ٹکر تھی----- باطل اپنے تمام تر لاؤلشکر کے ساتھ حق کے مقابل آیا' یزیدی فوجوں نے اپنی تلواروں کا رخ قافلہ حسین کی جانب موڑ دیا اور وہ جملہ اسباب جن کا تعلق جبر و استبداد' تیر و تفنگ' نیزہ و سناں' حرص و ہوا اور دولت و ثروت سے تھا' وہ سارے کے سارے نظریہ حسین کے مخالف تھے اور وہ سب کچھ جس کا انحصار تقویٰ و طہارت' صبر و استقامت اور حق و دیانت سے تھا' وہ حسینی قافلہ کے پلڑے میں تھا----- بظاہر میدان کربلا میں شمشیر و سناں کی فتح تھی' بدی کا غلبہ تھا اور حرص و ہوا کی کامیابی تھی----- شہیدوں کی بکھری ہوئی لاشیں' اہل بیت کے خیموں میں سے لپکتے ہوئے آگ کے شعلے' تپتا ہوا صحرا' امام ہمام کی لاش کو گھوڑوں کا روندنا اور یزیدی لشکر کا طبل فتح بجانا----- اس کے باوجود فاتح کون اور مفتوح کون تھا؟ اس کا فیصلہ تاریخ نے چھپا نہیں رکھا----- دنیا نے دیکھ لیا کہ یزید حرف غلط کی طرح مٹ گیا' خائب و خاسر ہو کر مرا اور حق سربلند ہوا----- برس ہا برس بیت جانے کے باوجود حسین کی جرأت و استقامت' وفا شعاری و راست بازی اور دین حق پر آنچ نہ آنے دینے کے تذکرے ہوتے رہے ہیں----- ہوتے رہیں گے----- جب تک فلک نیلگوں پر ستارے جھلملاتے رہیں گے----- جب تک سورج اپنی نقرئی کرنوں سے عالم پر ضو پاشی کرتا رہے گا----- جب تک مؤذن کی اذان کی گونج سنائی دیتی رہے گی اور جب تک خدا اور رسول خدا کا نام لیوا' ایک فرد بھی باقی رہے گا' ذکر حسین ہوتا رہے گا----- نام حسین کا ورد لبوں پر جاری رہے گا----- شہادت حسین کا

تذکرہ اہل ایمان کو ایک نیا عزم اور ولولۂ تازہ تختشار ہے گا----اس لئے کہ حسین زندہ ہیں' ان کا نام زندہ ہے' ان کا کردار زندہ ہے---- زندہ رہے گا-----

عہد حاضر اور ذکر شہادت حسین کی اہمیت

آج کے پُر آشوب دور میں بطور خاص اس امر کی ضرورت ہے کہ واقعہ کربلا کا مطالعہ کیا جائے اور اس کی روح کو سمجھا جائے---- کیوں کہ شہادت حسین اہل ایمان کو نئے ولولہ سے سرشار کرتی ہے---- تاریخ اسلام کی یہی وہ لازوال داستان ہے' جو ”غریب و سادہ و رنگین“ ہونے کے باوصف رہتی دنیا تک حریت فکر اور حق کی سربلندی رکھنے والے افراد کو باطل قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہونے کا حوصلہ اور شوق فراواں عطا کرتی رہے گی-----

کاش امت مسلمہ اس ”داستان حرم“ سے درس حاصل کرتی اور اس کی روح کو سمجھتے ہوئے' باطل اور طاغوتی طاقتوں سے نبرد آزما ہوتی رہے---- مگر مسلمان باہم دست بہ گریبان ہیں---- عالم اسلام بالعموم اور پاکستان بالخصوص اس وقت جن نازک اور سنگین حالات سے گزر رہا ہے' وہ کسی بھی صاحب بصیرت سے مخفی نہیں ہیں-----

امت مسلمہ' یہود و ہنود اور نصاریٰ کی جن سازشوں کا شکار ہے اور سی ٹی بی ٹی اور نیو ورلڈ آرڈر کی صورت میں اسے جس ”نار نمرود“ اور ”معرکۂ کربلا“ کا سامنا ہے' اس کا حل صرف اور صرف اسوۂ خلیل (علیہ السلام) اور جذبۂ شبیر کو زندہ رکھنے اور دل و جان سے اس پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے-----

ریگ زار کربلا آج بھی ذلت و نکبت کی شکار' خوابیدہ امت مسلمہ کو زبان حال سے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہا ہے-----

قافلۂ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

اللہ تعالیٰ جل و علا امت مسلمہ کو اسوۂ حسین پر گامزن ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے-----

آمین بجاہ سید الکونین جد الحسن و الحسین
صلی اللّٰہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین
من لدن یومنا ھذا الی یوم الدین

تاج ور صبر کا شاہ گلگوں قبا
کشتۂ ہر جفا شاہ گلگوں قبا
وہ قتیل رضا شاہ گلگوں قبا
اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا
بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

خاصۂ ربِّ داور پہ لاکھوں سلام
مالک حوض کوثر پہ لاکھوں سلام

نورِ عینِ پیمبر پہ لاکھوں سلام
تشنۂ آبِ خنجر پہ لاکھوں سلام

اس شہیدِ دلاور پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جس کا جھولا فرشتے جھلاتے رہے
لوریاں دے کے نوری سلاتے رہے

جس کو کندھے پہ آقا بٹھاتے رہے
جس پہ سفاک، خنجر چلاتے رہے

اس شہیدوں کے افسر پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

جو جوانانِ جنت کا سالار ہے
جس کا نانا دوعالم کا سردار ہے

جو سراپائے محبوبِ غفار ہے
جس کا سر دشت میں زیرِ تلوار ہے

اس صداقت کے پیکر پہ لاکھوں سلام
اس حسین ابنِ حیدر پہ لاکھوں سلام

علی کا ذکر ہے ذکرِ محبت — علی کا راستہ راہِ ہدیٰ ہے
علی پہ کُل خدائی مفتخر ہے — علی مشکل کشا، حاجت روا ہے
علی ہے مظہرِ لحمک لحمی — علی جسمک جسمی سر تاپا ہے
علی نورِ نبوت کا ہے شاہد — علی دوشِ نبوت کی عطا ہے
علی ہر عہد کی ٹھہرا ضرورت — علی ہر دور میں رہبر رہا ہے
علی ہے پیکرِ لطف و عنایت — علی سے فقر کی زیبا قبا ہے
علی ہے فکر کا عرشِ معلّٰی — علی جانِ فقاہت کی بقا ہے
علی کے خون سے اسلام پھیلا — علی سے دینِ حق پھولا پھلا ہے
علی کو دیکھنا عینِ عبادت — علی میں جلوۂ خیر الوریٰ ہے
علی سرمایۂ حسنِ یقیں ہے — علی اک نعمتِ ربّ العلیٰ ہے

علی! ظلمت کدہ دل ہمارا — علی! تجھ سے طلب گارِ ضیا ہے
علی! منجدھار میں ڈوبی ہے کشتی — علی! مفقود ہم میں ناخدا ہے
علی! تجھ سے سہارا مانگتے ہیں — علی! تجھ سے کرم کی التجا ہے
علی! درکار ہے تیری نوازش — علی! مطلوب تیری ہی عطا ہے
علی! امداد کر ہم بے کسوں کی — علی! ہم پر مسلط ابتلا ہے
علی! پروانۂ بخشش عطا کر — علی! تیری حکومت جا بجا ہے
علی! مہجور کو مسرور کر دے — علی! مولا ہے تو مشکل کشا ہے

سید عارف مہجور رضوی

حب اہل بیت

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

کس زباں سے ہو بیان عز و شان اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوان اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

اہل بیتِ پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ دشمنان اہل بیت

(مولانا حسن رضا خاں)

حُبِّ اہلِ بیت

رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کی محبت اساسِ ایمان ہے----- اس محبت و تعلق میں جس قدر اضافہ ہو گا' ایمان اسی قدر پختہ اور کامل ہوتا چلا جائے گا---- محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت رکھی جائے---- اس کے یاروں سے محبت' اس کے پیاروں سے محبت' اس کے وطن سے محبت' اس کی گلیوں کے ذروں اور سنگ ریزوں سے محبت کی جائے----- محبّ کو تو اپنے محبوب کی نسبت سے غرض ہوتی ہے' جہاں اسے اس کی معمولی سی جھلک دکھائی دے' محبت بے چین ہو جاتی ہے---- اسے محبوب کی گلی کا کتا بھی نظر آجائے تو دیوانہ وار اس کے قدم چومے اور اس کے آگے اپنا دامن بچھائے بغیر اس کی محبت کو تسکین نہیں ملتی---- پھر وہ ملامت کرنے والوں کو قیس عامری (مجنوں) کی زبان میں یوں جواب دیتا ہے-----

فَقَالَ دَعُوْا المَلَامَةَ اِنَّ عَیْنِیْ

رَاَتْهُ مَرَّةً فِيْ حَيِّ لَيْلٰی

[۵۲۴]

"طعنہ زنی چھوڑ دو' (کتے کی تعظیم اس لئے بجا لا رہا ہوں کہ) میری آنکھوں نے ایک مرتبہ اس کتے کو لیلیٰ (محبوبہ) کی گلی سے گزرتے دیکھا ہے"-----

محبت کی یہی دیوانگی و وارفتگی کبھی اسے کھنڈرات اور ٹوٹے پھوٹے آثار کو چومنے اور اینٹوں اور پتھروں کو بوسہ دینے پر مجبور کرتی ہے----- قیس نے کیا خوب کہا ہے-----؂

اَمُرُّ عَلَی الدِّیَارِ دِیَارِ لَیْلٰی
اُقَبِّلُ ذَا الْجِدَارَ وَ ذَا الْجِدَارَا
وَ مَا حُبُّ الدِّیَارِ شَغَفْنَ قَلْبِیْ
وَ لٰکِنْ حُبُّ مَنْ سَکَنَ الدِّیَارَا

"لیلیٰ کی بستی کے پاس سے گزرتا ہوں تو کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو----- مجھے ان گھروں کے در و دیوار اور پتھروں کی محبت نے نہیں' بلکہ اس محبوب کی محبت نے میرے دل کو فریفتہ و دیوانہ کر دیا ہے' جو کبھی یہاں سکونت پذیر رہ چکا ہے" (در اصل یہی تقاضائے محبت مجھے در و دیوار اور کھنڈرات کو چومنے پر مجبور کر رہا ہے)-----

جب عام محبت کا یہ دستور ہے تو اس جانِ محبت' جانِ رحمت' جانِ ایقان' جانِ ایمان اور محبوبِ ربِ رحمان' سید الانس والجان کی محبت کس درجہ سچی اور پکی ہونی چاہیے----- اس حسن مجسم' محسن اعظم اور سراپا رحمت و نعمت ﷺ سے تعلق و نسبت کا کیا تقاضا بنتا ہے؟----- ہر ذی شعور اس کا اندازہ بہ خوبی کر سکتا

ہے-----

ایمان کا تقاضا ہے کہ حضور علیہ السلام سے ادنیٰ تعلق رکھنے والی چیز سے بھی محبت کی جائے----- چہ جائیکہ وہ ہمہ وقت قرب و معیت کے مزے لوٹنے والے اصحاب ہوں یا دامان مصطفیٰ علیہ السلام میں تربیت پانے والے گھر کے افراد (اہل بیت)----- ان سب سے محبت رکھنا رسول اللہ علیہ السلام سے محبت کا بدیہی ولازمی نتیجہ ہے----- اس پر مستزاد یہ کہ آپ علیہ السلام حکم الٰہی یہ اعلان فرمارہے ہیں:

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى-----[۵۲۵]

"آپ فرمایئے! میں تم سے (اس دعوت حق) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا' بجز قرابت کی محبت کے"-----

مفسر قرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا' یا رسول اللہ علیہ السلام! آپ کے قرابت دار کون ہیں' جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟----- فرمایا:

عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ ابْنَاهُمَا-----[۵۲۶]

"علی' فاطمہ اور ان کے دونوں صاحبزادے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم"-----

ابن عطیہ کی تفسیر کے مطابق یہ آیت مدنی ہے اور بقول بعض مفسرین مکی ہے----- تو اس صورت میں اسے آنے والے واقعات کی (غیبی) خبر پر محمول کیا جائے گا-----[۵۲۷]

آیت میں القربٰی سے مراد اہل بیت اطہار ہوں یا اَلسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ[۵۲۸]----- ("اور آگے رہنے والے آگے رہنے والے ہیں' وہی اللہ کے مقرب بارگاہ ہیں") کے تحت قرب والے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

اجمعین ہوں، رسول اللہ ﷺ کے قرب اور تعلق کی وجہ سے مستحق تعظیم و توقیر ہیں اور ان سے محبت رکھنا ضروری ہے----[۵۲۹]

آیت تطہیر

اہل بیت کرام، وہ طیب وطاہر اور برگزیدہ ہستیاں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اعتقادی، عملی اور اخلاقی برائیوں سے منزہ و محفوظ رکھا---- قرآن کریم میں ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا----[۵۳۰]

"اے نبی کے گھر والو! اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کردے ہر قسم کی ناپاکی کو اور تمہیں اچھی طرح پاک کر کے خوب پاکیزہ کردے"----

اس آیت مبارکہ میں اہل بیت کرام کی عظیم مدح وثنا اور ان کی طہارت کا اعلان ہے---- ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، حضور ﷺ نے سیاہ اونی چادر اوڑھی ہوئی تھی:

وَ جَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا----[۵۳۱]

"حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آئے، حضور ﷺ نے ان کو چادر میں داخل کیا پھر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور چادر میں داخل ہوگئے پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں، آپ ﷺ نے ان کو چادر میں لے لیا، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے،

آپ نے ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا' پھر یہ آیت (تطہیر) تلاوت فرمائی"۔۔۔۔۔

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

مفسرین کرام بیان فرماتے ہیں' اس آیت تطہیر میں اھل البیت سے' اہل بیتِ مسکن (ازواج مطہرات) اور اہل بیتِ نسب' خصوصاً اہل عبا (جنہیں چادر میں ڈھانپ لیا) سبھی مراد ہیں۔۔۔۔ سیدی و مرشدی صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں کیوں کہ وہی اس کے مخاطب ہیں۔۔۔۔ چونکہ اہل بیت نسب کا مراد ہونا مخفی تھا' اس لئے آں سرور علیہ السلام نے اپنے اس فعل مبارک سے بیان فرما دیا کہ مراد اہل بیت سے عام ہے' خواہ بیت مسکن کے اہل ہوں جیسے کہ ازواج یا بیتِ نسب کے اہل بنی ہاشم و مطلب"۔۔۔۔۔[۵۳۲]

آیتِ مباہلہ

اہل بیت اطہار کی تعظیم اور ان سے محبت و مودت اس لئے بھی ضروری ہے کہ انہیں سرکار ابد قرار علیہ السلام سے قربت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے بڑی عظمت و رفعت سے نوازا ہے' جس کا اظہار اس آیت مبارکہ سے بھی ظاہر ہے' جسے آیت مباہلہ کہا جاتا ہے۔۔۔۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ نجران کے نصاریٰ (عیسائیوں) کا ایک وفد حضور علیہ السلام سے مناظرہ کرنے مدینہ منورہ آیا' آپ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں درست عقیدہ بیان فرمایا کہ وہ نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے' بلکہ

اللہ کے بندے' اس کے رسول اور حضرت مریم کے بیٹے ہیں----- حضور سید عالم ﷺ نے دلائل سے ان کے تمام باطل شبہات کا ازالہ کیا مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے مباہلہ کی طرف رہنمائی فرمائی :

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَ كَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَ اَبْنَاءَ كُمْ وَ نِسَاءَ نَا وَ نِسَاءَ كُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ-----[۵۴۳]

"پھر اے محبوب! جو لوگ عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں آپ سے حجت بازی کریں' اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آگیا' تو ان سے فرمادو' آؤ! ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے آپ کو بھی اور تمہیں بھی' پھر بڑی عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کریں' پھر بھیجیں اللہ کی لعنت جھوٹوں پر"-----

یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ' حضرت امام حسین کو گود میں لئے' حضرت حسن کی انگلی پکڑے ہوئے تشریف لائے' حضرت علی اور حضرت فاطمہ' حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے تھے----- آپ ﷺ ان سے فرمارہے تھے' جب میں دعا کروں تم سب آمین کہنا' نصاریٰ کے سردار نے کہا :

اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْهًا لَوْ سَأَلُوْا اللّٰهَ اَنْ يُّزِيْلَ جَبَلاً مِّنْ مَكَانِهٖ لَاَزَالَهٗ-----

"اے نصاریٰ کی جماعت! میں ایسے (نورانی) چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر وہ اللہ سے دعا کردیں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹادے' تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرماکر پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹادے گا' لہٰذا تم ان

سے ہرگز مباہلہ نہ کرو' ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ بچے گا"-----

چنانچہ انہوں نے جزیہ دینا قبول کرلیا اور مباہلہ کیے بغیر واپس چلے گئے-----

حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے' اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے بالکل قریب آ پہنچا تھا' اگر یہ مباہلہ کرتے تو انہیں بندر اور خنزیر بنادیا جاتا اور عذاب الٰہی کی آگ سے ان کے جنگلوں میں آگ بھڑکتی رہتی اور ایک سال کے اندر اندر تمام عیسائی نیست ونابود ہو جاتے----[۵۳۴]

اہل بیت کے لئے درود

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو درود بھیجنے کا حکم دیا:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا-----[۵۳۵]

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی (مکرم) پر' اے ایمان والو! تم بھی آپ (ﷺ) پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب ومحبت سے) سلام عرض کیا کرو"-----

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ تو ہم نے جان لیا کہ (التحیات میں) سلام کیسے عرض کریں؟-----اب یہ وضاحت بھی فرمادیں کہ آپ ﷺ پر درود کس طرح پڑھیں' آپ ﷺ نے فرمایا' تم کہو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ----[۵۳۶]

"اے اللہ! محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیج، جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر درود بھیجا، بے شک تو لائقِ ستائش اور بزرگ ہے"----

صحابہ کرام نے حضور ﷺ پر درود کی کیفیت پوچھی، تو آپ ﷺ نے اہل بیت کو بھی درود میں شامل فرمایا---- نیز ایسے درود کو آپ ﷺ نے ناقص قرار دیا، جس میں اہل بیت شامل نہ ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُصَلُّوْا عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ الْبَتْرَاءَ فَقَالُوْا وَ مَا الصَّلٰوۃُ الْبَتْرَاءُ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ تُمْسِکُوْنَ بَلْ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ----[۵۳۷]

"میرے اوپر ناقص درود نہ بھیجا کرو، عرض کیا گیا، ناقص درود کون سا ہے؟ فرمایا: تم "اللھم صل علی محمد" کہہ کر رک جاؤ، بلکہ یوں کہا کرو "اللھم صل علی محمد و علی آل محمد"-----

معلوم ہوا کہ آل کا نام لیے بغیر درود ناقص ہے---- اللہ اللہ! کیا مقام ہے، اہل بیت کرام کا، کہ نماز ایسی اہم عبادت میں بھی ان پر درود کو لازم قرار دیا گیا، تو پھر ان نفوس قدسیہ کی محبت کو کیوں کر لابدی قرار نہ دیا جائے---- امام شافعی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے----

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّکُمْ
فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَهٗ
کَفَاکُمْ مِّنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّکُمْ

مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لا صَلٰوةَ لَهُ
[۵۳۸]

"اے رسول اللہ کے اہل بیت! اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کردہ قرآن کریم میں آپ کی محبت کو فرض قرار دیا ہے' تمہاری قدر و منزلت کے لئے یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی کامل نہیں ہوتی"-----

احادیث اور حب اہل بیت

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت اطہار کی محبت اور ان کے ادب و احترام کا تاکیدی حکم فرمایا----- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے' حضور ﷺ نے فرمایا:

اَحِبُّوْا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَ اَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ وَ اَحِبُّوْا اَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّيْ-----[۵۳۹]

"اللہ تعالیٰ سے محبت کرو' کہ تمہیں اپنے انعامات سے نوازتا ہے----- اور محبت الٰہیہ کی وجہ سے میرے ساتھ محبت رکھو اور میری محبت کی بنا پر میرے اہل بیت سے محبت کیا کرو"-----

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَ حُبِّ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ-----[۵۴۰]

"اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ' اپنے نبی ﷺ کی محبت' اہل بیت نبی کی محبت اور قرآن کریم کی قراءت"-----

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے' حضور علیہ السلام ﷺ نے فرمایا:

اَنَا تَارِکٌ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ اَوَّلُهُمَا کِتَابُ اللّٰهِ فِیْهِ الْهُدٰی وَ النُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰهِ وَ اسْتَمْسِکُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ وَ رَغَّبَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ وَ اَهْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِ بَیْتِیْ-----[۵۴۱]

"میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں' ان میں پہلی کتاب اللہ ہے' جس میں ہدایت اور نور ہے' اس پر عمل کرو اور اسے مضبوطی سے تھام لو---- پھر آپ ﷺ نے کتاب اللہ پر عمل کی ترغیب دلانے کے بعد دوسری چیز کے بارے میں فرمایا:

یہ میرے اہل بیت ہیں' میں تمہیں اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں' میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں' میں تمہیں اپنے اہل بیت کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں-----

حب اہل بیت کے بغیر ایمان نامکمل

حضور ﷺ اور آپ کے اہل بیت کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا----- آپ ﷺ کا فرمان ہے:

لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهٖ وَ تَکُوْنَ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ عِتْرَتِهٖ وَ اَهْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَ ذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ ذَاتِهٖ-----[۵۴۲]

"کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا' جب تک کہ میں

اسے اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اس کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز نہ ہو جائے' میرے اہل کو اپنے اہل سے زیادہ پیارا نہ جانے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ سمجھے"-----

روز قیامت محبّ اہل بیت کا درجہ

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِیْ وَ اَحَبَّ هٰذَیْنِ وَ اَحَبَّ اَبَاهُمَا وَ اُمَّهُمَا كَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ-----[۵۴۳]

"جس شخص نے مجھ سے محبت رکھی اور حسن و حسین اور ان کے والدین سے محبت رکھی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہو گا"-----

انبیاء کرام کا درجہ تو انہیں کے ساتھ مخصوص ہے' تاہم اہل بیت کی محبت کے صدقہ میں جنت میں حضور ﷺ کا خصوصی قرب نصیب ہو گا----- ان شاء المولیٰ تعالیٰ

حب اہل بیت کا مفہوم

حب اہل بیت کا مطلب یہ ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی محبت کے ساتھ ساتھ خصوصاً شیخین کریمین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی محبت کی جائے اور ان سے کسی قسم کا بغض نہ رکھا جائے----- جیسا کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

لَا یَجْتَمِعُ حُبِّیْ وَ بُغْضُ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فِیْ قَلْبِ

مُؤْمِنٍ-----[۵۴۴]

"میری محبت کے ساتھ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا"-----

حقیقت یہ ہے کہ ہدایت و نجات کے لئے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دونوں کی رہنمائی اور محبت و مودت ضروری ہے-----

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبۃ اللہ کا دروازہ تھام کر نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بیان فرمایا:

اَلا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مَثَلَ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَ مَنْ يَتَخَلَّفْ عَنْهَا هَلَكَ-----[۵۴۵]

"آگاہ ہو جاؤ! میرے اہل بیت تمہارے لئے نوح (علیہ السلام) کی کشتی کی مانند ہیں' جو شخص اس کشتی میں سوار ہوا' نجات پا گیا اور جو شخص اس میں سوار ہونے سے رہ گیا' وہ ہلاک ہو گیا"-----

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت کو بیان فرماتے ہوئے سرکار لد قرار ﷺ نے فرمایا:

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ-----[۵۴۶]

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں' تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے' ہدایت پا جاؤ گے"-----

محبّ اہل بیت' اہل سنت ہیں

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ اہل سنت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ عترت و آل رسول اور صحابہ کرام دونوں سے محبت رکھتے ہیں----- ہم اس وقت

تکلیف اور مشقت کے سمندر میں ہیں اور شبہات و شہوات کی موجوں کا سامنا ہے' جس سے نجات کے لئے کشتی کی ضرورت ہے---- وہی کشتی سلامتی سے ہم کنار ہوتی ہے' جو عیوب سے محفوظ ہواور رہنمائی کے لئے ستاروں پر نظر رکھی جائے---- ہم اہل سنت' سفینۂ اہل بیت میں سوار ہو کر نجوم صحابہ سے رہنمائی حاصل کر رہے ہیں---- اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید ہے کہ ہم سلامتی اور سعادت دارین سے نوازے جائیں گے[۵۴۷]----

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

محبّ اہل بیت کے لئے نوید

آخر میں ایک نہایت ایمان افروز حدیث پیش خدمت ہے' جسے امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے صاحبِ کشاف کے حوالے سے نقل کیا ہے---- اس میں محبین اہل بیت کے لئے بشارتوں کی نوید' جب کہ بغض و عداوت رکھنے والے بدبختوں کے لئے عذاب کی وعید ہے' نیز اس میں یہ بشارت بھی ہے کہ حقیقی محب اہل بیت کا خاتمہ مسلک اہل سنت و جماعت پر ہو گا---- حدیث پاک اس طرح ہے' سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْدًا-----

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ------

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا-----

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا مُسْتَكْمِلَ الْاِيْمَانِ-----

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَہٗ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكَرٌ وَّ نَكِيْرٌ-----

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ يُزَفُّ اِلَی الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَيْتِ زَوْجِهَا------

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ بَابَانِ اِلَی الْجَنَّةِ-----

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰهُ قَبْرَهٗ مَزَارَ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ-----

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ-----[۵۴۸]

"جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا اس نے شہادت کی موت پائی-----

- خبردار! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا وہ اس حال میں فوت ہوا کہ اس کے گناہ بخش دیے گئے-----

سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا' وہ تائب ہو کر فوت ہوا-----

آگاہ ہو جاؤ! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہو گا' وہ مکمل ایمان کے ساتھ فوت ہو گا-----

یقین کر لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا' اسے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی بشارت دیتے ہیں-----

آگاہ ہو جاؤ! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا' اسے ایسے اعزاز

کے ساتھ جنت روانہ کیا جاتا ہے، جیسے دولہن دولہا کے گھر بھیجی جاتی ہے-----

جان لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا، اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں-----

یاد رکھو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا، اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو ملائکۂ رحمت کی زیارت گاہ بنا دیتا ہے-----

خبردار ہو کر سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر فوت ہوا، وہ مسلک اہل سنت و جماعت پر فوت ہوا"-----

دشمنانِ اہل بیت کے لئے وعید

محبین اہل بیت کے لئے ان ایمان افروز بشارتوں کے بعد دشمنانِ اہل بیت کو خبردار کرتے ہوئے مخبر صادق ﷺ نے فرمایا:

اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَکْتُوْبًا بَیْنَ عَیْنَیْهِ آیِسٌ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ----- اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ کَافِرًا----- اَلَا وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ یَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ-----[۵۴۹]

"پوری توجہ سے سن لو! جو شخص اہل بیت کے بغض و عداوت پر مرا، وہ بروز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا "اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید"----- خوب ذہن نشین کر لو! جو شخص اہل بیت کے بغض و عداوت پر مرا، وہ کافر مرا----- اور کان کھول کر سن لو! جو شخص اہل بیت کے بغض و

عداوت پر مرا' وہ جنت کی خوشبو سے محروم کر دیا جائے گا"-----

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا' اے دشمنان اہل بیت

اللہ تعالیٰ جل و علا ہمیں حضور ﷺ' آپ کے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کی محبت اور غلامی میں زندہ رکھے' اس پر ہمارا خاتمہ ہو اور روز قیامت ان کی معیت نصیب ہو-----

خدایا بہ حق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و داماں آل رسول

[۵۵۰]

السلام اے نوع انساں را نویدِ فتحِ باب
السلام اے قبلہ گاہِ عاشقاں اے بُو تراب
السلام اے وارثِ علمِ رسولِ ہاشمی
السلام اے نقطۂ آغاز در اُمّ الکتاب
السلام اے خسرو اقلیم قرطاس و قلم
السلام اے تاجدار منبر و حسنِ خطاب
السلام اے فخرِ ناداری و نازِ مفلسی
السلام اے فقر را سرمایۂ کامل نصاب

(صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر)

مرتضیٰ شیرِ حق اشجع الاشجعین
ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

اصل نسل صفا وجہِ وصلِ خدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام

اولیں دافعِ اہل رفض و خروج
چارمی رکنِ ملت پہ لاکھوں سلام

شیرِ شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ)

حوالہ جات

بندۂ پروردگارم امّتِ احمد نبی

دوست دارِ چار یارم تابع اولادِ علی

مذہبِ حنفیّہ دارم ملّتِ حضرت خلیل

خاک پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

حوالہ جات

۱...... محمد احمد قادری، ابو الحسنات، علامہ، اوراق غم، ایور گرین، لاہور، صفحہ ۱۹۷

۲...... مومن بن حسن، شبلنجی، علامہ، نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، مکتبہ جمہوریہ عربیہ، مصر، صفحہ ۷۶ / اسماعیل حقی، شیخ، تفسیر روح البیان، مصر، جلد ۸، صفحہ ۳۶۴ / سید احمد زینی دحلان، السیرۃ النبویہ و الآثار المحمدیہ، مکتبہ اسلامیہ، بیروت، جلد ۱، صفحہ ۱۷۶

۳...... احمد بن حجر ہیثمی، محدث، الصواعق المحرقہ، مکتبہ القاہرہ، مصر، صفحہ ۱۲۰

۴...... احمد یار خاں نعیمی، مفتی، دیوان سالک، نعیمی کتب خانہ، گجرات، صفحہ ۳۶

۵...... نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، صفحہ ۷۶

۶...... السیرۃ النبویہ، جلد ۱، صفحہ ۱۸۶

۷...... ایضاً

۸...... ابن ہشام، عبد الملک، امام، سیرۃ النبی، ازھر، مصر، جلد ۱، صفحہ ۱۵۶ / محمد

بن عبد الباقی' امام' (شرح المواہب)' زرقانی' مصر' جلدا' صفحہ ۲۴۱

۹...... حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی' معجم کبیر' طبرانی' مطبعة الزہراء الحدیثیہ' موصل' جلدا' صفحہ ۹۲

۱۰...... حافظ ابن حجر' الاصابہ فی تمیز الصحابہ' تجاریہ کبریٰ' مصر' جلد ۴' صفحہ ۱۱۵

۱۱...... ابن کثیر' دمشقی' حافظ' البدایہ والنہایہ' مکتبہ المعارف' بیروت' جلد ۳' صفحہ ۱۲۷

۱۲...... معجم کبیر' طبرانی جلدا' صفحہ ۹۲

۱۳...... سمہودی' نور الدین علی بن احمد' وفاء الوفاء' دار الکتب العلمیہ' بیروت' جلد ۳' صفحہ ۹-۸۹۸

۱۴...... شیخ علاؤ الدین علی المتقی' کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال' دائرۃ المعارف' حیدر آباد دکن' جلد ۷' صفحہ ۱۰۱

۱۵...... وفاء الوفاء' جلد ۳' صفحہ ۹-۸۹۸

۱۶...... امام حسین بن محمد الدیار البکری' تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس' بیروت' جلدا' صفحہ ۱۶۳

۱۷...... ایضاً

۱۸...... الاصابہ' جلدا' صفحہ ۲۳۹

۱۹...... ایضاً

۲۰...... ایضاً' صفحہ ۲۴۰

۲۱...... تاریخ الخمیس' جلدا' صفحہ ۱۶۳ / البدایہ والنہایہ' جلد ۷' صفحہ ۲۲۳

۲۲...... تاریخ الخمیس' جلدا' صفحہ ۱۶۳

۲۳...... ایضاً' صفحہ ۱۶۴

۲۴...... ایضاً' جلد ۲' صفحہ ۲۷۵

۲۵...... محب طبری' ابو جعفر احمد بن محمد' شیخ' امام (وفات ۶۹۴ھ)' الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ' دار الکتب العلمیہ' بیروت' لبنان' جلد ۳' صفحہ ۸-۱۳۷

۲۶...... محمد بن اسماعیل بخاری' امام' صحیح بخاری' اصح المطابع' کتاب الصلوٰۃ' باب نوم الرجال فی المسجد' جلد ۱' صفحہ ۶۳ اور کتاب الاستیذان' باب القائلۃ فی المسجد' جلد ۲' صفحہ ۹۲۹ / مسلم بن حجاج قشیری' امام' صحیح مسلم' اصح المطابع' جلد ۲' صفحہ ۲۸۰

۲۷...... برخوردار ملتانی' علامہ' حاشیہ نبراس' شاہ عبد الحق اکیڈمی' سرگودھا' صفحہ ۵۱۵

۲۸...... نور الابصار' صفحہ ۷۷ / یوسف بن عبد اللہ' ابن عبد البر' حافظ' کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' دائرۃ المعارف' حیدر آباد دکن' جلد ۲' صفحہ ۴۶۹

۲۹...... امت محمدیہ پر باقاعدہ پانچ نمازیں تو شب معراج فرض ہوئیں مگر مطلقاً نماز کی فرضیت کا آغاز پہلی وحی کے ساتھ ہی ہو گیا تھا---- حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

اِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَتَاہُ فِیْ اَوَّلِ مَا اُوْحِیَ اِلَیْہِ فَعَلَّمَہُ الْوَضُوْءَ وَالصَّلٰوۃَ---- (مسند امام احمد' جلد ۴' صفحہ ۱۶۱)

"جبریل امین جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہلی وحی لے کر آئے تو انہوں نے حضور ﷺ کو وضو اور نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا"-----

سورۂ مزمل' ابتدائی نازل ہونے والی سورتوں میں سے ایک ہے' اس سورت میں بھی رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی نماز کا ذکر ہے----- (المزمل: ۷۳' آیت ۴ تا ۲۰)

نماز پنج گانہ کی فرضیت کے بعد رات کی نماز کا حکم منسوخ ہو گیا----- (تفسیر

مظہری' جلد ۱۰' صفحہ ۱۰۳)

بہر حال یہ امر یقینی ہے کہ نماز پنج گانہ سے پہلے بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام نماز ادا کیا کرتے تھے-----

(تفصیل کے لئے ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور' مارچ ۱۹۹۸ء میں احقر کا مضمون ملاحظہ کیا جائے-----(محب)

۳۰...... ابن اثیر' ابو الحسن علی بن محمد شیبانی' امام' اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ' مکتبہ اسلامیہ' طہران' جلد ۴' صفحہ ۱۷-۱۶ / حافظ ابن کثیر' البدایہ و النہایہ' مکتبۃ المعارف' بیروت' جلد ۳' صفحہ ۲۴

۳۱...... سیرت ابن ہشام' جلد ۱' صفحہ ۱۵۷

۳۲...... جلال الدین سیوطی' امام' تاریخ الخلفاء' میر محمد کتب خانہ' کراچی' صفحہ ۱۲۶

۳۳...... ایضاً

۳۴...... زرقانی' جلد ۱' صفحہ ۲۴۱

۳۵...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۳۴

۳۶...... الشعراء: ۲۶' آیت ۲۱۴

۳۷...... سیوطی' امام' جلال الدین' خصائص کبریٰ' دائرۃ المعارف' حیدر آباد دکن' جلد ۱' صفحہ ۱۲۳

۳۸...... طبری' ابو جعفر محمد بن جریر' تاریخ طبری' تاریخ الامم و الملوک' دار التراث' بیروت' جلد ۲' صفحہ ۳۲۱

۳۹...... احمد بن حنبل' امام' مسند امام احمد' بیروت' جلد ۱' صفحہ ۸۴ / کتاب خصائص امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم للنسائی' صفحہ ۳۱

۴۰...... "وَ هٰذَا يَدُلُّ عَلَى اَنَّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ"----- علامہ

برہان الدین حلبی' سیرت حلبیہ' مطبوعہ بیروت' جلد ۳' صفحہ ۸۶

۴۱...... شیخ عبدالحق' محدث دہلوی' مدارج النبوت' نول کشور' جلد ۲' صفحہ ۲۹۱

۴۲...... سیرۃ النبی لابن ہشام' جلد ۱' صفحہ ۲۸۷

۴۳...... یٰس' ۳۹:۹

۴۴...... سیرۃ النبی لابن ہشام' جلد ۱' صفحہ ۹۰-۲۸۹

۴۵...... اسد الغابہ' جلد ۴' صفحہ ۱۹

۴۶...... الخطیب' ولی الدین' شیخ' مشکوٰۃ المصابیح' ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی' کراچی' صفحہ ۵۶۵

۴۷...... الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ' جلد ۳' صفحہ ۱۴۶

۴۸...... ایضاً

۴۹...... مسند امام احمد' جلد ۱' صفحہ ۸۰

۵۰...... زرقانی' جلد ۲' صفحہ ۳

۵۱...... مسند امام احمد' جلد ۱' صفحہ ۱۰۶

۵۲...... الریاض النضرۃ' جلد ۳' صفحہ ۵-۱۴۴

۵۳...... الفرقان' ۲۵:۵۴

۵۴...... نور الابصار' صفحہ ۴۶

۵۵...... الریاض النضرۃ' جلد ۳' صفحہ ۱۴۶

۵۶...... ایضاً' صفحہ ۴

۵۷...... اسد الغابہ' جلد ۵' صفحہ ۵۲۱

۵۸...... صحیح بخاری' جلد ۱' صفحہ ۵-۴۳۴

۵۹...... زرقانی' جلد ۲' صفحہ ۷

۶۰...... زرقانی' جلد ۲' صفحہ ۲

۶۱...... امام احمد قسطلانی' المواہب اللدنیہ' مصر' جلد ۲' صفحہ ۲

۶۲...... زرقانی' جلد ۲' صفحہ ۳

۶۳...... ابن منظور' امام' محمد بن مکرم' مختصر تاریخ دمشق' (تصنیف: حافظ ابن عساکر' ابو القاسم علی بن الحسین (م ۵۷۱ھ)' دار الفکر' بیروت' جلد ۱۸' صفحہ ۱۱

۶۴...... الانفال: ۸' آیت ۶۲

۶۵...... مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۸' صفحہ ۱۰

۶۶...... التوبہ: ۹' آیت ۱۱۹

۶۷...... مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۸' صفحہ ۱۰

۶۸...... یونس: ۱۰' آیت ۵۸

۶۹...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر' جلد ۱۸' صفحہ ۱۱

۷۰...... ہود' ۱۱: ۱۷

۷۱...... تفسیر مظہری' جلد ۵' صفحہ ۷۶

۷۲...... الزمر: ۳۹' آیت ۳۳

۷۳...... مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۸' صفحہ ۱۰-۹

۷۴...... صدر الافاضل' سید محمد نعیم الدین' مراد آبادی' تفسیر خزائن العرفان' تحت الآیہ' (مفہوم)

۷۵...... محمد: ۴۷' آیت ۳۰

۷۶...... مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۸' صفحہ ۱۰

۷۷...... التحریم: ۶۶' آیت ۴

۷۸...... مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۸' صفحہ ۱۰

۷۹...... الحاقہ: ۶۹' آیت ۱۲

۸۰...... ابن جریر طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر ابن جریر)، مصر
جلد۲۹، صفحہ ۳۵

۸۱...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد۱۸، صفحہ ۷

۸۲...... نصیر الدین نصیر، صاحبزادہ، سید، فیض نسبت، گیلانی پبلشر، گولڑہ
شریف، صفحہ ۷۹

۸۳...... مختصر تاریخ دمشق، جلد۱۸، صفحہ ۷ / الریاض النضرۃ، جلد۳، صفحہ ۱۹۷

۸۴...... احمد رضا بریلوی، اعلیٰ حضرت، حدائق بخشش، رضا آفسٹ، بمبئی، جلد۲، صفحہ ۵۲

۸۵...... مختصر تاریخ دمشق، جلد۱۸، صفحہ ۸

۸۶...... ایضاً، جلد۱۷، صفحہ ۳۶۷

۸۷...... الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۲۳

۸۸...... پیر مہر علی شاہ، سید، کلام، لوک ورثہ اشاعت گھر، اسلام آباد، صفحہ ۴۰

۸۹...... صحیح بخاری، باب مناقب علی بن ابی طالب

۹۰...... محمد بن یزید، ابن ماجہ، امام، سنن ابن ماجہ، نور محمد تجارت کتب، کراچی،
صفحہ ۱۲ / محمد بن عیسیٰ ترمذی، امام، جامع ترمذی، علیمی، دہلی، مناقب علی بن ابی
طالب، جلد۲، صفحہ ۲۱۳

۹۱...... الریاض النضرۃ، جلد۳، صفحہ ۱۱۷

۹۲...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد۱۷، صفحہ ۳۰۷ و ۳۴۶

۹۳...... مشکوۃ المصابیح، صفحہ ۵۶۵

۹۴...... الریاض النضرۃ، جلد۱، صفحہ ۱۲۴

۹۵...... ایضاً، جلد۳، صفحہ ۱۹۶ / مختصر تاریخ دمشق، جلد۱۷، صفحہ ۳۷۸

۹۶...... الریاض النضرۃ، جلد۳، صفحہ ۱۹۶

۹۷...... ایضاً' جلد ۳' صفحہ ۱۲۱

۹۸...... جامع ترمذی' باب ما جاء فی فضل فاطمہ' جلد ۲' صفحہ ۲۲۷

۹۹...... ایضاً' مناقب علی بن ابی طالب' جلد ۲' صفحہ ۲۱۵

۱۰۰...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۷۳

۱۰۱...... ایضاً' صفحہ ۵۹

۱۰۲...... حدائق بخشش' جلد ۲' صفحہ ۶-۷۵

۱۰۳...... الریاض النضرۃ' جلد ۳' صفحہ ۱۳۰

۱۰۴...... جامع ترمذی' جلد ۲' صفحہ ۲۱۳

۱۰۵...... کنز العمال' جلد ۶' صفحہ ۳۹۹

۱۰۶...... سیرۃ النبی لابن ہشام' جلد ۱' صفحہ ۳۰۴

۱۰۷...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' جلد ۲' صفحہ ۴۶۰ / البدایہ و النہایہ' جلد ۷' صفحہ ۳۳۶---- اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَ اَخُوْ رَسُوْلِهٖ وَ لَمْ يَقُلْهَا اَحَدٌ قَبْلِيْ وَ لَا يَقُوْلُهَا اَحَدٌ بَعْدِيْ اِلَّا كَذَّابٌ---- مختصر تاریخ دمشق ابن عساکر جلد ۱۷' صفحہ ۳۱۵

۱۰۸...... محمد اسماعیل' شاہ' تقویۃ الایمان' اصح المطابع' کراچی' صفحہ ۶۵

۱۰۹...... الریاض النضرۃ' جلد ۳' صفحہ ۱۹۸

۱۱۰...... الریاض النضرۃ' جلد ۱' صفحہ ۲۰۷

۱۱۱...... ایضاً' جلد ۳' صفحہ ۱۱۴

۱۱۲...... ایضاً' جلد ۳' صفحہ ۱۲۵

۱۱۳...... ایضاً' جلد ۳' صفحہ ۱۳۱

۱۱۴...... الصواعق المحرقہ' صفحہ ۱۲۵

۱۱۵...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۷، صفحہ ۳۷۰
۱۱۶...... ایضاً، صفحہ ۳۶۸
۱۱۷...... ایضاً، صفحہ ۳۶۹
۱۱۸...... ایضاً، صفحہ ۳۷۱
۱۱۹...... ایضاً، جلد ۱۸، صفحہ ۳۱
۱۲۰...... الہدیہ بن شیخ عبد الرحیم، چشتی، سیر الاقطاب، منشی، نول کشور، لکھنؤ، صفحہ ۹
۱۲۱...... محمد اقبال، علامہ، بال جبریل، شیخ غلام علی، لاہور، صفحہ ۱۰۵
۱۲۲...... الفتح : ۴۸، آیت ۲۹
۱۲۳...... علاؤ الدین، علی بن محمد خلجی بغدادی، محی السنۃ، لباب التاویل (تفسیر خازن) مصر، جلد ۶، صفحہ ۱۷۹ / تفسیر روح البیان، جلد ۹، صفحہ ۶۰
۱۲۴...... شاہ ولی اللہ، محدث، دہلوی، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، قدیمی کتب خانہ، کراچی، جلد ۲، صفحہ ۳۱۷
۱۲۵...... جامع ترمذی، باب ما جاء فی فضل فاطمہ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۷
۱۲۶...... سیر الاقطاب، صفحہ ۹
۱۲۷...... بال جبریل، صفحہ ۱۲۴
۱۲۸...... سیر الاقطاب، صفحہ ۵
۱۲۹...... ظفر الدین، بہاری رضوی، مولانا، تنویر السراج فی بیان المعراج (۱۳۵۸ھ)، لاہور، صفحہ ۶ / نظام الدین یمنی، مولانا، لطائف اشرفی (ملفوظات سید اشرف جہانگیر سمنانی)، حلقہ اشرفیہ پاکستان، جلد ۱، صفحہ ۳۳۳
۱۳۰...... دیوان سالک، صفحہ ۳۷
۱۳۱...... علی بن عثمان، داتا گنج بخش ہجویری، کشف المحجوب، مرکز تحقیقات فارسی،

ایران و پاکستان' اسلام آباد' صفحہ ۶۰
۱۳۲...... صحیح مسلم' باب من فضائل علی بن ابی طالب' جلد ۲' صفحہ ۲۷۸
۱۳۳...... صحیح مسلم' کتاب الجہاد والسیر' باب صلح حدیبیہ' جلد ۲' صفحہ ۱۰۵
۱۳۴...... ازالۃ الخفاء' جلد ۴' صفحہ ۴۹۸ تا ۵۰۰
۱۳۵...... ابو عیسیٰ' محمد بن عیسیٰ' ترمذی' امام' شمائل ترمذی' علیمی کتب خانہ' دہلی' صفحہ
۱۳۶...... حدائق بخشش' جلد ۱' صفحہ ۴۷
۱۳۷...... شمائل ترمذی' صفحہ ۲
۱۳۸...... قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی' امام' الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ
دار الفکر' بیروت' جلد ۲' صفحہ ۲۲
۱۳۹...... الریاض النضرۃ' جلد ۳' صفحہ ۲۱۰
۱۴۰...... اسد الغابہ' جلد ۴' صفحہ ۲۳
۱۴۱...... الریاض النضرہ' جلد ۳' صفحہ ۲۱۹
۱۴۲...... ابو نعیم احمد بن عبد اللہ' اصبہانی' حافظ' حلیۃ الاولیاء' دار الکتاب
بیروت' لبنان' جلد ۱' صفحہ ۸۱
۱۴۳...... ایضاً
۱۴۴...... ایضاً' صفحہ ۸۲
۱۴۵...... الریاض النضرۃ' جلد ۳' صفحہ ۲۲۱
۱۴۶...... ابن اثیر' ابو الحسن' علی بن محمد' شیبانی' امام' الکامل فی التاریخ' بیروت
جلد ۳' صفحہ ۳۹۹
۱۴۷...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۸۰
۱۴۸...... البدایہ والنہایہ' جلد ۸' صفحہ ۲

۱۴۹......الکامل فی التاریخ' جلد ۳' صفحہ ۴۰۰
۱۵۰...... ابن جوزی' جمال الدین' عبد الرحمٰن بن علی' امام' صفۃ الصفوۃ' دائرۃ المعارف' حیدر آباد' دکن' جلد ا' صفحہ ۱۲۳
۱۵۱......الکامل فی التاریخ' جلد ۳' صفحہ ۳۹۹ تا ۴۰۰
۱۵۲......البدایہ والنہایہ' جلد ۸' صفحہ ۴-۳
۱۵۳......ابن سعد' الطبقات الکبریٰ' بیروت' جلد ۳' صفحہ ۲۸
۱۵۴......حلیۃ الاولیاء' جلد ا' صفحہ ۸۳
۱۵۵......القصص: ۲۸' آیت ۸۳
۱۵۶......البدایہ والنہایہ' جلد ۸' صفحہ ۸
۱۵۷......ایضاً / مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۸' صفحہ ۶۴
۱۵۸...... البدایہ والنہایہ' جلد ۸' صفحہ ۵ / مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر' جلد ۱۸' صفحہ ۶۵
۱۵۹......اسد الغابہ' جلد ۴' صفحہ ۳۷
۱۶۰......نور الابصار' صفحہ ۱۰۶
۱۶۱......ابو القاسم عبد الکریم' قشیری' امام' الرسالۃ القشیریہ' مطبع مصطفیٰ البابی' مصر' صفحہ ۱۲۱
۱۶۲...... جلال الدین رومی' مولانا' مثنوی' الفیصل' لاہور' دفتر اول' صفحہ ۳۷۹ تا ۳۹۰
۱۶۳......ایضاً' صفحہ ۳۸۵
۱۶۴...... مشکوۃ المصابیح' صفحہ ۱۴
۱۶۵......صفۃ الصفوۃ' جلد ا' صفحہ ۲-۱۲۱ / حلیۃ الاولیاء' جلد ا' صفحہ ۵-۸۴
۱۶۶......الدہر (الانسان)' ۷۶: ۸

۱۶۷...... محمود آلوسی' علامہ' تفسیر روح المعانی' بیروت' جلد ۲۹' صفحہ ۱۵۷

۱۶۸...... المائدہ' ۵ : ۵۵

۱۶۹...... تفسیر روح المعانی' جلد ۶' صفحہ ۱۶۷

۱۷۰...... ایضاً

۱۷۱...... البقرہ' ۲ : ۲۷۴

۱۷۲...... اسد الغابہ' جلد ۴' صفحہ ۲۵

۱۷۳...... رسالہ قشیریہ' صفحہ ۱۲۵

۱۷۴...... جامع ترمذی' ابواب الدعوات' احادیث شتّٰی' جلد ۲' صفحہ ۱۹۵

۱۷۵...... محمد مصطفیٰ رضا خاں' مفتی' الملفوظ' نوری کتب خانہ' لاہور' جلد ۴' صفحہ ۰

۱۷۶...... فیض نسبت' صفحہ ۷۸

۱۷۷...... اسد الغابہ' جلد ۴' صفحہ ۲۰

۱۷۸...... صحیح مسلم' جلد ۲' صفحہ ۲۷۸

۱۷۹...... طبقات ابن سعد' جلد ۳' صفحہ ۲۳

۱۸۰...... اسد الغابہ' جلد ۴' صفحہ ۲۰

۱۸۱...... سیرۃ النبی لابن ہشام' جلد ۱' صفحہ ۳۸۱

۱۸۲...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر' جلد ۱۷' صفحہ ۳۱۹ / البدایہ والنہایہ
جلد ۷' صفحہ ۲۲۴

۱۸۳...... البدایہ والنہایہ' جلد ۷' صفحہ ۲۲۴

۱۸۴...... ایضاً

۱۸۵...... اسد الغابہ' جلد ۴' صفحہ ۲۰

۱۸۶...... صحیح بخاری' کتاب المغازی' باب ما اصاب النبی من الجرح یوم احد

۱۸۷...... مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۷' صفحہ ۳۲۰

۱۸۸...... سیرت ابن ہشام' جلد ۲' صفحہ ۸۹

۱۸۹...... البدایہ والنہایہ' جلد ۴' صفحہ ۵-۱۰۶

۱۹۰...... مدارج النبوت' جلد ۲' صفحہ ۱۷۱

۱۹۱...... صحیح مسلم' باب من فضائل علی بن ابی طالب' جلد ۲' صفحہ ۲۷۹ / صحیح بخاری' جلد ۱' صفحہ ۵۲۵

۱۹۲...... البدایہ والنہایہ' جلد ۷' صفحہ ۳۳۸

۱۹۳...... مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۷' صفحہ ۳۳۱

۱۹۴...... سیرت ابن ہشام' جلد ۲' صفحہ ۲۲۷

۱۹۵...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۶۷ / البدایہ والنہایہ' جلد ۷' صفحہ ۲۲۵

۱۹۶...... محمد بن عمر الرازی' امام' تفسیر کبیر' ازہر' مصر' جلد ۲۱' صفحہ ۹۱

۱۹۷...... حدائق بخشش' جلد ۲' صفحہ ۵۲

۱۹۸...... صحیح مسلم' باب غزوۃ ذی قرد وغیرھا' جلد ۲' صفحہ ۱۱۵ / زرقانی' جلد ۲' صفحہ ۲۲۴

۱۹۹...... زرقانی' جلد ۲' صفحہ ۲۲۴

۲۰۰...... مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۸' صفحہ ۱۸

۲۰۱...... اسد الغابہ' جلد ۴' صفحہ ۲۲

۲۰۲...... جامع ترمذی' مناقب علی بن ابی طالب' جلد ۲' صفحہ ۲۱۴

۲۰۳...... اسد الغابہ' جلد ۴' صفحہ ۲۲

۲۰۴...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' جلد ۲' صفحہ ۴۶۳

۲۰۵...... عبدالوہاب شعرانی' امام' الانوار القدسیہ' مصر' جلد ۱' صفحہ ۷۹

۲۰۶...... ظفر الدین' بہاری' رضوی' مولانا' تنویر السراج فی بیان المعراج (۱۳۵۷ھ)'

لاہور، صفحہ ۴

۲۰۷...... الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۶۰

۲۰۸...... مسند امام احمد، جلد ۱، صفحہ ۹۶

۲۰۹...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۲، صفحہ ۴۶۳

۲۱۰...... احمد بن علی بن حجر عسقلانی، حافظ، تہذیب التہذیب، دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن، جلد ۷، صفحہ ۵-۲۳۴

۲۱۱...... صحیح بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم / کتاب الحرث والمزارعۃ، باب ما جاء فی الغرس

۲۱۲...... جامع ترمذی، ابواب الدعوات، باب فی دعاء النبی ﷺ و تعوذہ فی دبر کل صلوٰۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۹۶

۲۱۳...... ایضاً

۲۱۴...... عبدالرحمٰن، جامی، مولانا، شواہد النبوۃ، عمدۃ المطابع، دہلی، صفحہ ۱۷۲

۲۱۵...... تذکرۃ الحفاظ، جلد ۱، صفحہ ۱۵۹ / تہذیب التہذیب، جلد ۱۰، صفحہ ۴۴۹

۲۱۶...... صواعق محرقہ، صفحہ ۲۰۱

۲۱۷...... تاریخ الخمیس، جلد ۲، صفحہ ۳۲۶

۲۱۸...... ایضاً / نور الابصار، صفحہ ۲۰۸

۲۱۹...... ابن حجر عسقلانی، حافظ، تہذیب التہذیب، دار المعارف، حیدر آباد دکن، جلد ۱۰، صفحہ ۵

۲۲۰...... ایضاً، جلد ۹، صفحہ ۲۵

۲۲۱...... ابوبکر بن احمد خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، دار الکتاب العربی، لبنان، جلد ۲، صفحہ ۱۷۶

۲۲۲...... تہذیب التہذیب، جلد ۱، صفحہ ۷۲

۲۲۳...... مختصر تاریخ دمشق، جلد ۱۸، صفحہ ۲۵

۲۲۴...... ایضاً

۲۲۵...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۷-۱۷۶

۲۲۶...... در المختار ورد المحتار، جلد ۶، صفحہ ۷۸۷ / میر سید شریف علی جرجانی، شریفیہ شرح سراجیہ، مطبع گلشن احمدی لکھنوی، صفحہ ۵۳

۲۲۷...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۲، صفحہ ۴۶۱

۲۲۸...... الریاض النضرۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۶۷

۲۲۹...... الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۲۳

۲۳۰...... صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۲، صفحہ ۷۴۸

۲۳۱...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۷۱

۲۳۲...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۲، صفحہ ۴۶۱

۲۳۳...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۷۱

۲۳۴...... ابو الفرج عبد الرحمٰن، ابن جوزی، کتاب الاذکیا، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ، صفحہ ۵۱ / الریاض النضرۃ، جلد ۳، صفحہ ۱۶۵

۲۳۵...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۸۰-۱۷۹

۲۳۶...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۵-۱۸۴

۲۳۷...... مرآۃ الجنان، جلد ۱، صفحہ ۱۱۷

۲۳۸...... التغابن، ۶۴ : ۱۵

۲۳۹...... ق، ۵۰ : ۱۹

۲۴۰...... البقرہ، ۲ : ۱۱۳

۲۴۱...... نور الابصار' صفحہ ۷۹

۲۴۲...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۸۲ / مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۸' صفحہ ۷۶ / حافظ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی' الخلفاء الراشدون من تاریخ اسلام' دار الکتب العلمیہ' بیروت' صفحہ ۲۵۳

۲۴۳...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۸۰

۲۴۴...... الاعراف: ۷' آیت ۵۸

۲۴۵...... سچی حکایات' جلد ۱' صفحہ ۳۶۶

۲۴۶...... مولانا رحمت اللہ سبحانی' مخزن اخلاق' صفحہ ۵۳۸

۲۴۷...... ایضاً' صفحہ ۵۳۹

۲۴۸...... مختصر تاریخ دمشق' جلد ۱۸' صفحہ ۷۷ / تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۸۳

۲۴۹...... نور الابصار' صفحہ ۸۵

۲۵۰...... ایضاً

۲۵۱...... عبد المجتبیٰ رضوی' مولانا' تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ' خادم پرنٹرز' لاہور' صفحہ ۹۲

۲۵۲...... سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ' دیوان علی' دار الکتب العلمیہ' بیروت' لبنان' صفحہ ۳۸

۲۵۳...... نور الابصار' دار الکتب العلمیہ' بیروت' صفحہ ۱۲۹

۲۵۴...... ایضاً' صفحہ ۱۳۰

۲۵۵...... البدایہ والنہایہ' جلد ۸' صفحہ ۱۰ / دیوان علی' صفحہ ۱۶-۱۵

۲۵۶...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۸۱

۲۵۷...... البدایہ والنہایہ' جلد ۷' صفحہ ۴-۷۳

۲۵۸...... صفۃ الصفوۃ، جلد ا، صفحہ ۱۲۸

۲۵۹...... دیوان علی، صفحہ ۱۴۵

۲۶۰...... دیوان علی، صفحہ ۲۰۱

۲۶۱...... تفسیر مظہری، جلد ۲، صفحہ ۱۰۳

۲۶۲...... ایضاً، صفحہ ۱۲۰

۲۶۳...... صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر، نام و نسب

۲۶۴...... حدائق بخشش، جلد ا، صفحہ ۸

(نوٹ)...... سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قطبیت کبریٰ اور آپ کے فرمان والا شان قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للّٰہ "میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے" (صحابہ کرام، ائمہ اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد تمام اولیاء و اقطاب رحمہم اللہ تعالیٰ آپ کے زیر قدم ہیں) اس موضوع پر درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید رہے گا:

١ السیف الربانی فی عنق من اعترض علی الغوث الجیلانی، از علامہ شیخ سید محمد المکی

۲ نام و نسب، از صاحبزادہ سید نصیر الدین نصیر گولڑوی

۳ مہر منیر، از مولانا فیض احمد گولڑوی چشتی

۴ مقدمہ شرح قصیدہ غوثیہ (شارح مولانا عبد المالک علیہ الرحمہ)، از حکیم محمد موسیٰ امرتسری

۵ اغتراف السائل من الیم فی تحقیق حدیث القدم، از مولانا ابو الضیاء محمد باقر نوری علیہ الرحمہ (غیر مطبوعہ)

۶ قدم الشیخ عبد القادر علی رقاب الاولیاء الاکابر، از علامہ ممتاز احمد چشتی،

(یہ ضخیم کتاب بزم سعید' انوار العلوم' ملتان نے شائع کی ہے)

۷ و رفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر (غوث الوریٰ بحیثیت مظہر مصطفیٰ)' (صاحبزادہ) محمد محب اللہ نوری

۲۶۵...... محمد بن عبد الباقی' زرقانی' امام' شرح المواہب' ازہریہ' مصر' جلد ٦' صفحہ ۹۳

۲۶۶...... ایضاً' صفحہ ۴-۹۳

۲۶۷...... عبد الرحمن' صفوری' علامہ' نزہۃ المجالس' مصر' جلد ۲' صفحہ ۱۵۱

۲۶۸...... تفسیر روح البیان' جلد ۵' صفحہ ۲۷۴ / شواہد النبوۃ' صفحہ ۲-۲۷۱

۲۶۹...... شواہد النبوۃ' صفحہ ۲۷۱

۲۷۰...... شہاب الدین یاقوت حموی' علامہ' معجم البلدان' دار صادر' بیروت' جلد ۴' صفحہ ۴۹۱

۲۷۱...... ایضاً

۲۷۲...... ایضاً

۲۷۳...... طبقات ابن سعد' جلد ٦' صفحہ ۹

۲۷۴...... ایضاً' صفحہ ۹-۸

۲۷۵...... ایضاً' صفحہ ٦

۲۷٦...... معجم البلدان' جلد ۴' صفحہ ۴۹۲

۲۷۷...... تاریخ بغداد' جلد ۱۳' صفحہ ۳۲٦

۲۷۸...... تاریخ الخمیس' جلد ۲' صفحہ ۳۲٦ / نور الابصار' صفحہ ۲۰۸

۲۷۹...... اسد الغابہ' جلد ۵' صفحہ ۵۱۷

۲۸۰...... الحدید: ۵۷' آیت ۱۰

۲۸۱...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۷۴

۲۸۲...... النساء' ۴: ۳۵

۲۸۳...... مسند امام احمد' جلد۱' صفحہ ۸۶

۲۸۴...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۷۵

۲۸۵...... نور الابصار' صفحہ ۱۰۷ / تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۷۵

۲۸۶...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' جلد۲' صفحہ ۴۷۰

۲۸۷...... ایضاً

۲۸۸...... نور الابصار' صفحہ ۱۰۶

۲۸۹...... البدایہ والنہایہ' جلد۷' صفحہ ۳۳۱

۲۹۰...... ایضاً

۲۹۱...... اسد الغابہ' جلد۴' صفحہ ۳۹

۲۹۲...... تاریخ بغداد' جلد۱' صفحہ ۱۳۶

۲۹۳...... ایضاً' صفحہ ۱۳۷

۲۹۴...... ایضاً' صفحہ ۱۳۶

۲۹۵...... ایضاً' صفحہ ۱۳۸

۲۹۶...... ایضاً

۲۹۷...... ایضاً

۲۹۸...... معجم البلدان' جلد۵' صفحہ ۲۷۱

۲۹۹...... الکامل فی التاریخ' جلد۳' صفحہ ۳۹۷

۳۰۰...... تاریخ الخمیس' جلد۲' صفحہ ۲۸۴

۳۰۱...... الکامل فی التاریخ' جلد۳' صفحہ ۵-۵۴ / تاریخ الخمیس' جلد۲' صفحہ ۲۸۵

۳۰۲...... الکامل فی التاریخ' جلد۳' صفحہ ۸-۳۹۷

۳۰۳...... طبقات ابن سعد' جلد۳' صفحہ ۲۰

۳۰۴...... الصواعق المحرقہ' صفحہ ۱۲۹

۳۰۵...... حلیۃ الاولیاء، جلد ا، صفحہ ۷۶

۳۰۶...... نور الابصار، صفحہ ۸۱

۳۰۷...... صفۃ الصفوۃ، جلد ا، صفحہ ۱۲۶

۳۰۸...... ایضاً

۳۰۹...... نور الابصار، صفحہ ۸۱

۳۱۰...... ایضاً، صفحہ ۸۲

۳۱۱...... ایضاً

۳۱۲...... الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۲۹

۳۱۳...... ایضاً

۳۱۴...... نور الابصار، صفحہ ۸۲

۳۱۵...... الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۲۹

۳۱۶...... نور الابصار، صفحہ ۸۲

۳۱۷...... ایضاً، صفحہ ۸۲

۳۱۸...... ایضاً، صفحہ ۸۳

۳۱۹...... صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فی العمل وطولہ، جلد ۲، صفحہ ۹۴۹-۹۵۰

۳۲۰...... شعرانی، عبد الوہاب، امام، طبقات کبریٰ، مصر، جلد ا، صفحہ ۱۷

۳۲۱...... ایضاً، صفحہ ۱۸

۳۲۲...... ایضاً

۳۲۳...... نور الابصار، صفحہ ۸۱

۳۲۴...... ایضاً

۳۲۵...... ایضاً، صفحہ ۸۲

۳۲۶...... ایضاً

۳۲۷...... ایضاً' صفحہ ۸۳

۳۲۸...... ایضاً

۳۲۹...... ایضاً

۳۳۰...... ایضاً

۳۳۱...... ایضاً

۳۳۲...... ایضاً

۳۳۳...... ایضاً

۳۳۴...... احمد بن محمد' ابو جعفر' طحاوی' امام' مشکل الآثار' دائرۃ المعارف' حیدر آباد' دکن' جلد۴' صفحہ ۸-۳۸۹ / الشفا' جلد۱' صفحہ ۲۸۴

۳۳۵...... شواہد النبوۃ' صفحہ ۲۸۴

۳۳۶...... ایضاً' صفحہ ۲۷۳

۳۳۷...... تفسیر کبیر' جلد۲۱' صفحہ ۸-۸۹

۳۳۸...... مظہر الدین' حافظ' تجلیات

حضرت علی اور خلفائے ثلاثہ کے باہمی تعلقات

۳۳۹...... مسند امام احمد' جلد ۱' صفحہ ۱۱۴
۳۴۰...... ایضاً' صفحہ ۱۲۷
۳۴۱...... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر' جلد ۱۸' صفحہ ۲-۴۱ / تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۷۷
۳۴۲...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۹-۱۷۸
۳۴۳...... البدایہ والنہایہ' جلد ۵' صفحہ ۲۴۹
۳۴۴...... الصواعق المحرقہ' صفحہ ۱۲۸
۳۴۵...... البدایہ والنہایہ' جلد ۶' صفحہ ۳۰۲
۳۴۶...... صحیح بخاری' مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ' جلد ۱' صفحہ ۵۲۶
۳۴۷...... الریاض النضرۃ' جلد ۱' صفحہ ۱۷۶
۳۴۸...... طبقات کبریٰ' جلد ۸' صفحہ ۲۹
۳۴۹...... الریاض النضرۃ' جلد ۱' صفحہ ۱۷۶
۳۵۰...... تفسیر در المنثور' جلد ۴' صفحہ ۱۰۱
۳۵۱...... البدایہ والنہایہ' جلد ۶' صفحہ ۳۱۵

۳۵۲...... الزمر، ۳۹: ۳۳

۳۵۳...... الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ، جلد ا، صفحہ ۲۶۲ تا ۲۶۴

۳۵۴...... صحیح بخاری، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ، جلد ا، صفحہ ۵۲۶

۳۵۵...... ایضاً

۳۵۶...... البدایہ والنہایہ، جلد ۶، صفحہ ۳۱۱

۳۵۷...... صحیح بخاری، مناقب الحسن والحسین، جلد ا، صفحہ ۵۳۰

۳۵۸...... الدھر، ۷۶: ۸

۳۵۹...... الزمر، ۳۹: ۳۳

۳۶۰...... نور الابصار، صفحہ ۶-۷

۳۶۱...... البدایہ والنہایہ، جلد ۷، صفحہ ۵۵

۳۶۲...... الکامل فی التاریخ، جلد ۲، صفحہ ۳-۵۰۲

۳۶۳...... البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ ۲۰۷

۳۶۴...... نور الابصار، صفحہ ۶۵

۳۶۵...... الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۲-۳۱۱

۳۶۶...... ایضاً، صفحہ ۳۱۲

۳۶۷...... الکامل فی التاریخ، جلد ۳، صفحہ ۵-۵۴ / تاریخ الخمیس، جلد ۲، صفحہ ۲۸۵

۳۶۸...... ابن حجر، عسقلانی، شہاب الدین، احمد بن علی، امام، حافظ، الاصابہ، جلد ا، صفحہ ۳۳۲

۳۶۹...... الریاض النضرۃ، جلد ۲، صفحہ ۴۰۱

۳۷۰...... ایضاً، صفحہ ۱-۴۰۰

۳۷۱...... ایضاً

۳۷۲...... ایضاً

۳۷۳...... ایضاً

۳۷۴...... ایضاً' صفحہ ۳۷۴

۳۷۵...... مسند امام احمد' جلد ۱' صفحہ ۱۱۲ / صحیح مسلم' باب من فضائل عمر' جلد ۲' صفحہ ۲۷۴

۳۷۶...... ایضاً / صحیح بخاری' جلد ۱' صفحہ ۵۲۰

۳۷۷...... طبقات ابن سعد' جلد ۳' صفحہ ۳۷۰

۳۷۸...... زرقانی' جلد ۲' صفحہ ۳

۳۷۹...... البدایہ والنہایہ' جلد ۳' صفحہ ۳۴

۳۸۰...... الانبیاء' ۲۱: ۱۰۱

۳۸۱...... الریاض النضرۃ' جلد ۳' صفحہ ۳۴

۳۸۲...... ایضاً' صفحہ ۱-۳۲

۳۸۳...... ایضاً' صفحہ ۴۹

۳۸۴...... ایضاً' صفحہ ۶۸

۳۸۵...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۵۹

۳۸۶...... الریاض النضرۃ' جلد ۳' صفحہ ۶۸

۳۸۷...... الکامل فی التاریخ' جلد ۳' صفحہ ۱۷۲ / تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۵۹

۳۸۸...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۶۰

۳۸۹...... الکامل فی التاریخ' جلد ۳' صفحہ ۳۹۷ / البدایہ والنہایہ' جلد ۷' صفحہ ۳۳۲

چمنستان کرم

۳۹۰...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۲، صفحہ ۷۴۹ / صفۃ الصفوۃ، جلد ۱، صفحہ ۵۷

۳۹۱...... الاصابہ، جلد ۴، صفحہ ۳۶۵

۳۹۲...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۲، صفحہ ۷۴۹

۳۹۳...... زرقانی، جلد ۲، صفحہ ۳

۳۹۴...... منتخب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال (علی ہامش مسند امام احمد)، جلد ۵، صفحہ ۹۷

۳۹۵...... الاصابہ، جلد ۴، صفحہ ۳۶۵

۳۹۶...... مدارج النبوۃ، جلد ۲، صفحہ ۴۵۹

۳۹۷...... مدارج النبوۃ، جلد ۲، صفحہ ۴۵۹

۳۹۸...... کشف الغمہ، جلد ۲، صفحہ ۵۱

۳۹۹...... مدارج النبوۃ، جلد ۲، صفحہ ۴۵۹

۴۰۰...... المزمل: ۷۳' آیت ۸

۴۰۱...... جامع ترمذی' ما جاء فی فضل فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا' جلد ۲' صفحہ ۲۲۷

۴۰۲...... مدارج' جلد ۲' صفحہ ۴۶۰

۴۰۳...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' جلد ۲' صفحہ ۷۵۰

۴۰۴...... جامع ترمذی' جلد ۲' صفحہ ۲۲۷

۴۰۵...... صحیح بخاری' مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ' جلد ۱' صفحہ ۵۲۶

۴۰۶...... نور الابصار' صفحہ ۴۶

۴۰۷...... جامع ترمذی' جلد ۲' صفحہ ۲۲۷

۴۰۸...... اسد الغابہ' جلد ۵' صفحہ ۵۲۲

۴۰۹...... الاحزاب' ۳۳ : ۳۳

۴۱۰...... صواعق محرقہ' صفحہ ۱۴۴

۴۱۱...... جامع ترمذی' جلد ۲' صفحہ ۲۲۷

۴۱۲...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' جلد ۲' صفحہ ۷۵۱

۴۱۳...... ابو داؤد' سلیمان بن اشعث سجستانی' سنن ابی داؤد' اصح المطابع' کراچی' کتاب الادب' باب فی التسبیح عند النوم' جلد ۲' صفحہ ۶۹۰ / حلیہ الاولیاء' جلد ۲' صفحہ ۴۱

۴۱۴...... صفۃ الصفوۃ' جلد ۲' صفحہ ۴

۴۱۵...... ایضاً

۴۱۶...... مدارج النبوۃ' جلد ۲' صفحہ ۴۶۱

۴۱۷...... حلیہ الاولیاء' جلد ۲' صفحہ ۴۰-۱

۴۱۸...... صواعق محرقہ' صفحہ ۱۹۰

۴۱۹...... صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۲۹۰
۴۲۰...... ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمٰن، امام (وفات ۵۹۷ھ) الوفا باحوال المصطفیٰ، مکتبہ نوریہ، لائل پور، جلد ۲، صفحہ ۸۰۳ / نور الابصار، صفحہ ۴۶
۴۲۱...... البدایہ والنہایہ، جلد ۶، صفحہ ۳۳۴
۴۲۲...... اسد الغابہ، جلد ۵، صفحہ ۵۲۴
۴۲۳...... طبقات ابن سعد، جلد ۸، صفحہ ۲۸ / البدایہ والنہایہ، جلد ۶، صفحہ ۳۳۳
۴۲۴...... البدایہ والنہایہ، جلد ۶، صفحہ ۳۳۳ / طبقات ابن سعد، جلد ۸، صفحہ ۲۸
۴۲۵...... صفۃ الصفوۃ، جلد ۲، صفحہ ۶
۴۲۶...... البدایہ والنہایہ، جلد ۶، صفحہ ۳۳۳
۴۲۷...... ایضاً، صفحہ ۳۳۴
۴۲۸...... الریاض النضرہ، جلد ۱، صفحہ ۱۷۶
۴۲۹...... دیوان الامام علی، مرتبہ استاذ نعیم زرزور، دار الکتب العلمیہ، بیروت، صفحہ ۳۹
۴۳۰...... ڈاکٹر محمد اقبال، اسرار و رموز
اس منقبت کے اکثر اشعار کا ترجمہ جناب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کی تصنیف "اقبال کے نجوم ہدایت" سے لیا گیا ہے----
۴۳۱...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۱، صفحہ ۱۳۹
۴۳۲...... اسد الغابہ، جلد ۲، صفحہ ۱۸
۴۳۳...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۸۸
۴۳۴...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۱، صفحہ ۱۳۹
۴۳۵...... حدائق بخشش، جلد ۲، صفحہ ۸
۴۳۶...... ایضاً، صفحہ ۱۳۵
۴۳۷...... تہذیب التہذیب، جلد ۲، صفحہ ۳۴۵ / کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۱۱۰

۴۳۸...... منتخب کنز العمال (علیٰ ہامش مسند امام احمد)، جلد ۵، صفحہ ۱۱۰/ کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۱۱۰

۴۳۹...... جلال الدین، سیوطی، امام، خصائص کبریٰ، حیدر آباد، دکن، جلد ۲، صفحہ ۲۶۵

۴۴۰...... جامع ترمذی، مناقب الحسن والحسین، جلد ۲، صفحہ ۲۱۸

۴۴۱...... جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۲۱۸/ صحیح بخاری، باب مناقب الحسن و الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جلد ۱، صفحہ ۵۳۰

۴۴۲...... جامع ترمذی، مناقب الحسن والحسین، جلد ۲، صفحہ ۲۱۸

۴۴۳...... خصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۶۲

۴۴۴...... الاصابہ، جلد ۱، صفحہ ۳۲۹

۴۴۵...... التغابن، ۶۴: ۱۵

۴۴۶...... جامع ترمذی، مناقب الحسن والحسین، جلد ۲، صفحہ ۲۱۸

۴۴۷...... الشوکانی، محمد بن علی، در السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ، ۱۲۵۰ھ، دار الفکر، دمشق، صفحہ ۳۰۸

۴۴۸...... جامع ترمذی، صفحہ ۲۱۹

۴۴۹...... صفۃ الصفوۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۱۹

۴۵۰...... البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ ۳۳

۴۵۱...... صحیح بخاری، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جلد ۱، صفحہ ۵۳۰

۴۵۲...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۱، صفحہ ۱۳۹

۴۵۳...... نور الابصار، صفحہ ۱۱۹

۴۵۴...... ایضاً

۴۵۵...... ایضاً

۴۵۶...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' جلد۱' صفحہ ۱۳۹

۴۵۷...... صحیح بخاری' مناقب الحسن والحسین' جلد۱' صفحہ ۵۳۰

۴۵۸...... البدایہ والنہایہ' جلد۸' صفحہ ۳۳

۴۵۹...... جامع ترمذی' مناقب الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما' جلد۲' صفحہ ۲۱۹

۴۶۰...... صحیح مسلم' باب فضائل الحسن والحسین' جلد۲' صفحہ ۲۸۲

۴۶۱...... البدایہ والنہایہ' جلد۸' صفحہ ۳۷

۴۶۲...... ایضاً

۴۶۳...... ابن خلکان' ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد' وفیات الاعیان' دار صادر' بیروت' جلد۲' صفحہ ۶۹

۴۶۴...... البدایہ والنہایہ' جلد۸' صفحہ ۳۸

۴۶۵...... ایضاً' صفحہ ۳۹

۴۶۶...... ایضاً' صفحہ ۳۸

۴۶۷...... ایضاً' صفحہ ۸-۳۹

۴۶۸...... رسالہ قشیریہ' صفحہ ۱۲۵

۴۶۹...... البدایہ والنہایہ' جلد۸' صفحہ ۳۸

۴۷۰...... تاریخ الخلفاء' صفحہ ۱۹۰

۴۷۱...... نور الابصار' صفحہ ۲-۱۲۳

۴۷۲...... اسد الغابہ' جلد۲' صفحہ ۱۱

۴۷۳...... الاصابہ' جلد۱' صفحہ ۳۲۸

۴۷۴...... نور الابصار' صفحہ ۲-۱۲۳

۴۷۵...... البدایہ والنہایہ' جلد۸' صفحہ ۳۷

۴۷۶...... نور الابصار، صفحہ ۱۲۱

۴۷۷...... ایضاً

۴۷۸...... ایضاً، صفحہ ۱۲۰

۴۷۹...... البدایہ و النہایہ، صفحہ ۴۱

۴۸۰...... اسد الغابہ، صفحہ ۱۳

۴۸۱...... البدایہ و النہایہ، صفحہ ۴۱

۴۸۲...... کمال الدین الدمیری، علامہ، حیاۃ الحیوان الکبریٰ، مکتبہ التجاریہ الکبریٰ، مصر، جلد ۱، صفحہ ۵۸

۴۸۳...... البدایہ و النہایہ، صفحہ ۴۱

۴۸۴...... ایضاً، صفحہ ۴۲

۴۸۵...... صفۃ الصفوۃ، جلد ۱، صفحہ ۳۲۱

۴۸۶...... تاریخ الخمیس، جلد ۲، صفحہ ۲۹۳

۴۸۷...... ایضاً، صفحہ ۲۹۴

۴۸۸...... علامہ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف، شطنوفی، بہجۃ الاسرار، مصطفی البابی، مصر، صفحہ ۸/۹ / شیخ محمد بن یحییٰ، قلائد الجواہر، بغداد، صفحہ ۳

۴۸۹...... نور الابصار، صفحہ ۱۲۵

۴۹۰...... ایضاً

۴۹۱...... عبد الرزاق، حافظ، مصنف، بیروت، جلد ۴، صفحہ ۳۳۰

۴۹۲...... شواہد النبوۃ، صفحہ ۴-۲۹۵

۴۹۳...... ایضاً، صفحہ ۲۹۸

۴۹۴...... ایضاً، صفحہ ۲۹۵

۴۹۵...... نور الابصار، صفحہ ۱۲۶

۴۹۶...... ایضاً

۴۹۷...... جامع ترمذی' مناقب الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما' جلد ۲' صفحہ ۲۱۹

۴۹۸...... الاستیعاب' جلد ا' صفحہ ۵-۱۴۴

۴۹۹...... الاصابہ' صفحہ ۳۳۱

۵۰۰...... مشکوٰۃ المصابیح' باب مناقب اہل بیت' الفصل الثالث' صفحہ ۵۷۲

۵۰۱...... تہذیب التہذیب' جلد ۲' صفحہ ۳۴۷

۵۰۲...... در السحابہ فی مناقب القرابۃ والصحابہ' صفحہ ۲۹۵

۵۰۳...... کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' جلد ا' صفحہ ۱۴۳

۵۰۴...... ایضاً' صفحہ ۱۴۴

۵۰۵...... الکامل فی التاریخ' جلد ۴' صفحہ ۵۷

۵۰۶...... ایضاً' صفحہ ۵۹

۵۰۷...... ملا محمد باقر مجلسی' جلاء العیون' انتشارات علیمہ اسلامیہ' ایران' صفحہ ۴۰۸

۵۰۸...... الاصابہ' جلد ا' صفحہ ۳۳۱

۵۰۹...... البدایہ والنہایہ' جلد ۸' صفحہ ۲۰۸

۵۱۰...... نور الابصار' صفحہ ۱۲۲

۵۱۱...... البدایہ والنہایہ' جلد ۸' صفحہ ۲۰۹

۵۱۲...... الکامل فی التاریخ' جلد ۴' صفحہ ۵۸

۵۱۳...... نور الابصار' صفحہ ۱۳۹

۵۱۴...... تہذیب التہذیب' جلد ۲' صفحہ ۳۴۵

۵۱۵...... اسد الغابہ' جلد ۲' صفحہ ۲۰-۱

۵۱۶...... اہل بیت اطہار میں سے آپ کے ساتھ شہید ہونے والے حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :

(۱)...... حضرت علم دار عباس بن علی مرتضیٰ' (۲)...... حضرت جعفر بن علی مرتضیٰ' (۳)...... حضرت عبد اللہ بن علی' (۴)...... حضرت عثمان بن علی' (۵)...... حضرت محمد بن علی' (۶)...... حضرت ابوبکر بن علی' (یہ سب آپ کے بھائی ہیں) (۷)...... حضرت علی بن امام حسین بن مولا علی (جنہیں علی اکبر کہا جاتا ہے) (۸)...... حضرت عبد اللہ بن امام حسین' (یہ علی اصغر کے نام سے مشہور ہیں) (۹)...... حضرت ابوبکر بن امام حسن مجتبیٰ بن مولا علی' (۱۰)...... حضرت عبد اللہ بن امام حسن مجتبیٰ' (۱۱)...... حضرت قاسم بن امام حسن مجتبیٰ' (۱۲)...... حضرت عون بن عبد اللہ بن جعفر الطیار بن ابی طالب' (۱۳)...... حضرت محمد بن عبد اللہ بن جعفر الطیار' (۱۴)...... حضرت جعفر بن عقیل بن ابی طالب' (۱۵)...... حضرت عبد الرحمٰن بن عقیل' (۱۶)...... حضرت عبد اللہ بن عقیل' (۱۷)...... حضرت مسلم بن عقیل' (یہ کوفہ میں امام عالی مقام کی کربلا میں تشریف آوری سے پہلے شہید کر دیئے گئے تھے) (۱۸)...... عبد اللہ بن مسلم بن عقیل' (۱۹)...... محمد بن ابی سعید بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین----(تاریخ طبری' جلد ۵' صفحہ ۹-۴۶۸ / الکامل فی التاریخ' جلد ۴' صفحہ ۳-۹۲)

۵۱۷...... اسد الغابہ' جلد ۲' صفحہ ۲۱

۵۱۸...... ایضاً' صفحہ ۲۲

۵۱۹...... ایضاً

۵۲۰...... الکامل فی التاریخ' جلد ۴' صفحہ ۷۹

۵۲۱...... محمد بن یوسف الصالحی الشامی' سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد' دار الکتب العلمیہ' لبنان' جلد ۱۱' صفحہ ۱:

۵۲۲...... الکامل فی التاریخ' جلد ۴' صفحہ ۸۰ / تاریخ طبری' جلد ۵' صفحہ ۴۵۵

۵۲۳...... ایضاً

حُبِّ اہلِ بیت

۵۲۴...... شیخ محقق، عبدالحق، جذب القلوب الی دیار المحبوب، نول کشور، لکھنؤ، صفحہ ۲۴۱

۵۲۵...... الشوریٰ، ۴۲ : ۲۳

۵۲۶...... زرقانی، جلد ۷، صفحہ ۲۰

۵۲۷...... زرقانی، جلد ۷، صفحہ ۲۰

۵۲۸...... الواقعہ، ۵۶ : ۱۱

۵۲۹...... تفسیر کبیر، جلد ۲۷، صفحہ ۷-۱۶۶

۵۳۰...... الاحزاب، ۳۳ : ۳۳

۵۳۱...... صحیح مسلم، باب فضائل الحسن والحسین، جلد ۲، صفحہ ۲۸۳

۵۳۲...... سوانح کربلا، صفحہ ۳۳

۵۳۳...... آلِ عمران، ۳ : ۶۱

۵۳۴...... علاؤالدین علی بن محمد، خازن، تفسیر خازن، مطبوعہ مصر، جلد ۱، صفحہ ۳۰۲

۵۳۵...... الاحزاب، ۳۳ : ۵۶

۵۳۶...... صحیح مسلم، باب الصلوٰۃ علی النبی بعد التشہد، جلد ۱، صفحہ ۱۷۵

۵۳۷...... الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۴۶

۵۳۸...... الصواعق المحرقہ، صفحہ ۱۴۸ / ملا علی قاری، مرقات المفاتیح، شرح مشکوٰۃ المصابیح، امدادیہ، ملتان، جلد ۱، صفحہ ۲۰

۵۳۹...... ترمذی، مناقب اہل بیت، جلد ۲، صفحہ ۲۲۰

۵۴۰...... امام جلال الدین سیوطی، الجامع الصغیر، مطبوعہ قاہرہ مصر، جلد ۱، صفحہ ۴۲

۵۴۱...... صحیح مسلم، باب فضائل علی بن ابی طالب، جلد ۲، صفحہ ۲۷۹

۵۴۲...... نور الابصار، صفحہ ۱۱۴

۵۴۳...... جامع ترمذی، مناقب علی بن ابی طالب، جلد ۲، صفحہ ۲۱۵ / مسند امام احمد، جلد ۱، صفحہ ۷۷ / کنز العمال، جلد ۷، صفحہ ۱۰۲

۵۴۴...... تاریخ الخلفاء، صفحہ ۵۹

۵۴۵...... مشکوٰۃ المصابیح، باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ، الفصل الثالث، صفحہ ۵۷۳

۵۴۶...... ایضاً، کتاب الفتن، باب مناقب الصحابۃ، الفصل الثالث، صفحہ ۵۵۴

۵۴۷...... تفسیر کبیر، جلد ۲۷، صفحہ ۱۶۷

۵۴۸...... ایضاً، صفحہ ۱۶۵-۶

۵۴۹...... ایضاً

۵۵۰...... شیخ سعدی شیرازی، بوستان، دیباچہ، در نعت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات

مادہ ہائے تاریخ طباعت

(طبع اول)

محترم طارق سلطانپوری

"آن و احتشام بوتراب"

1418ھ

"پاکیزہ ذکر اوصاف و محاسن علی"

1418ھ

"بہشت فیض عرفاں"

1998ء

"جلوہ گاہ عجائبات مرتضٰی"

1998ء

"حسن، جلالت، عظمت"

1998ء

"محفل اوج فقر مرتضٰی"

1998ء

ان میں ہے ممتاز واعلیٰ مرتضٰی کا مرتبہ
وہ جو اصحاب محمد ہیں ہدایت کے نجوم
ہے علاجِ وہم و ریب اس کا یقیں افروز علم
اس کی حق آگاہی کا نسخہ ہے تریاقِ سموم
داستاں ہر گوشۂ عالم میں اس کے فقر کی
آشنائے اوج عرفاں اس کی ہے ہر مرز و بوم
آج بھی ہے مطلعِ علم و ادب پر ضوفگن
حیدر کرار کا خورشیدِ افکار و علوم
غلغلہ اس کی جوانمردی کا شرق و غرب میں
اس کی جی داری و جانبازی کی ہے عالم میں دھوم
جس کے ملجا ہیں علیؓ مشکل کشا شیر خدا
اس پہ غالب آ نہیں سکتے حوادث کے ہجوم

✡✡✡✡✡

ان کی تحریروں کا گرویدہ ہوں اک مدت سے میں
ہے مؤثر ان کا اسلوب نگارش بالعموم
امتیازی شان رکھتی ہے یہ تحریر محب
ہے بیان زینت دروازۂ شہر علوم
ہے طباعت کا سن "آن واحتشام بو تراب"
1418ھ
اللہ اللہ رفعتِ دروازۂ شہرِ علوم

فتاویٰ نوریہ

تصنیف: حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز

- فقہ حنفی کا عظیم انسائیکلوپیڈیا' جدید و قدیم مسائل کا حسین مجموعہ
- علماء' فقہاء' وکلاء' طلباء اور مدرسین و محققین کے لئے فقہی و قانونی سرمایہ
- ایک مینارۂ نور' عوام و خواص کی شرعی ضروریات کا کفیل

خوب صورت کتابت و طباعت' عمدہ جلد

ہدیہ مکمل سیٹ (چھ جلد): 1500/روپے

جانشین فقیہ اعظم حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری کی ایمان افروز نگارشات

تصانیف

١ گستاخِ رسول کا شرعی حکم
٢ رحمۃ للعالمین علیہ کا پیغامِ امن
٤ ظہور نور
٥ میلاد النبی.........صاحب میلاد کی کرم نوازیاں
٦ افضلیت مدینہ منورہ
٧ اسلام اور تصوف
٨ مخزن صدق وصفا---سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
٩ باب مدینۃ العلم---مرتضیٰ مشکل کشا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ
١٠ ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر (غوث الوریٰ کی حیثیت مظہر مصطفیٰ)
١١ سلطان الہند خواجہ خواجگاں معین الدین چشتی اجمیری
١٢ وقت کی قدر کیجئے
١٣ فقیہ اعظم---پیکر شفقت
١٤ حضرت فقیہ اعظم کے استاذ مکرم مفتی اعظم سیدی ابو البرکات اپنے مکاتیب کے آئینے میں
١٥ چند روز مصر میں (سفر نامہ مصر)
١٦ سفر محبت (بصیر پور سے بغداد معلیٰ تک)

ترتیب و تدوین

١٧ فتاویٰ نوریہ (جلد اول، دوم ترتیب نو---جلد سوم تا ششم تدوین و تبویب)
١٨ خطبات نوریہ
١٩ سترہ تقریریں
٢٠ میلاد النبی علیہ
٢١ میلاد مصطفیٰ علیہ

تراجم

٢٢ افضلیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء عقل و نقل کے پیمانے میں (امام رازی)
٢٣ قرعہ مبارکہ (فال نامہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
٢٤ بشائر الخیرات (سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتب کردہ مجموعہ درود وسلام)